مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

شیطان کے پنجے میں آنیکے اسباب اور اسکی شر سے بچنے کی تدبیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ بعض روایات میں عورتوں کو حبائل الشیطٰن (ترجمہ۔ شیطان کے رسے) فرمایا ہے۔ حبائل حبل کی جمع ہے۔ حبل کے معنی ہے رسہ۔ بھینسا کتنا طاقتور ہے لیکن ایک رسہ گلے میں ڈال کر کلے سے باندھ دیا جائے تو مجال ہے کہ حرکت کر سکے۔ اسی طرح عورتوں کے ذریعہ شیطان مردوں کو گمراہ کرتا ہے۔

دوسرا ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَذَھَبَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰہُ لِاَھْلِھَا فِیْھَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِھَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَھَا ثُمَّ حَفَّھَا بِالْمَکَارِہِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا قَالَ فَذَھَبَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَدْخُلَھَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ النَّارَ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا قَالَ فَذَھَبَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِھَا اَحَدٌ فَیَدْخُلُھَا فَحَفَّھَا بِالشَّھَوَاتِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا قَالَ فَذَھَبَ فَنَظَرَ اِلَیْھَا فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَھَا (رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی)۔ (باب خلق الجنۃ والنار)۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو جبرائیلؑ سے فرمایا جاؤ پھر اس کو دیکھو۔ وہ گئے۔ پھر اس کو اور اس میں جنتیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیار کر رکھا ہے دیکھا پھر آئے پھر عرض کی اے میرے پروردگار تیری عزت کی قسم کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو اس کے متعلق سنے اور اس میں داخل نہ ہو۔ پھر (اللہ تعالیٰ نے) اس کے گرد (طبیعت کی) ناپسندیدہ چیزوں کی باڑ لگا دی۔ پھر فرمایا۔ اے جبریلؑ جاؤ۔ پھر اس کو دیکھو۔ آپؑ نے فرمایا۔ پھر وہ گئے پھر اس کو دیکھا۔ پھر آئے۔ پھر عرض کی اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! البتہ میں ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو بنایا تو فرمایا اے جبرائیلؑ! جاؤ پھر اس کو دیکھو آپؑ نے فرمایا پھر وہ (جبرئیلؑ) گئے پھر اس کو دیکھا۔ پھر آئے۔ پھر کہا اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم۔ جو شخص بھی اس کے متعلق سنے گا۔ وہ اس میں (ہرگز) داخل نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسکے گرد خواہشات نفسانی کی باڑ لگا دی۔ پھر فرمایا اے جبرئیل جاؤ۔ پھر اس کو دیکھو آپؑ نے فرمایا پھر وہ (جبرئیلؑ) گئے۔ پھر اس کو دیکھا۔ پھر عرض کی۔ اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم البتہ میں ڈرتا ہوں کہ (شاید ہی کوئی) باقی رہے جو اس میں داخل نہ ہو)

ناپسندیدہ طبع چیزیں

سردی کا موسم ہو۔ کمرہ میں ہیٹر (HEATER) لگا ہوا ہو۔ بستر گرم ہو اور باہر ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو۔ اس وقت اذان کی آواز سن کر ٹھٹھرتے ہوئے مسجد میں وہی آئے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کامل عطا فرمایا ہے۔ یہ ہے جنت کو ناپسندیدہ چیزوں کی باڑ دینا ان ناپسندیدہ کاموں کو کرنے کے بعد جنت مل سکتی ہے۔

خواہشات نفسانی

ریڈیو پر گانے ہوتے ہیں پہلے بھانڈ گاتے ہیں۔ پھر سریلی آواز سے رنڈیاں گاتی ہیں۔ واقعی یہ چیزیں مرغوبات طبع ہیں۔ ہر انسان کا دل چاہتا ہے کہ سُریلے گانے سُنے۔

یہ ہے دوزخ کو خواہشات نفسانی کی باڑ دینا۔ غیر عورت کے گانے سننے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں خوفِ خدا ہے۔ وہ ان سے بچتے ہیں۔

رحمت یا لعنت

انسان پر یا اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے یا لعنت ان دو درجوں کے درمیان تیسرا کوئی درجہ نہیں ہے۔ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں ان پر لعنت پڑتی ہے۔ جن سے وہ راضی ہے ان پر رحمت نازل ہوتی ہے اَللَّعْنَۃُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَۃِ (ترجمہ۔ لعنت رحمت سے دوری (کا نام) ہے)۔ ریڈیو پر رنڈیوں کے گانے سننے والوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں۔ اس لئے ان پر لعنت پڑتی ہے۔ جن کے دل میں خوفِ خدا ہے۔ وہ رنڈیوں کے گانوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

مقصدِ حیات

کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو رنڈیوں کے گانے سننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہرگز نہیں اس کی زندگی کا مقصد یادِ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷ ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ وَکَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَھَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَھَا الحدیث (عَنْ سَیَّارِ بْنِ سَلَامَۃَ۔ متفق علیہ۔ باب تعجیل الصلوٰۃ۔ الفصل الاول)۔ (ترجمہ اور وہ (نبی کریمؐ) اس (عشاء کی نماز) سے پہلے نیند کو ناپسند فرماتے۔ اور اس کے بعد باتیں کرنے کو) جو عشاء کے بعد باتیں کریگا اس کی نماز تہجد تو اکثر قضا ہی ہوگی۔

انسانیت کا رنگ

ہے قرآن مجید۔ علماء کرام قرآن مجید کا مطلب سمجھاتے ہیں اور صوفیاء عظام اس کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ جن پر قرآن مجید کی تعلیم کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ ان کے منہ میں خوف خدا کی لگام ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بُرے کاموں سے بچتے ہیں۔ ورنہ دل ان کا بھی چاہتا ہے۔

ایک مثال

گھوڑے کے منہ میں لگام ہو تو وہ سوار کے اشارہ پر چلتا ہے اور اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کے منہ میں خوف خدا کی لگام ہو تو یہ بھی سیدھے راستہ پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے

اس کا طریقہ

یہ ہے کہ انسان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھے۔ قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت میں آنے سے طبیعت کا رخ بدل جاتا ہے

ع بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

صحبت کا حکم

اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں صحبت کا حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ (سورہ الکہف ع ۴ پ ۱۵)۔ (ترجمہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان بندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ جن کی زندگی کا نصب العین فقط رضائے مولا ہے وہ نہ بڑے سے بڑا سیٹھ اور نہ زمیندار بننا چاہتے ہیں اور نہ بڑے سے بڑے عہدہ پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو۔ اس سے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں سے اپنی نظر کو نہ ہٹانا۔ ان کی طرف ہی تیری آنکھوں کی ٹکٹکی بندھی رہے اگر تیرے ایک طرف بڑے بڑے سیٹھ، زمیندار اور سرکاری عہدہ دار کھڑے ہوں تو ان کو دیکھ کر تیرا دل نہ للچانے پائے۔

خوفِ خدا

انسان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے تو یہ سیدھا چلتا ہے۔ اگر خوف خدا نہ ہو تو انسان جیسا ظالم۔ بے حیا۔ کمینہ اور موذی جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا۔ انگریز کے عہد حکومت میں قصہ خوانی بازار پشاور میں ایک فوجی نے مشین گن لگا کر سینکڑوں انسانوں کو موت کی گھاٹ اتار دیا۔ دوسری جنگ عظیم میں امریکہ نے دو ایٹم بموں سے ڈھائی لاکھ جاپانیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد جاپان کے بادشاہ نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ کیا یہ انسانیت ہے۔ شیر خوفناک درندہ ہے لیکن وہ اپنے ہم جنسوں کو نہیں پھاڑتا۔ وہ دوسرے جانوروں کو پھاڑ کر کھاتا ہے اور یہ انسان اپنے ہم جنسوں پر ظلم ڈھاتا ہے۔ مائیں جنتی اور برسوں تکلیف جھیل کر پالتی ہیں اور یہ ظالم ایک منٹ میں قتل کر دیتا ہے۔

ایک عبرتناک واقعہ

میرے خسر مولانا ابو محمد احمد صاحبؒ نے ایک بار مجھے جہلم کے ایک قتل کا واقعہ سنایا۔ اس قتل کے مقدمہ میں پولیس نے دو اشخاص کو گرفتار کیا۔ ان میں سے ایک قاتل تھا۔ اور دوسرا جس کو شبہ میں پکڑ لیا گیا تھا۔ بے گناہ تھا۔ قاتل مقدمہ کے دوران یہ دعا کیا کرتا تھا۔ اے اللہ! تو مجھ پر اپنا فضل فرما۔ جو شخص بے گناہ تھا۔ وہ یہ دعا کرتا تھا۔ اے اللہ تو انصاف فرما۔ خدا کی قدرت دیکھئے جب قتل کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ تو جج نے قاتل کو بری کر دیا اور بے گناہ کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا۔ اس علاقہ میں کوئی مقبول بارگاہ الٰہی بندۂ خدا رہتا تھا۔ ان کو جب اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ اے اللہ پولیس اور جج تو عالم الغیب نہ تھے۔ تُو تو عالم الغیب ہے اور سب فیصلے تیرے ہی حکم سے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اطلاع دی گئی کہ قاتل اور مقتول دونوں میرے بندے ہیں۔ قاتل فضل کا طالب تھا۔ ہم نے اس پر فضل کر دیا۔ یہ جو اس مقدمہ میں بے گناہ ہے یہ انصاف کا طالب تھا۔ ہم نے اس کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ ایک دفعہ اس کو ایک چیونٹی نے ڈس لیا۔ اس نے اس چیونٹی کو تنکہ پر بٹھا کر تنکے کو پانی کی جُو میں گاڑ دیا۔ اس طرح چیونٹی پانی میں ڈوب کر مر گئی۔ ہم نے چیونٹی کے قصاص میں اس کو پھانسی دلا دی۔

اولیاء اللہ کا کشف

عوام الناس کے لئے واجب الاتباع نہیں ہوتا۔ ان کا کشف انکی اپنی ذات یا ان کی معتقد علیہ جماعت کے لئے قابل

اعتبار ہوتا ہے ۔ لیکن پیغمبر پر جو وحی نازل ہوتی ہے ۔ اس کو ماننا فرض ہے ۔

قرآن کا اتباع

میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو متبع قرآن نہیں ۔ وہ انسان نہیں ۔ پھر کیا ہے ؟ یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ اولیاء اللہ جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ باطن کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے دو بزرگوں کی زیارت کا شرف عطا فرمایا ہے ۔ ان میں سے میں نے ایک لاہور میں دیکھے تھے ۔ ان کا میں اکثر ذکر کیا کرتا ہوں کہ ایک دن میں سریاں اوجھریاں والے بازار سے کشمیری بازار کی طرف آ رہا تھا ۔ راستہ میں ایک دوکان کے تھڑے پر ایک سانولہ رنگ کے پستہ قد سفید ریش بزرگ بیٹھے تھے ۔ جب میں ان کے پاس سے گزر رہا تھا ۔ تو انہوں نے مجھے کلائی سے پکڑ لیا ۔ اور فرمایا تشریف رکھئے ۔ میں بھی اسی دروازہ کا غلام ہوں ۔ جس کے آپ ہیں میں سمجھ گیا ۔ یہ میرے پیر بھائی ہیں اور ان کو ہم جنس ہونے کی خوشبو آئی ہے ۔ اس کے بعد فرمایا مولوی صاحب ! میں یہاں بیٹھا رہتا ہوں ۔ اور لوگ گزرتے رہتے ہیں ۔ ان میں سے مجھے کوئی سؤر ۔ کوئی کتا ۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے ۔ دوسرے بزرگ کبھی کبھی مجھے زیارت کرانے کے لئے باہر سے تشریف لایا کرتے تھے ۔ وہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ آپ سے ملنے کے لیے آتا ہوں راستہ میں کوئی سؤر کوئی کتا کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں ۔ جن کے دل میں خوف خدا نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو انسان بنائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔

انسان بننے کا طریقہ

عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت ہو تو انسان انسان بنتا ہے ۔ قرآن مجید کی تعلیم سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور اللہ والوں کی صحبت میں قرآن مجید کا رنگ چڑھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی خواہشات نفسانی کو قرآن مجید کے تابع رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔ اللہ اللہ کرنا بھی انسان بننے کا ایک طریقہ ہے ۔ جب دنیوی کاموں کے لئے اسباب میں ہاتھ ڈالتے ہو تو اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کے لئے کیوں اسباب میں ہاتھ نہیں ڈالتے ۔ اللہ اللہ کرنا دوزخ سے بچنے کا ایک سبب ہے ۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شیطان کی شر سے بچائے ۔ مرتے دم تک اپنے دروازہ پر لائے ۔ سدا قرآن مجید سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔

حضرت ابوہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کے ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خاص کر) ان خواتین کے گھروں میں نہ جایا کرو جن کے شوہر کہیں باہر (سفر وغیرہ میں) گئے ہوئے ہوں کیونکہ شیطان (یعنی اس کے اثرات) سب میں اسی طرح (غیر مرئی طور پر) جاری ساری رہتے ہیں جس طرح لوگوں میں خون رواں دواں رہتا ہے۔ ہم نے عرض کیا اور کیا آپ میں بھی؟ آپ نے فرمایا اور مجھ میں بھی لیکن اللہ تعالی نے میری اس معاملہ میں خاص مدد فرمائی ہے اس لیے میں محفوظ رہتا ہوں۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ یکم رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ ہُو کے پاک نام کے فوائد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

عرض یہ ہے کہ اَللّٰہُ ھُوْ کے پاک نام کے بے شمار فائدے ہیں۔ آج میں ان میں سے ایک فائدہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ نوح ؑ کی قوم کے متعلق قرآن مجید میں اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ (سورہ الاعراف ع ۸ - پ ۸) - ترجمہ - وہ لوگ اندھے تھے - کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ وہ لوگ ان آنکھوں کے اندھے نہ تھے ۔ بلکہ دل کے اندھے تھے - فطرت سلیمہ کا نور نہ ہونے کے باعث وہ پیغمبر کو نہ پہچان سکے ۔ اور اللہ تعالٰی کے احکامات پر عمل نہ کرسکے ۔ اسی وجہ سے اللہ تعالٰی ان کو اندھا فرما رہے ہیں

دو قسم کی آنکھیں

میں پہلے کسی مجلس ذکر میں عرض کر چکا ہوں کہ آنکھیں دو قسم کی ہوتی ہیں ا۔ ظاہری آنکھیں (۲) دل کی آنکھیں - دل کی آنکھوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی آتا ہے فرماتے ہیں ۔ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۵ (سورۃ الحج - ع ۶ - پ ۱۷) - (ترجمہ - پس تحقیق بات یہ ہے - کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں - بلکہ دل جو سینوں میں ہیں - اندھے ہو جاتے ہیں -

چار طریقے

اولیاء کرام کے چار طریقے ہیں - ا - نقشبندی - ۲ - سہروردی - ۳ - چشتی - ۴ - قادری - ان سب کا مقصد ایک ہے - اور وہ ہے اللہ تعالٰی کی رضا حاصل کرنا جس طرح مرکزی نقطہ ایک ہوتا ہے اور اس سے بے شمار خط نکلتے ہیں - وہ سب مرکزی نقطہ پر آکر مل جاتے ہیں - اسی طرح اولیاء کرام نے اللہ تعالٰی کی رضا حاصل کرنے کیلئے مختلف طریقے ایجاد کر رکھے ہیں مقصد سب کا ایک ہی ہے - ہمارا سلسلہ قادری ہے -

تکمیل کے بعد

دل کی آنکھیں حاصل ہو جاتی ہیں جس طرح آنکھوں میں بینائی ہو اور سورج نکلا ہوا ہو تو سب کچھ نظر آتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں صحابہ کرام ؓ کے اندر فطرت سلیمہ کا نور موجود تھا - اس لئے ان کو دل کی آنکھیں وہبًا حاصل ہوتی تھیں - ان کو ریاضت کی ضرورت نہ تھی -

صحابہ کرام ؓ کی مثال

ستاروں کی سی ہے - آسمان پر ستارے جگمگا رہے ہوں تو ان کی روشنی میں بھی اکثر چیزیں نظر آتی ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ کے بعد صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں بھی لوگوں کے اندر فطرت سلیمہ کا نور باقی تھا - اس لئے اس زمانہ میں بھی دل کی آنکھیں وہبًا حاصل ہوتی تھیں -

اندھیری رات

جب رات اندھیری ہو نہ آسمان پر سورج ہو - نہ ستارے ہوں چاروں طرف بادل چھائے ہوئے ہوں تو ہر شخص کو اپنا چراغ جلانے کی ضرورت پڑتی ہے - اس وقت روحانیت کا ایسا ہی دور ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گنبدِ خضرا میں آرام فرما ہیں - صحابہ کرام ؓ بھی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں - گویا اب روحانیت کا نہ سورج آسمان پر موجود ہے اور نہ ستارے - اب کسبًا دل کی آنکھیں حاصل کرنی پڑتی ہیں - اس کے لئے اللہ ھو کے پاک نام کی اہل اللہ مشق کراتے ہیں اس سے دل کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے اس کے بعد آہستہ آہستہ حلال اور حرام کی تمیز ہو جاتی ہے

اَللّٰہُ ھُوْ

کے پاک نام کا ایک فائدہ یہ ہے - کہ

حلال اور حرام کی تمیز پیدا ہو جاتی ہے جس طرح ظاہری آنکھوں کے بینا کو پتہ لگتا ہے کہ بکری ہے یا سئور۔ اسی طرح باطن کی بینائی والے کو پتہ چلتا ہے کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں حرام۔ وہ کھانے۔ پینے۔ پہننے اور مکان کے معاملہ میں حرام سے بچتا ہے۔ جب یہ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان ہر چیز میں حلال اور حرام کی تمیز کر سکتا ہے۔ جب تک اللہ ہُو کے نصاب کی تکمیل نہ ہو یہ استعداد پیدا نہیں ہوتی۔

تکمیل نہ ہو

تو میں اجازت نہیں دیا کرتا۔ جس طرح مدارس عربیہ کا فارغ التحصیل عربی کی ہر کتاب پڑھ سکتا ہے۔ بی اے اور ایم اے انگریزی کی ہر کتاب پڑھ سکتا ہے اسی طرح اللہ ھُو کا نصاب پورا کر لینے کے بعد کھانے پینے پہننے اور مکان کے متعلق مشق کے بعد پتہ لگتا ہے کہ حلال ہے یا حرام ابھی چند روز ہوئے دو صاحب آئے تھے۔ ایک سندھ اور دوسرے بہاولپور سے آئے تھے۔ دونوں نصاب کی تکمیل کر چکے تھے۔ پہلے دونوں کو ٹسٹ کرنے کا طریقہ سکھایا۔ پھر بازار سے چند چیزیں منگوائیں اور ان کو کاغذ پنسل دے کر کہا کہ ان کو ٹسٹ کر کے دکھاؤ۔ دونوں کے جوابات میں کچھ غلطیاں تھیں میں نے ان سے کہا کہ مشق کرنے سے یہ غلطیاں دُور ہو جائیں گی۔

حرام کھانے سے

اللہ تعالےٰ کے نور کی روشنی بجھ جاتی ہے۔ عبادت میں جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ حرام کھانے سے سلب ہو جاتی ہے۔ بعض احباب جب شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں لطف نہیں آتا۔ تو میں فوراً کہتا ہوں کہ آپ نے حرام کھایا ہوگا حرام کھانے کا جو نتیجہ نکلتا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) (باب الکسب وطلب الحلال الفصل الثانی) (ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔

انہوں نے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حرام مال سے پرورش پانے والا گوشت جنت میں داخل نہوگا اور حرام مال سے پرورش پانے والا ہر گوشت اس بات کا مستحق ہے کہ دوزخ (کی آگ) اس کو اپنے اندر سمیٹے) اگر دل میں ایمان تھا تو حرام مال سے پرورش پانے والا گوشت دوزخ میں جل جائے گا تو باقی کو نکال کر جنت میں ڈال دیا جائے گا۔ اللہ ہُو کے پاک نام سے حلال حرام کی تمیز ہو جاتی ہے پھر نہ حرام کھائے گا۔ نہ حرام کا گوشت وجود پر آئے گا۔ اور نہ دوزخ میں جلنے پائے گا۔

اللہ ہُو کے ذکر

کو بعض لوگ بدعت کہتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ کو بدعت کے معنی نہیں آتے۔ بدعت کے معنی ہیں کہ دین کے رنگ میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جائے اور اس کو ساری امت کے لئے لازم قرار دیا جائے۔ تب وہ بدعت بنے گی۔ جو اللہ ہُو کا پاک نام نہیں سیکھنا چاہتے نہ سیکھیں۔ ہم ان کو کب مجبور کرتے ہیں کہ ضرور سیکھو۔ جو سیکھے گا۔ اس کو حلال اور حرام کی تمیز ہو جائے گی اور حرام سے بچ جائے گا۔ اگر وجود پر گوشت حلال مال سے پرورش پایا ہوا ہوگا۔ تو جنت میں داخل ہوگا۔

خوفِ خدا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خوف خدا اس قدر غالب تھا۔ کہ اگر غلطی ہو جاتی تھی۔ تو خود بخود آپ کے حضورؐ میں آکر اقرار کر لیتے تھے۔ ان کو کسب کی ضرورت نہ تھی۔ آپؐ کے زمانہ میں زنا کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ بُرَیْدَۃَؓ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَہِّرْنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ الرَّابِعَۃُ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَ اُطَہِّرُكَ قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبِہٖ جُنُوْنٌ فَاُخْبِرَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْکَہَہٗ فَلَمْ یَجِدْ مِنْہُ رِیْحَ خَمْرٍ فَقَالَ اَزَنَیْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلَاثَۃً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَۃً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ اُمَّۃٍ لَوَسِعَتْہُمْ الحدیث (رواہ مسلم) (کتاب الحدود۔ الفصل الاول) (ترجمہ بریدہؓ سے روایت ہے۔ کہا ماعز بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آئے۔ پھر کہا یارسول اللہؐ مجھے پاک کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر۔ واپس جا اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔ وہ چلا گیا اور تھوڑی دُور جا کر پھر واپس آیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہؐ مجھ کو پاک کیجئے۔ آپ نے پھر وہی الفاظ فرمائے جو پہلے فرمائے تھے۔ چار مرتبہ اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کس چیز سے تجھے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کی زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا یہ پاگل ہے۔ پھر آپؐ کو خبر دی گئی کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا اس نے شراب پی ہے پھر ایک شخص کھڑا ہوا۔ پھر اس کو سونگھا پھر شراب کی بو نہ پائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی ہاں۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا۔ پھر اس کو سنگسار کیا گیا۔ پھر دو یا تین دن گذر گئے۔ پھر رسول اللہؐ تشریف لائے پھر آپؐ نے فرمایا۔ ماعز بن مالکؓ کے لئے بخشش مانگو۔ البتہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک جماعت میں تقسیم کر دی جاتی تو سب کو گھیر لیتی) اب یہ حالت ہے کہ سب گناہ کرنے کے بعد اقرار جرم تو بجائے خود رہا۔ الٹا اپنے آپ کو جنت کا وارث سمجھتے ہیں۔ اب طبیعتوں میں خوف خدا نہیں رہا۔ اس لئے کسباً پیدا کرنیکی ضرورت ہے۔ رسول اللہؐ کے مبارک زمانہ میں صحابہ کرامؓ ہی دوکاندار تھے۔ وہی بیچنے والے اور وہی خریدنے والے تھے۔ انکو کسباً حلال اور حرام کی تمیز پیدا کرنیکی ضرورت ہی نہ تھی۔ اب اکثریت باطن کے اندھوں کی ہے اس لئے اب کسباً اس تمیز کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

انسانیت کا رنگ

باقی بر صفحہ ۱۴

حضرت عمر رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہا کو ایک خط میں لکھا کہ مسلمان عورتوں کو کفار کی عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔(بیہقی: ۱۳۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں اپنا نکاح گواہ کے بغیر (چوری چھپے) کرلیں وہ حرام کار ہیں۔(ترمذی: ۱۱۰۳)

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۱۰ سے آگے

میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں انسانیت کا رنگ ہے قرآن - اس رنگ کے رنگ فروش ہیں علماء کرام اور رنگساز ہیں صوفیاء عظام - ایک مجلس ذکر میں میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق عرض کرچکا ہوں (ملاحظہ ہو خدام الدین لاہور - مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۹ء)

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ الآیۃ

(سورۃ بنی اسرائیل ع ۵ پ ۱۵) - (ترجمہ اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو - لیکن تم اسکی تسبیح کو نہیں سمجھتے) اس وقت آپ میں شاید ہی کوئی ہوگا - جس کو ہر چیز ذاکر نظر آتی ہو - تکمیل کے بعد ایک وقت آتا ہے کہ زمین - درخت کا ہر پتہ - بیل - گھوڑا گدھا - ہر چیز ذاکر نظر آتی ہے -

دعا - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے دروازے پر سدا بلائے - اللہ ہو کا پاک نام لینے اور اسکی برکتوں سے مستفیض ہونیکی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۶ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اطمینان قلب فقط ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (سورہ الرعد ع ۴ پ ۱۳) (ترجمہ۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صَقَالَۃٌ وَصَقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ الحدیث (باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ الفصل الثالث (رواہ البیہقی۔ فی الدعوات الکبیر (ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ ہر چیز کے لئے ایک صیقل (صاف کرنے والی چیز) ہے۔ اور دلوں کا صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ٹھیک اور اللہ کے رسولؐ کا فرمان بھی ٹھیک ہے۔

اطمینانِ قلب

دولت سے حاصل نہیں ہوتا۔ یورپ میں کروڑپتی خودکشی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اطمینانِ قلب نصیب نہیں ہوتا۔ میں اپنے دونوں مربیوں کے لنگروں میں رہا ہوں دونوں حضرات کے ہاں یہی دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کھانے کو بھجوا دیا تو اللہ اللہ کرنے والی جماعت کو کھلا دیا۔ ورنہ اندر بھی فاقہ اور باہر بھی فاقہ۔ کبھی ایک تربوز آ گیا۔ اس کے ٹکڑے کر کے اندر بھی ذرا ذرا تقسیم کر دیا اور باہر بھی۔ کبھی شہد کی بوتل آ گئی تو ہتھیلی پر سب کو تھوڑا تھوڑا دے دیا۔ کبھی ٹینڈے آ گئے تو پکا کر سب کو کھلا دیئے۔ دین پور شریف میں بھی یہی دیکھا اور امروٹ شریف میں بھی یہی دیکھا۔ اللہ والوں کو نہ اُتار کی اور نہ چڑھاؤ کی فکر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دیا تو کھا لیا۔ ورنہ بھوکے رہ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے۔

دل کی اصلاح

ہو جائے تو یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔ (ترجمہ۔ بیشک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جائے تو سارا وجود درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا وجود خراب ہو جاتا ہے خبردار اور وہ دل ہے) دل کی اصلاح ہو جائے تو سارے وجود کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

دو چیزوں کی ضرورت

دل کی اصلاح کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ۱۔ کتاب و سنت کا علم۔ یہ اصلاح قال ہے۔ ۲۔ اللہ والوں کی صحبت۔ صحبت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا الایۃ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)۔ (ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے) اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہے ہیں کہ ان کی صحبت میں نشست و برخاست رکھو۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب محبوب اور مقصود ہو۔ ان کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے سے رنگ چڑھتا ہے۔ اس قسم کے اللہ والوں کے بال بچے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی یاد میں فرق نہیں پڑتا۔

انسان صحبت سے

بنتا ہے۔ معدودے چند کے سوا تمام صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آنے سے پہلے ۳۶۰ بتوں کے پجاری تھے ۳۶۱ واں خدا اللہ تعالیٰ تھا۔ رسولؐ اللہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ سناتے تھے تو وہ آپ سے لڑتے تھے۔ آپؐ قرآن مجید سناتے تھے تو وہ شور کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ (سورہ حٰم السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴) ۔ (ترجمہ۔ اور کافروں نے کہا۔ کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب ہو جاؤ) جب رسول اللہؐ کی صحبت میں آئے تو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ترجمہ۔ تم بہترین امت ہو۔ جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو) اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ (ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا) کے تمغے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ پھر ان کی یہ حالت تھی ؎

جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا

کابل میں بھی بعض صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں کابل دوبارہ فتح ہوا ہے

صحبت کے بغیر

اچھے اچھے تعلیم یافتہ میں ایمان نہیں ہے ؎

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
بمحبوب نامش نہادند غلط

ساری عمر انگریز کی تعلیم پائی انگریز کو کیا ضرورت تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام سکھاتا اس نے تو نصاب تعلیم سے اللہ تعالیٰ کا نام حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا۔

دل کی اصلاح

اَللّٰہ ھُو کے ذکر کے بغیر نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرامؓ کی اصلاح خود بخود ہو جاتی تھی۔ ان کو اَللّٰہ ھُو کا ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ الحدیث (باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم ۔ الفصل الثالث) (رواھما احمد والبیہقی فی شعب الایمان) (ترجمہ۔ عبدالرحمٰنؓ ابن غنم اور اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں

کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالےٰ یاد آئے) اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہیں۔ جن کی صحبت میں دل متوجہ الی اللہ ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کو ۱۴ سو سال پیچھے لے جایئے۔ اور اندازہ کیجیئے کہ وہاں کیا حالت ہوگی۔

اس کا ثبوت

ملاحظہ ہو۔ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَأْىَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَأْىَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ۔ الفصل الثانی)۔ (رواہ مسلم)۔ (ترجمہ۔ حنظلہ بن الربیع الاسیدی سے روایت ہے۔ کہا۔ مجھے حضرت ابوبکرؓ ملے۔ پس آپ نے پوچھا حنظلہ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا۔ حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ اللہ پاک ہے آپ کیا کہ رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہم رسول اللہؐ کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ ہم سے دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ) گویا ہم (دوزخ اور جنت کو) اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں (اور) بیویوں۔ اولاد اور زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں میں گھر جاتے ہیں تو (ان باتوں میں سے) بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے۔ پس میں اور حضرت ابوبکرؓ دونوں چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ حنظلہ منافق ہو گیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں (اور) آپ ہم سے دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو (ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ) گویا ہم (دوزخ اور جنت کو) اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیویوں۔ اولاد اور زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تو ہم (نصیحت کی) بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں میرے پاس رہتے ہو اور (اللہ کے) ذکر میں لگے رہو۔ تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں۔ تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں۔ لیکن اے حنظلہ یہ ایک ساعت ہے اور یہ ایک ساعت ہے۔ تین بار آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہؓ کی بات کی تصدیق فرمائی کہ صحبت میں حالت اور ہوتی ہے۔ باہر اور ہوتی ہے۔

ذکر کا فائدہ

میں کئی بار وہ حدیث عرض کر چکا ہوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں۔ وہ حدیث لمبی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ذکر کی مجلس میں سب شامل ہونے والوں کو بخش دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس خوشخبری کا مستحق بنائے آمین یا الٰہ العالمین

کئی صورتیں

ذکر کرنے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً قرآن مجید پڑھا جائے۔ حدیث پڑھی جائے۔ یا ذکر الٰہی کیا جائے۔ یہ سب ذکر کی صورتیں ہیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بکثرت اللہ ھو کا ذکر کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور اسکی برکت سے اطمینان قلب نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدوم مناومرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

عذاب الٰہی سے بچانے کیلئے ذکر الٰہی سے بہتر کوئی عمل نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

عرض یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ جزائے اعمال دنیا میں ہی شروع ہو جاتی ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یہاں جزائے اعمال ختم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس جہان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

ایک مثال

سلطان عالمگیرؒ نے لاہور کی شاہی مسجد بنائی۔ ان کا یہ عمل قیامت تک جاری رہیگا جب تک شاہی مسجد موجود ہے۔ اس میں جتنے مسلمان نماز پڑھتے رہیں گے۔ ان کی نمازوں کا ثواب سلطان عالمگیرؒ کی روح کو پہنچتا رہے گا۔ یہی حال اولاد اور اولاد در اولاد کا ہے۔ وہ جب تک ختم نہیں ہوتی اولاد کو اچھا یا بُرا بنانے کی جزا یا سزا اس کو ملتی رہے گی۔ غرضیکہ ہر انسان نیکی یا بدی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ جب یہ جہاں ختم ہو جائے گا۔ تب جزا اور سزا کا دور ختم ہوگا۔

اس کا ثبوت

ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰہَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ۝ وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا ۝ (سورہ الاحزاب ع ۸ ۔ پ ۲۲)۔

(ترجمہ۔ جس دن اِن کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسولؐ کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر)

یہں کُبَرَآءَنَا میں نمبر اوّل ماں باپ کو لیتا ہوں۔ اولاد قیامت کے دن ماں باپ کو کوسیگی کہ انہوں نے ہمیں غلط راستہ پر ڈالا۔ اے اللہ! انہوں نے ہمیں دنیا کمانا تو سکھایا۔ لیکن تیرا نام نہ سکھایا۔ تیری یاد نہ سکھائی اور نیکی کا راستہ نہ سکھایا۔ اے اللہ! ان کو دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔ اسی لئے میں احباب سے کہا کرتا ہوں کہ اپنی اولاد کو دین آپ سکھا دیں۔ جب بھوک لگے گی تو دنیا کمانا خود بخود سیکھیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی امداد کا اعلان فرما رکھا ہے۔ وہ اعلان ملاحظہ ہو

کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّکَ ؕ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحۡظُوۡرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ ۔ پ ۱۵ ۔)

(ترجمہ۔ ہم ہر ایک فریق کو اپنے پروردگار کی بخششوں سے مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں۔)

قیامت کے دن

کی سزا سے بچنے کے لئے بکثرت ذکر الٰہی کیا جائے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَا مِنۡ شَیۡءٍ اَنۡجٰی مِنۡ عَذَابِ اللّٰہِ مِنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ

(ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے۔

اَکۡثِرُوۡا ذِکۡرَ اللّٰہِ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّہٗ لَمَجۡنُوۡنٌ اوکما قال

(ترجمہ۔ کثرت سے ذکر الٰہی سے کرو۔ یہاں تک کہ کہا جائے۔ بے شک البتہ وہ پاگل ہے)

خوشخبری

ہر جمعرات کو بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں حدیث شریف میں آتا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ وہ حدیث لمبی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ کرکے فرماتے ہیں کہ میں نے ذکر کی مجلس میں سب شریک ہونے والوں کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس خوشخبری کا مستحق بنائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

گناہوں سے بچنے کا طریقہ

میں جب کسی کو بیعت کرتا ہوں تو نماز کی پابندی کے علاوہ دس تسبیح ذکر کی بھی بتلاتا ہوں۔ گویا ایک ہزار بار روزانہ ذکر بتلاتا ہوں۔ یہ گناہوں سے بچنے کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ذکر کی ضرورت نہیں۔ عذاب سے بچنے کیلئے ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی اور مخلوق تھوڑی ہے مثلاً ملائکہ عظام۔ وہ ہر وقت ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں۔ ایک مد کے فرشتوں کی تعداد ہم سے چار گنا ہے۔ ان کو کراماً کاتبین کہتے ہیں چار فی کس ہیں۔ دوسری مد سیاحین فی الارض کی ہے۔ جو رسول اللہ کی امت کا درود شریف پہنچاتے ہیں۔

کراماً کاتبین

کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْكُمْ فَیَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَیْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ (باب فضائل الصلوٰۃ۔ الفصل الاول) (متفق علیہ)۔ (ترجمہ۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری تھی واپس جاتے ہیں پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے۔ اور وہ (رب) ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ پس وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے) یہ فرشتے انسان کو کسی وقت بھی خالی نہیں چھوڑتے۔ جب ہم نماز شروع کرتے ہیں تو وہ جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور عصر کی نماز سویرے ادا فرماتے تھے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ان ملائکہ عظام کو انتظار کی تکلیف نہ ہو۔

گناہوں کا کفارہ

چونکہ ذکر الٰہی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس لئے سب سے عرض کرتا ہوں کہ بکثرت ذکر الٰہی کیا کریں۔ اس کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ بلا وضو بھی کرسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ جنبی بھی ذکر الٰہی کر سکتا ہے۔ کتنی سہولت دی گئی ہے۔ نماز بھی ذکر الٰہی ہے۔ لیکن اس کے لئے وضو شرط ہے۔ ایک طرف ذکر الٰہی سے گناہ معاف ہوں گے۔ دوسری طرف نیکیاں جمع ہوں گی۔ قیامت میں ایسے شخص کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ (سورہ الحاقہ ع ۱ پ ۲۹)۔ (ترجمہ پس جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔)

جزائے اعمال

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس جہان میں اعمال کی جزا یا سزا اسباب کے ضمن میں دی جاتی ہے اگر اسباب مخالف ہوں تو جزا یا سزا مؤخر کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک ریاست کا ولیعہد بدمعاش نکل آیا۔ اس کو ہٹانے کے لئے انقلاب کی ضرورت ہے۔ انقلاب میں قتل و خون ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قتل عام سے بچانے کے لئے اس کی سزا کو مؤخر کر دیتے ہیں۔ مرنے کے بعد اس کی قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ اسی طرح ایک گاؤں کا چوہدری بدمعاش ہے لیکن دودھ پینے اور مکھن کھانے کے لئے بھینس رکھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اعمال کے لحاظ سے وہ دودھ اور مکھن کا مستحق نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسی گاؤں میں ایک جولاہا ہے۔ جو مسجد کے پاس دن بھر کپڑا بنتا رہتا ہے۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہی اذان کہتا ہے اور وہی جماعت بھی کرواتا ہے۔ اس کے اعمال تقاضا کرتے ہیں کہ بھینس کا دودھ اور مکھن اسی کو ملے۔ لیکن غریب باپ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسباب مخالف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کی جزا مؤخر کر دیتے ہیں۔ مرنے کے بعد اس کی قبر جنت کا باغ بن جائیگی۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بکثرت ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ جتنا ذکر الٰہی زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی گناہوں کا جبر نقصان کر دے گا۔ ماسوائے انبیاء علیہم السلام ہر انسان اللہ تعالیٰ کی کچھ نہ کچھ حکم عدولی کرتا ہے۔ ذکر الٰہی اس حکم عدولی کا کفارہ ہو جائے گا۔

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب ذاکر مرد اور عورتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى - اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ جو احباب اس مجلس میں نیک نیتی سے شامل ہوتے ہیں۔ ان کو رسول اللہؐ جنت کی خوشخبری سناتے ہیں۔ وہ حدیث لمبی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ذکر الٰہی کی مجالس میں شریک ہونے والے سب مسلمانوں کو بخش دیتے ہیں۔

رسول اللہؐ کا ذکر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ اوکما جاء (ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔)

ذکر کرنے والے

صحیح مسلمؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا کہ کون شخص زیادہ مرتبے والا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک۔ آپؐ نے فرمایا۔ اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ (ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کا بہت ذکر کرنیوالے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں)

قیامت کا دن

وہ ہے۔ جس دن اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ الآیہ (سورۃ المومن ع ۲ پ ۲۴) (ترجمہ۔ آج کس کی حکومت ہے)۔ پھر خود ہی اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ترجمہ۔ اللہ ہی کی جو ایک ہے بڑا غالب)، ہم سب میدان محشر میں اکٹھے ہونگے اس دن یہ ذکر کام آئے گا۔

حصن حصین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار کا مجموعہ ہے۔ اصل چیز تو وہی ہے۔ لیکن وہ ساری دعائیں شاید ہی کسی مسلمان کو یاد ہونگی۔ اگر وہ دعائیں نہ سہی تو اَللّٰہ ھُوْ کا ذکر ہی سہی۔ میں ہر ایک کو کم از کم ایک ہزار روزانہ ذکر بتاتا ہوں۔ جب لطائف ذکر زیادہ ہو جائیں تو کم کر دیا کرتا ہوں۔

ذاکرین کا مجمع

لاہور ۱۴ لاکھ انسانوں کی نگری ہے۔ جتنا ذکر کرنے والوں کا مجمع یہاں ہوتا ہے لاہور میں کہیں نہیں ہوتا۔ اتنے ملائکہ عظام بھی کہیں نہیں ہونگے۔ جتنے یہاں جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کیجیئے کہ وہ ہمیں یہاں لاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو نیک نیتی سے اس مجلس میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

ذکر جہر

ہمارے قادری خاندان میں ذکر جہر کرایا جاتا ہے۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے۔ ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

(ترجمہ۔ زبان سے (تو اللہ تعالےٰ کی) تسبیح کی جائے اور دل میں گائے اور گدھے کا خیال ہو۔ ایسی تسبیح کا کیا اثر ہو سکتا ہے)

اس خطرہ سے بچنے کے لئے قادری خاندان کے بزرگوں نے ذکر جہر کا طریقہ ایجاد کیا ہے ذکر جہر میں طبیعت متوجہ الی اللہ رہتی ہے۔ زبان دل اور کان سب ادھر متوجہ ہوتے ہیں طبیعت میں خطرات و وساوس پیدا نہیں ہوتے ہیں۔

عبادت الٰہی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنّوں کی تخلیق کا مقصد فقط عبادت ٹھہرایا۔ فرماتے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذاریٰت ع ۳ - پ ۲۷) (ترجمہ اور میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے) مَا اور اِلَّا کلمہ حصر کا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں انسانوں اور جنّوں کی تخلیق کا مقصد صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے۔ اس میں ارکان اسلام کی پابندی نمبر اول آتی ہے اور اسکے بعد ہر وقت زبان سے ذکر کرنا یہ بھی عبادت میں شامل ہے۔ میں عورتوں اور مردوں سب سے کہا کرتا ہوں کہ ہاتھ سے کام کرتے رہو اور زبان سے ذکر الٰہی کرتے رہو۔ عورتوں سے کہا کرتا ہوں۔ بیٹی ہاتھ سے برتن مانجھتی رہو اور زبان سے ذکر الٰہی کرتی رہو۔ شیخ کی تلقین اثر رکھتی ہے۔

ہر چیز کا ایک صیقل

ہوتا ہے۔ دل کا صیقل اللہ ھو کا ذکر ہے اس کے متعلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پہلے کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں) ملاحظہ ہو "خدام الدین" مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۰ء۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کا قرب اَللّٰہ ھُوْ کے ذکر سے نصیب ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب درود شریف سے نصیب ہوگا۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ ہی کام آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بکثرت ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

ہمارا عقیدہ

ہے کہ اس جہان کے بعد ایک اور جہان آنے والا ہے۔ جس کو عالم آخرت کہتے ہیں۔ وہ قبر سے شروع ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ قبر میں عذاب دائیں طرف سے آئیگا تو نماز آگے آ جائیگی۔ بائیں طرف سے آئیگا تو روزہ آ جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ (ترجمہ۔ روزہ ڈھال ہے) سر کی طرف سے عذاب آئے گا تو قرآن آ جائے گا۔ پاؤں کی طرف سے آئے گا تو صدقات و خیرات آ جائینگے۔ جنہوں نے نہ کبھی نماز پڑھی۔ نہ روزہ رکھا اور نہ قرآن مجید پر عمل کیا۔ ان کو عذاب قبر سے کون سی چیز بچائے گی؟ انگریز نے تو پرائمری سے لے کر ایم اے تک اللہ کا نام ہی کھرچ ڈالا تھا۔

رسول اللہؐ کے بعد

کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ ہمارا ایمان ہے قرآن مجید میں یہی بیان ہے اور رسول اللہؐ کا یہی فرمان ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے بندے آئیں گے جو پیغام حق پہنچائیں گے۔ تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہنے پائے مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ الآیۃ (سورۃ المائدہ ع ۳ پ ۶) (ترجمہ۔ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔

گدھوں کی زندگی

رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ اللہ کہنے والا

کوئی نہ ہوگا۔ اس وقت قیامت آئے گی۔ ایسا دور آنے والا ہے۔ جب انسان گدھوں کی زندگی بسر کرنے لگیں گے۔

مولوی بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نوجوان کو کہتے ہیں کہ یہ بڑے بے ایمان ہیں۔ ان کو انگریز یہ بھی پڑھا گیا ہے۔ وہ جانتا تھا۔ کہ جو نوجوان مولوی کے اڈے چڑھ گیا۔ وہ میرا خیر خواہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ نوجوان کو مولویوں سے بدظن کر گیا۔ انگریز کے زمانہ میں میں کہا کرتا تھا کہ جو مجھ سے قرآن مجید پڑھیگا وہ انگریز کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ میرا نصب العین ہی یہ تھا۔ کہ نوجوان کے دل میں نور توحید اور انگریز دشمنی کا جذبہ پیدا کر دیا جائے تو ابدی جہنم سے بچ جائے گا۔ قیامت کے دن توحید اور انگریز دشمنی کام آئے گی۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

انسان متاثر بالطبع

ہے۔ یہ صحبت کا اثر لیتا ہے۔ شریفوں کی اولاد کمینوں کی صحبت میں جا کر کمینہ ہو جاتی ہے۔ کمینوں کی اولاد شریفوں کی صحبت میں رہ کر شریف ہو جاتی ہے ایک دن عشاء کے بعد ایک نوجوان میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں بہت تھک گیا ہوں۔ آپ صبح تشریف لائیں۔ وہ صبح پھر آیا۔ اپنے تھیلے سے اس نے "خدام الدین" نکال کر کہا کہ میں کنجر ہوں۔ اس کو پڑھ کر میں نے۔ میری بیوی۔ میرے بھائی۔ میری بھاوج اور ہماری لڑکیوں سب نے توبہ کی ہے۔ اس نے کہا کہ میرا اپنا مکان ہے۔ جو اس وقت کم از کم تیس ۳۰ ہزار روپے کا ہے۔ لیکن وہ حرام کی کمائی کا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی مکان الاٹ ہو جائے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اس کی خواہش پوری نہ کر سکا کیونکہ میں افسروں سے راہ و رسم نہیں رکھتا۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔

صحبت کا حکم

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیں صحبت کا حکم دیا ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ (سورۃ الکہف ع ۴ ۔ پ ۱۵)۔ (ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے) اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے ان بندوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد فقط اللہ تعالےٰ کی رضا ہے وہ نہ بڑے سے بڑا سیٹھ بننا چاہتے ہیں۔ نہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ اور نہ زیادہ سے زیادہ گریڈ بڑھانا چاہتے ہیں۔

میاں بیوی

قبر تنگ ہیں۔ مرنے کے بعد نہ میاں بیوی کے اور نہ بیوی میاں کے کام آئے گی وہاں ہر ایک سے اپنے اپنے اعمال کے لحاظ سے سلوک ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو ساتھ ساتھ مخاطب بنایا ہے اَلذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ وَالذّٰکِرٰتِ (اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں)

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے اور حلقۂ ذکر میں سدا شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اگر آپ لمبی لمبی دُعائیں نہیں پڑھ سکتے۔ تو اللہ ھُو کا ذکر کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کے ذاکرین کی صف میں جگہ مل جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابو داوٗد:۴۰۹۷)

مجلس ذکر منعقدہ ۳ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بہشت کا داخلہ کثرت ذکر الٰہی پر موقوف ہے

بشرطیکہ کوئی اور مانع نہ ہو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اما بعد

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بہشت اور دوزخ میں جانے والوں کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں۔ بہشت میں جانے والوں کی ایک صفت ہے۔ وَالذّٰکِرِیۡنَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۵ پ ۲۲) (ترجمہ) اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے)

مرد اور عورت

میں کہا کرتا ہوں کہ مرد اور عورت قبر سے ورے ورے دو ہیں۔ مرنے کے بعد دونوں سے اعمال کے لحاظ سے یکساں سلوک ہوگا۔ وہاں نہ میاں بیوی کے کام آئے گا۔ اور نہ بیوی میاں کے کام آئے گی۔ اگر اعمال اچھے ہیں تو مرد کی قبر رَوۡضَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ الۡجَنَّۃِ (ترجمہ۔ بہشت کے باغوں میں سے باغ) بن جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت کے اعمال اچھے ہیں تو اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائے گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیوی نیک اعمال کے باعث بہشت میں اپنا گھر بنوائے اور میاں اپنی بد اعمالی سے دوزخ میں جائے۔ دنیا میں تو میاں بیوی دو ہیں۔ دونوں سے مل کر گھر بنتا ہے۔ میاں کماتا ہے۔ بیوی پکاتی ہے۔ اور دونوں کھاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں میاں اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور بیوی اپنے اعمال کی ذمہ دار ہے

قرآن مجید

پڑھ کر دیکھئے کہ بہشتیوں کی کون کون سی صفات ہیں۔ پھر وہ صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ بہشت میں جانے کے لئے مردوں کو بھی اپنے اندر یہ صفات پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بھی اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے مردوں کا الگ ذکر کیا ہے اور عورتوں کا الگ ذکر کیا ہے۔ وَالذّٰکِرِیۡنَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ میں بھی دونوں کا الگ الگ ذکر ہے

دس تسبیح

میں جب بیعت کرتا ہوں تو روزانہ دس تسبیح اَللّٰہُ ھُوۡ کے ذکر کی بتلاتا ہوں۔ صبح سے لے کر عشا تک بلکہ سونے تک ایک ہزار بار اللہ ھو کا ذکر پورا کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ مردوں اور عورتوں کو دس تسبیح بتلاتا ہوں۔ دونوں سے کہا کرتا ہوں کہ جب پہلا سبق پکا کر آؤ گے یا آؤ گی۔ تو دوسرا سبق ملے گا۔ دوسرا سبق پکا کر آؤ گے یا آؤ گی تو تیسرا ملے گا۔ عورتوں سے کہا کرتا ہوں کہ بیٹی! ہاتھ سے کام کرتی رہو اور زبان سے اَللّٰہُ ھُوۡ کرتی رہو۔ مردوں سے بھی یہی کہا کرتا ہوں۔ اس طرح اَللّٰہُ ھُوۡ کا ذکر کرنے سے مرد اور عورتیں وَالذّٰکِرِیۡنَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ میں خود ہی شامل ہو جائیں گی۔

دس تسبیح روز کرنی مشکل کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بہت زیادہ اللّٰہ ھُو کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

عمل کا نتیجہ

ہر عمل کا نتیجہ نیت کے لحاظ سے نکلتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ (سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اگر بندہ نیک نیتی سے ذکر الٰہی کرے اور پھر بھی اس میں کمی رہ جائے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اس کمی کو پورا کر دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیۡ فَاِنۡ ذَکَرَنِیۡ فِیۡ نَفۡسِہٖ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ نَفۡسِیۡ وَاِنۡ ذَکَرَنِیۡ فِیۡ مَلَاٍ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ مَلَاٍ خَیۡرٍ مِّنۡھُمۡ (متفق علیہ) (باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ۔ الفصل الاول)۔ (ترجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ میری نسبت جو گمان کرتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں۔ اور جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس موجود ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ (مومنوں) کی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہے۔

ریا شرک

ہے۔ اگر مسلمان ذکر تو اللہ تعالےٰ کا کرے اور لوگوں کو دکھلانا پیش نظر ہو تو اس ذکر کا کیا فائدہ مسلمان شرک کرتے ہیں اور شرک کو شرک نہیں سمجھتے۔ بہشت میں داخلہ کے لئے اخلاص شرط ہے۔ اخلاص کے معنی ہیں کہ اے اللہ! یہ کام تیرے لئے ہے۔ غیر کے لئے نہیں ہے غیر کی نفی ضروری ہے۔

ایک واقعہ

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم ادریس تھا۔ ایک بار اس نے حضرت رحمۃ اللہ کے لئے اس خیال سے سالن پکایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ شاباش دیں گے۔ جب سالن سامنے آیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "آج سالن بڑا خراب ہے"۔ دوسرے دن اس نے اپنی نیت درست کر لی اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے سالن پکایا۔ اگرچہ سالن جل گیا تھا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "آج سالن بڑا اچھا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سالن پکایا تو بگڑ جانے پر بھی وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے نہ ہو تو ٹھیک ہونے پر بھی بڑا خراب ہے۔ شیخ تنبیہ کرتا ہے۔

بہشتیوں کی صفات

اگر آپ بہشت میں جانے کے متمنی ہیں تو بہشتیوں والی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ ان صفات کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ ان میں سے ایک صفت کا ذکر میں نے آج کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مردوں اور عورتوں دونوں کا حصہ ہے۔ عورتوں پر چونکہ تعلقات کا بوجھ نہیں ہوتا۔ خاوند اور بچوں سے سوا

ان کا کسی سے تعلق نہیں ہوتا۔ مرد کے تعلقات وسیع ہوتے ہیں۔ اس لئے عورتیں مردوں سے زیادہ ذکر الٰہی کرتی ہیں۔

انسان سے غلطی

ہو سکتی ہے کہ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے لیکن اللہ تعالےٰ غلطی نہیں کر سکتے۔ جو وعدہ کرتے ہیں۔ پورا کرتے ہیں۔ ان کا وعدہ ہے کہ ہم نے وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ وَالذّٰکِرَاتِ کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالےٰ کو بکثرت یاد کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ہمیں ضرور مغفرت اور اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔ آپ نیت نیک بنا کر اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے مجلس ذکر میں آیئے انشاءاللہ خدا تعالےٰ مغفرت فرما دیں گے۔ آپ کی برکت سے میری بھی نجات ہو جائے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّہٗ اُبْدِعَ بِیْ فَاحْمِلْنِیْ فَقَالَ مَا عِنْدِیْ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَنَا اَدُلُّہٗ عَلٰی مَنْ یَّحْمِلُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ (رواہ مسلم) (کتاب العلم ۔ الفصل الاول)

(ترجمہ۔ ابومسعود انصاری بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ۔ میری سواری چلنے سے عاجز ہو گئی ہے۔ آپ مجھ کو سواری عطا فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کوئی (سواری) نہیں ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایسا شخص آپ کو بتلا دوں جو اس کو سواری دیدے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بھلائی کی رہنمائی کرے۔ اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس نیکی کرنے والے کو (مسلم)

حضرت دحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کچھ مصری کپڑے آئے جن میں سے ایک مصری کپڑا حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے عطا فرما دیا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر لو اور ان میں سے ایک ٹکڑے کو قمیص بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو وہ اس سے اپنی اوڑھنی بنا لے۔ حضرت دحیہ کلبیؓ واپسی کے لیے مڑے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو حکم دو کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا لگا لے (بطور استر کے) جس سے اس کا بدن ظاہر نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد:۴۱۱۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا عورت سراسر پردہ ہے۔ اس لیے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا (اپنی نظروں کا نشانہ بناتا) ہے۔ (ترمذی: ۱۱۷۳)

حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا اے علی! اپنی ران کو (کسی کے سامنے) مت کھولو اور ہرگز کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران کو مت دیکھو۔ (ابوداؤد: ۳۱۴۰)

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی خطیب منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

پاکستان کے تمام اسلامی فرقوں کے ماہرین قانون اسلام کا متفقہ فیصلہ

صدرِ موصوف سے "نیا آئین" اسلامی حکومت کے بنیادی اصول پر مدون کرنے کی درخواست

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات

عمل میں آ چکے ہیں۔ جس پر ہم ان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ "ملک کا نیا آئین" مدون کرنے کے لئے صدر موصوف ملک کا اعتماد بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اب اس کام کی تکمیل کے لئے ایک آئین ساز مجلس کا وقوع میں آنا یقینی ہے۔

ان حالات میں ہم صدر موصوف سے بادب لیکن پُر زور درخواست کرنے میں ہر طرح حق بجانب ہیں کہ اراکین مجلس آئین ساز میں ماہرین قانون مروجہ کے علاوہ ماہرین قانون اسلام کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ آئین مکمل ہونے پر کتاب و سنت کی مطابقت کا سوال ہی پیدا نہ ہو اور ان مقاصد کی تکمیل ہو سکے۔ جن کے لئے پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے سابقہ حکومتوں نے نہ صرف ان مقاصد کی تکمیل کا کوئی انتظام ہی نہیں کیا۔ بلکہ سراسر ان کے خلاف ایک قانون بنا کر نافذ کر دیا جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑا۔ ابھی نامعلوم کب تک اس بھگتان کا سلسلہ جاری رہے۔

نئی مجلس آئین ساز عمل میں آنے والی ہے جو آئین کمیشن کی سفارشات پر غور کر کے نیا آئین مرتب کرے گی۔ اگر یہی آئین کمیشن مجلس آئین ساز ہے تو ہمیں کامل امید ہے کہ وہ صدر مملکت دام اقبالہ کے اس اعلان کا جس کا ایک سے زیادہ مرتبہ اعادہ ہو چکا ہے۔ (جس میں ہے کہ جن بنیادوں پر پاکستان قائم ہوا ہے۔ انہیں کے مطابق نیا آئین مرتب ہوگا) پورا پورا احترام کرے گی۔ اور اب کوئی ایسا قانون مدون نہیں کرے گی۔ جس کی بنیاد کتاب و سنت کے علاوہ کچھ اور ہو اور مقصد قیام پاکستان کے منافی ہو۔

اراکین مجلس آئین ساز کی آسانی کیلئے پاکستان کے تمام اسلامی فرقوں کے ماہرین قانون اسلام نے متفقہ طور پر جنوری سنہ ۱۹۵۱ء میں کتاب و سنت کے مطابق بائیس ۲۲ نکات پر مشتمل اسلامی حکومت کے بنیادی اصول کے عنوان سے ایک قانونی خاکہ مرتب فرما کر پہلی حکومت کو بھیج دیا تھا۔

لیکن افسوس صد افسوس پہلی حکومتوں نے اپنے ملحدانہ اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اُسے ٹھکرا دیا اور ایک لادینی قانون نافذ کر دیا اور اس کی حفاظت کے لئے کہ مبادا ہمارا اسلام داغی کا پردہ فاش ہو جائے۔ ساتھ ہی یہ شرط بھی عائد کر دی کہ اس قانون کے کسی دفعہ کو کتاب و سنت کی مطابقت یا نامطابقت کے متعلق کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور آئندہ پارلیمنٹ بھی اس بنیاد پر جو قانون مدوّن کرے گی۔ اُسے بھی اسلامی تصور کرنا ہو گا۔ ایسے خلافِ اسلام لادینی قانون کا ایک اسلامی مملکت میں جو حشر ہونا چاہیئے تھا۔ وہی ہوا۔

آج ہم پھر ایک اسلامی حکومت کے بنیادی اصول کو مجلس آئین ساز یا آئینی کمیشن کی خدمت میں بغرض یاد دہانی پیش کرتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ خدارا نیا آئین مدوّن کرتے وقت پہلی حکومتوں کی متابعت میں ایک اسلامی حکومت کے بنیادی اصول سے تجاوز کرنے کی سعی نامشکور نہ فرماویں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ نئے آئین کا بھی وہی حشر نہ ہو جو پہلے کا ہوا ہے۔ جس کا تدارک اس وقت آئینی کمیشن یا مجلس آئین ساز میں ماہرین قانون اسلام کی نہ صرف شرکت بلکہ ان کی برتری تسلیم کرنے سے ہو سکتا ہے اور ماہرین قانون اسلام کا انتخاب پاکستان کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العلمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا۔ اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

تشریحی نوٹ۔ اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں۔ بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی۔ جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے۔ منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلائے اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا۔ کہ مسلمانان عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی۔ لسانی۔ علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا لباس۔ مسکن۔ معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہتے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعئ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو۔ آزادی۔ مذہب و مسلک۔ آزادی عبادت۔ آزادئ اظہار رائے۔ آزادئ نقل و حرکت۔ آزادئ اجتماع۔ آزادئ اکتساب رزق ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا۔ اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقعہ صفائی، فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان ملک کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت۔ تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدود

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ "نیا آئین" صفحہ ۱۵ سے آگے

شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں۔ انکی پابندی لازمی ہوگی۔ اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ ۷ میں کیا گیا ہے۔ ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا انکے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی مرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہوریہ سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی۔ وہ کثرت آراء سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا۔ اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ارکان۔ عمال حکومت اور تمام شہریوں کے لئے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا۔ اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا۔ تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں دہشت انتظامیہ سے علیحدہ اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہو۔

۲۱۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزا انتظامی متصور ہوں گے۔ انکی حیثیت نسلی۔ لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی۔ جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی۔ جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

صفیہ بنت شیبہ رحمۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انصار کی عورتوں کی تعریف فرمائی اور ان کا تذکرہ اچھے الفاظ میں فرمایا اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور نازل فرمائی (یعنی سورۃ النور میں خواتین کو پردے کا حکم ہوا) تو انہوں نے اپنی موٹی چادروں کو پھاڑ کر ان سے دوپٹے بنا لیے۔ (سنن ابو داود:۴۱۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک غلام لے کر تشریف لائے جو انہیں ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ نے ایسا کپڑا اوڑھ رکھا تھا کہ اگر وہ اس سے اپنے سر کو لپیٹتیں تو وہ ان کی ٹانگوں تک نہ پہنچ پاتا اور جب اس سے اپنی ٹانگیں چھپاتی تھیں تو سر کو نہیں پہنچتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی اس الجھن کو دیکھا کہ تو فرمایا کہ کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ تمھارے سامنے تمھارے والد اور تمھارا غلام ہے۔ (ابوداؤد:۴۱۰۶)

مجلسِ ذکر منعقدہ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

نجات انسانی تمام متعلقہ حقوق کے نبھانے پر ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

گذشتہ جمعرات کو میں نے وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (سورۃ الاحزاب ع ۵ پ ۲۲) کے متعلق کچھ عرض کیا تھا - آج انہی کے متعلق تفصیل سے عرض کرنا چاہتا ہوں - فقط کثرت ذکر کو نجات کا ذریعہ نہ سمجھ لیا جائے - اس میں ایک شرط ہے کہ اور کوئی مانع نہ ہو -

بعض موانع

انسان کے تعلقات دو طرح کے ہیں (۱) خالق سے (۲) مخلوق خدا سے - اس ماں سے بھی انسان کا تعلق ہے جس کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے - اس باپ سے بھی تعلق ہے جس کے گھر پیدا ہوا ہے - ان کے علاوہ اور تعلقات بھی ہیں - اگر ایک شخص ذکر تو بڑا کرتا ہے - لیکن کسی وجہ سے اس کی ماں بھی اس سے ناراض ہے اور باپ بھی ناراض تو ذکر کی کثرت اس کو جہنم سے نہ بچا سکے گی -

اس کا ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے عرض کرتا ہوں :-

۱ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ (رواہ ابن ماجہ - باب البر والصلۃ الفصل الثالث، ترجمہ :- حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت اور تیرا دوزخ ہیں) ۲ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ (متفق علیہ باب البر و الصلۃ الفصل الاول) (ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے - کہا ایک شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں - اس نے عرض کیا پھر کون ؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں - اس نے عرض کیا پھر کون ؟ آپ نے فرمایا تیری ماں - اس نے عرض کیا پھر کون ؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ - اور ایک روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - پھر تیری ماں - پھر تیری ماں - پھر تیرا باپ - پھر تیرا قریبی تیرا قریبی ۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ وَ اِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ (باب البرّ والصّلۃ - الفصل الثالث) ترجمہ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ والدین کے معاملہ میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنے والا ہو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں - اور اگر (ان دونوں میں سے) ایک زندہ ہو تو پھر ایک (دروازہ کھلا ہوتا ہے) اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ والدین کے معاملہ میں اللہ تعالےٰ کا نافرمان ہو تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر (ان دونوں میں سے) ایک (زندہ) ہو تو پھر ایک (دروازہ کھلا ہوتا ہے) ایک شخص نے عرض کیا اگرچہ ماں باپ ظلم کریں - آپؐ نے فرمایا اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں)

اللہ تعالےٰ کی مراد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ایک سرٹیفکیٹ دے رکھا ہے - وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷) (ترجمہ - اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے) رسول اللہؐ نے مذکورۃ الصدر احادیث میں جو کچھ فرمایا ہے وہی اللہ تعالےٰ کی مراد ہے -

ماں کو خدمت

کی زیادہ ضرورت ہے - اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اُمُّکَ (ترجمہ - تیری ماں) فرمایا باپ کو اگر آپ پیسے دے دیں گے تو وہ انارکلی کی سیر بھی کر آئے گا اور کپڑا بھی لے آئے گا - ماں کو پیسے دینے کے بعد بازار سے انہیں پیسوں کا اس کی مرضی کے مطابق کپڑا بھی لاکر دینا پڑے گا -

بے شمار ذمہ داریاں

انسان پر بے شمار ذمہ داریاں ہیں ان سب کو نبھانا بڑا مشکل کام ہے - اللہ تعالےٰ ہی اپنا فضل کرے تو نبھا سکتا ہے - ایک جان اور سینکڑوں ذمہ داریاں - اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دنیا میں بھجوانے سے پہلے اللہ تعالےٰ انسان کو اس کی ذمہ داریاں بتلا دیتے کہ ان کو نبھاؤگے تو جنت میں جاؤگے - مجھے یقین ہے کہ انسان ہاتھ جوڑ دیتا کہ اے

اللہ! مجھے دُنیا میں نہ بھجوائیے۔ اب آ چکے ہیں تو اپنے آپ کو سنبھالئے۔ اس کے سوائے کوئی چارہ کار نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے بھی حقوق ادا کرے اور مخلوق خدا کے بھی۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سب کو راضی رکھنے اور سب کے ساتھ نبھا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

تعویذ

میرے پاس عورتیں شکائتیں لے کر آتی ہیں۔ ایک عورت آئی اور کہنے لگی۔ کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میرا خاوند مر گیا تھا۔ میں نے سینا پرونا کرکے اپنے بیٹے کو پڑھایا۔ اور شادی کی اب وہ بیوی کو لے کر الگ ہو گیا ہے۔ اگر میں پیسے مانگتی ہوں تو لڑتا ہے۔ آپ کوئی تعویذ لکھ دیں کیا یہ انسانیت ہے؟

حقوق العباد

کے علاوہ اور بھی مانع ہیں۔ مثلاً ریاء، کبر، حسد وغیرہ امراض روحانی یتیم کا مال ناحق کھانا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا (سورۃ النساء ع ۱ پ ۴)۔ (ترجمہ۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے)، بھائی مر جائے۔ اس کی بیوہ اپنے زیور بیچ کر خاوند کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے صدقات و خیرات کرے۔ یا بھائی اپنی جیب سے کرے تو چشم ما روشن دلِ ما شاد میں میت کی روح کو ثواب پہنچانے کا مخالف نہیں ہوں۔ میں تمہارے طریق کار کا مخالف ہوں۔ تقسیم میراث کرتے نہیں اور ختم درود شروع ہو جاتے ہیں۔ بھائی بھاوجہ سے روپے لے کر حلوہ، نان، گنڈیریاں اور سنگترے وغیرہ لاتا ہے۔ وہ اپنے زیور بیچ کر نہیں دیتی۔ بلکہ میت کے مال سے خرچ کرتی ہے۔ میت کے ورثاء میں یتیم بچے بھی ہوتے ہیں۔ یتیم کا مال ناحق کھانے پر جہنم کا وعید ہے۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر ۶۹ حصہ زیادہ گرم ہے۔

بیعت کرتے وقت

میں تین باتوں کی تلقین کیا کرتا ہوں۔ (۱) پانچ وقت کی نماز پڑھو (۲) اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو (۳) کسی کو دکھ نہ دو۔ مسلمانوں میں ایسے بے شمار واقعات ملیں گے کہ کسی کی بیٹی بیاہ لاتے ہیں لیکن آباد نہیں کرتے۔ اس کے باپ کے گھر بٹھا رکھی ہے۔ اس لڑکی کا باپ دُکھی، ماں دُکھی، بہن دُکھی بھائی دُکھی، نانا، نانی، دادا، دادی خالہ سب دُکھی۔ ایک ایک منٹ میں کتنی لعنتیں پڑتی ہوں گی اَللَّعْنَتُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ (ترجمہ۔ لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دُوری) ملعون کے سر سینگ نہیں ہوتے وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک لڑکی کو غیر آباد کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے

کامل انسان

وہ ہے جس سے خالق بھی راضی ہو اور مخلوق بھی۔ خالق کو بعبادت اور مخلوق کو بخدمت راضی کرنا پڑتا ہے۔ مخلوق خدا میں والدین، بہن بھائی وغیرہ رشتہ داروں کے علاوہ استاد اور روحانی مقتدا کے بھی حقوق ہیں۔ یہ بھی ایک کھانہ ہے۔ ان کو راضی رکھنا ضروری ہے۔ ان کو راضی رکھنے کے لئے ان کا ادب کرنا پڑتا ہے۔ ان کی بے ادبی کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتے ہیں۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

بے ادب محروم ماند از فضل رب

دیوبند میں

دو ولی اللہ تھے ۱۔ میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۔ حضرت مولٰنا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ میں ایک مرتبہ دیوبند گیا تھا۔ اس وقت میرے دونوں لڑکے مولوی انور اور مولوی حمید اللہ وہاں پڑھتے تھے۔ میرا ارادہ ان دونوں کے پاس ٹھہرنے کا تھا۔ لیکن میاں صاحب رحمۃ اللہ نے مجھے فرمایا کہ ہمارے پاس ٹھہرو۔ میں دو رات اور ایک دن رہا جب تک ان کے ہاں رہا میری جان شکنجہ میں رہی۔ کامل کے پاس رہنا کوئی آسان کام ہے۔ اکثر آدمیوں کو فرائض متعلقہ آدمیت کا پتہ ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں دو ٹانگوں، دو ہاتھ اور سر و قد والے سب آدمی ہوتے ہیں۔ آدمیت اس سے بالاتر چیز ہے۔ میں جب اجازت لے کر واپس آنے لگا تو میاں صاحب رح نے فرمایا۔ آپ جیسے مہمانوں کے آنے سے طبیعت خوش ہوتی ہے۔ یہ ادب کا صلہ ہے۔ اسی طرح حضرت مدنی رح جب جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس کے لئے دہلی بلاتے تو ہمیشہ ان کے سامنے میں تین تین گھنٹے دوزانو بیٹھا کرتا تھا یہ بزرگوں کا ادب ہے۔ آپ ان باتوں سے ناواقف ہیں۔

حاصل

میری آج کی تقریر کا حاصل یہ ہے۔ کہ فقط کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے سے نجات نہ ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ سب کے حقوق کی بھی نگہداشت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ۔ رسول اللہ ﷺ ماں باپ۔ جن جن کے حقوق ہمارے ذمہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی ضروری ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی - اَمَّا بَعْدُ

میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کے متعلق دو جمعرات پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۵ - پ ۲۲)۔ (ترجمہ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے)۔

آج بھی اسی آیت کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے کہ اور کوئی مانع نہ ہو۔ سارا جسم تندرست ہو تو صحت جسمانی بحال سمجھی جاتی ہے اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بیقرار رہتا ہے سب جسم ٹھیک ہو اور پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو سارا جسم بے چین رہتا ہے۔ صحت روحانی کی بھی بعینہٖ یہی حالت ہے۔ کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے مردوں اور عورتوں کی اللہ تعالیٰ بے شک مغفرت فرمائیں گے۔ بشرطیکہ اور کوئی مانع نہ ہو اگر کوئی اور مانع ہو تو وہ کہے گا۔ اے اللہ اس ذاکر مرد یا عورت کو جزا نہ دی جائے بلکہ اس کو سزا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق خدا سے تعلقات درست کرنے کا نام اسلام ہے۔

خالق سے تعلق

اگر خالق سے تعلق درست ہے اور مخلوق سے درست نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ذکر تو بہت کرتا ہے۔ لیکن ماں باپ کو ستاتا ہے تو ان کو ستانے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس کے بعد ذکر کی کثرت فائدہ دے گی۔ رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (رواہ ابن ماجہ باب البر والصلۃ الفصل الثالث۔

ترجمہ۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت اور تیرا دوزخ ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ (باب البر والصلۃ الفصل الثالث)۔ ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ والدین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہو۔ وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر (ان دونوں میں سے) ایک زندہ ہو تو پھر ایک (دروازہ کھلا ہوتا ہے) اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ والدین کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ اور اگر (ان دونوں میں سے) ایک (زندہ) ہو تو پھر ایک (دروازہ) کھلا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اگرچہ ماں باپ ظلم کریں۔ آپؐ نے فرمایا اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں اور اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

رشتہ داروں

کے علاوہ انسان پر اور بھی ذمہ داریاں ہیں اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ سورۃ المطففین پ ۳۰ - ترجمہ۔ کم تولنے والوں کیلئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

یہ مرض مسلمان دوکانداروں میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ ذرا ترازو کی ڈنڈی اِدھر اُدھر کر دی یا دھڑے میں گڑبڑ کر دی۔ گاہک سمجھتا نہیں۔ اس طرح اس کو نقصان پہنچایا جاتا ہے مسلمان کاروبار میں ہندو سے زیادہ کھوٹا ہے۔ ہندو کی ساکھ تھی۔ وہ اگر ہنڈی بھر کر دیتا تھا تو وقت پر ادا کرتا تھا مسلمان کی ساکھ نہیں ہے۔ یہ پرسوں کے وعدہ پر قرضہ لے جاتا ہے۔ لیکن وہ وعدہ قیامت تک پورا نہیں ہوتا

ہندو مسلمان

تقسیم سے پہلے لاہور میں جب ہندو مسلم کا جھگڑا ہوتا تھا۔ لڑائی میں جتنے مسلمان مرتے تھے اتنی مسلمانوں کی دوکانیں کھل جاتی تھیں امیر جوش میں آکر غریبوں کو دوکانیں کھلوا دیتے تھے لیکن وہ کچھ نفع دینا تو درکنار اصل بھی کھا جاتے تھے

خالق اور مخلوق

دونوں کو راضی رکھنا ضروری ہے۔ اگر آپ خالق کو تو راضی رکھتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو لوٹ کھاتے ہیں تو آپ کو سزا دی جائے گی ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

میں کہا کرتا ہوں کہ امیر مشرک ہے اس سے نہ ڈرو۔ وہ مقدمہ دائر کرے گا۔ تو اس کا آپ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ غریب سے ڈرو وہ موحد ہے وہ دونوں آنکھوں سے آنسو بہائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے گا۔ اور تمہیں سزا مل جائے گی۔

مسلمان کی بداعمالی

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنام ہوتے ہیں۔ انگریز ہے تو کافر مگر کاروبار میں کھرا ہے۔ وہ دوائی کی بوتل پر جو لکھ کر بھیجتا ہے وہی اندر ہوتا ہے۔ لیکن مسلمان اون میں پرانے جوتے ڈال کر بھیج دیتا ہے۔ پتہ ہے کہ چوٹ کہاں پڑتی ہے۔ چونکہ یہ کلمہ گو اور رسول اللہ صلعم کا امتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم کے اسمائے گرامی بدنام ہوتے ہیں۔ بعض شریف زادے جب آوارہ ہو جاتے ہیں تو اپنے باپ دادا کا نام اور گھر کا پتہ نہیں بتلاتے کہ انکی وجہ سے ان کے بزرگ بدنام نہ ہوں

خود تکلیف

اُٹھایئے لیکن دوسروں کو تکلیف نہ پہنچایئے میں

بھی توبہ کرتا ہوں اور آپ سے بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ یہاں سے توبہ کرکے اُٹھئے۔

کامل انسان

وُہ ہے جس کا تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق دونوں درست ہوں۔ دونوں پہلو درست ہوں تو انسان تندرست سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایک پہلو فالج زدہ ہو تو سارا وجود بیکار ہوتا ہے۔

مسلمان کے معنی

اللہ دتہ نہیں۔ مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو دل سے تسلیم کرے اور ان پر عمل بھی کرے جو تندرست ہو کر نماز نہ پڑھے نہ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ صاحب نصاب ہونے کے باوجود نہ زکوٰۃ ادا کرے اور نہ حج کرے۔ وُہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول ص کی اصطلاح میں مسلمان نہیں۔ قرآن مجید متن ہے اور احادیث اس کی شرح ہیں۔ ان دونوں کے مطابق اللہ تعالیٰ مسلمان سے معاملہ کریں گے۔

ظلم کا نتیجہ

تاریخ بتلاتی ہے کہ مخلوق خدا پر ظلم کرنے سے سلطنتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ دہلی کے لال قلعہ کے سامنے چاندنی چوک ہے۔ مغلیہ خاندان کے آخری دور میں عشاء کی نماز کے بعد کوئی شخص پانچ روپیہ جیب میں ڈال کر چاندنی چوک سے نہیں گذر سکتا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ سات ہزار میل سے خنزیر خوار کو لایا۔ جس نے نظام قائم کرکے دکھلا دیا سادات۔ راجپوت۔ پٹھان۔ سب اس کے بوٹ چاٹتے تھے۔ اللہ تعالےٰ اب بھی دیکھ رہا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں۔ زنا۔ قتل۔ بد دیانتی۔ بلیک مارکیٹ ملاوٹ وغیرہ یہ سب جرائم عام ہو رہے ہیں۔ اسلام صرف اللہ اللہ ہی کرنا نہیں سکھلاتا بلکہ یہ نظام قائم کرنا بھی سکھلاتا ہے

عذاب الٰہی

لاہوری عذاب الٰہی کو بلا رہے ہیں۔ ان کی اکثریت کا نہ اللہ تعالےٰ سے تعلق درست ہے۔ اور نہ مخلوق خدا سے۔ پولیس کی ایک محتاط اخباری رپورٹ کے مطابق لاہور میں پانچ ہزار زنا کے پرائیویٹ اڈے ہیں۔ جس شہر میں پانچ ہزار جگہ آگ لگ جائے وہ شہر بچ سکتا ہے؟

مسلمان کی غفلت

مسلمان عام طور پر ایک اور حق تلفی کرتے ہیں ۹۹ فیصدی مشکل اس سے بچتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا ۝ الآیۃ (سورۃ التحریم ع ۱ پ ۲۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ)۔ قُوْا امر کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو، ماں باپ اپنی اولاد کو دوزخ سے بچانے کے ذمہ دار ہیں۔

مسلمان عموماً اس فرض سے غافل ہیں۔ لڑکا اور لڑکی بی اے تو ہو گئے ہیں۔ لیکن قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں آتا۔ اوّل تو ماں باپ کے ذمہ فرض ہے کہ وہ لڑکیوں کو دین کا پابند بنائیں۔ اگر ماں باپ نے دین نہیں سکھایا تو خاوند کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو دین سکھائے۔ اگر نہ ماں باپ نے دین سکھایا نہ خاوند نے تو دونوں ملزم ہوں گے۔ قیامت کے دن بے دین اولاد ماں باپ پر لعنت بھیجے گی۔

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ۔ جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

تعلیم جدید

ذریعہ معاش ہے اس سے نوکری مل جائیگی لیکن یہ ذریعہ نجات نہیں۔ ذریعہ نجات قرآن مجید اور اسکی شرح حدیث شریف کی تعلیم ہے۔ میں تعلیم جدید کا مخالف نہیں ہوں۔ میں اس پر جرح کر رہا ہوں کہ آپ انگریزی پڑھاتے ہیں اور دین نہیں سکھاتے۔ یہ غلط ہے۔ میں کتاب و سنت کی روشنی میں جو باتیں عرض کر رہا ہوں — وہ نہ دفاتر نہ اسکولوں نہ کالجوں میں اور دو کانوں پر آپ کے کانوں میں پڑیں گی۔

دُعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے فرض کو سمجھنے اور اس کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خالق کو بعبادت اور مخلوق خدا کو بخدمت راضی کرکے اس جہان سے جانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

مجلسِ ذکر

منعقدہ جمعرات ۸ر ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ر مئی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

کثرتِ ذکر الٰہی کا اثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی **اَمَّا بَعۡد**

حلقۂ ذکر میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں اور بعض پرانے۔ نئے احباب کیلئے ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتے دنیا میں بھیجے ہوئے ہیں جو گلیوں بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں اور تلاش کرتے رہتے ہیں جہاں ذکر ہوتا رہتا ہے۔ جب کوئی فرشتہ کسی جگہ حلقۂ ذکر کو پالیتا ہے تو وہ دور والے فرشتوں کو بلا لیتے ہیں کہ آؤ آؤ تمہاری تلاش کی چیز مل گئی ہے۔ اس کے بعد تمام فرشتے اس مجلس ذکر کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ حلقۂ ذکر جتنا وسیع ہوگا اتنے زیادہ فرشتے دعا کریں گے۔ پھر جب وہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بناتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ جو آدمی نیک نیتی سے آئے کہ فرشتے گواہ ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور بخشش کا تمغہ حاصل ہو جائے تو اللہ تعالےٰ ان کو بخش دیتا ہے۔ مختصراً اتنا بڑا حلقہ ذکر اور کسی جگہ نہیں ہوتا۔ تیس چالیس میل سے حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کے لئے احباب آتے ہیں۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم سب مل کر ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائیں کہ حلقہ ذکر میں شامل ہوں اور اس کی بخشش ہمیں قبر تک لے جائے۔

کثرتِ ذکر الٰہی کا اثر بھی ہونا چاہیئے

زمین پر مسلسل پانی کا قطرہ گرتا رہے تو زمین کو نرم کر دیتا ہے۔ پانی کتنا نرم ہے اور زمین کتنی سخت ہے۔ مسلسل پانی پڑنے سے زمین کو دلدل بنا دیتا ہے۔ آپ بھی بیٹھ کر سوچا کیجئے کہ اتنے عرصہ سے ذکر شروع کیا ہوا ہے کیا مجھ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ سوچا کیجئے پہلے کون کون سے گناہ کیا کرتا تھا۔ ہر شخص کے گناہ اپنے اپنے ہوتے ہیں۔ میرے پاس کئی عورتیں آتی ہیں ابا جی! تعویذ دیجئے۔ کوئی بیوی کو خرچ نہیں دیتا۔ کسی کی ماں شکایت کرتی ہے۔ کہ چار سال کا تھا کہ اس کا باپ مرگیا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ (بد نظری کی نیت سے) دیکھنے والے شخص پر بھی لعنت فرماتے ہیں اور جس عورت کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔ (یعنی اگر اس عورت نے خود مرد کو دیکھنے کا موقع دیا ہو) (سنن بیہقی: ۱۳۵۶۶)

تھا میں نے اس کو جیسے کیسے پالا ہے اب عورت کو لے کر کوٹھی میں رہتا ہے۔ اور میری پرواہ نہیں کرتا۔ بعض بار ایٹ لاء ہیں۔ مگر نماز ندارد، روزہ ندارد۔ شیطان کے پنجے میں آئے ہوئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ

(سورہ البقرہ آیت ۷۴ پ ۱) (ترجمہ:۔ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی سخت) پتھر پر پانی مسلسل پڑے تو پتھر گھس جاتا ہے اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ دل نرم نہیں ہوتے۔ سوچا کیجئے کہ اللہ کے نام نے کیا اثر کیا ہے۔ مثلاً اللہ کا ذکر کرنے سے اللہ کا خوف پیدا ہو گیا ہے یا نہیں۔ پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے اب نماز پڑھنا شروع کر دی ہے۔ پہلے روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اب روزے رکھنے شروع کر دیے ہیں پہلے زکوٰۃ نہیں دیتے تھے اب پائی پائی.. گن کر دیتے ہیں۔ پہلے ماں باپ کا ادب نہیں کرتے تھے اب ان کا ادب کرتے ہیں۔ کبھی بیٹا سختی کرتا تھا تو ماں کو نرم ہونا پڑتا تھا اب یہ انقلاب آیا ہے کہ ماں سختی کرتی ہے اور بیٹا نرم ہو گیا ہے۔ میں انقلاب کے معنی اصلاح کرتا ہوں کہ میں یعنی پہلے کیا کیا گناہ کرتا تھا۔ اب گناہ نہیں کرتا۔

سوتیلی ماں

کے آنے پر باپ پہلی بیوی کی اولاد کو پوچھتا تک نہیں۔ پنجابی میں ایک مثال کہتے ہیں کہ ماں ہوتی ہے دوسری اور باپ ہوتا ہے تیسرا۔ پہلی اولاد سے بے پروائی اور بے اعتنائی حماقت ہے۔ شیطان لعین چیلنج دے کر آیا ہے قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورہ ص آیت ۸۲ پ ۲۳، ترجمہ:۔ کہا تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا) شاید ہی روحانی طور پر کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہو جو مکمل اور تندرست ہو۔ ورنہ کوئی جیسے اندھا ہے۔ کوئی گونگا کوئی بہرہ ہے۔

اللہ کے نام کا اثر

کسی نے فارسی میں یوں کہا ہے ؎

عاشقاں را سہ علامت اے پسر
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر

خدا تعالیٰ سے تعلق درست ہو تو ہر بات پر رونا شروع کر دیتے ہیں۔ اپنا امتحان خود لیا کیجئے۔ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ کوئی بیوی سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ کوئی ماں سے سلوک نہیں کرتا۔ کوئی باپ سے سلوک نہیں کرتا۔ کسی کا بھائیوں سے تعلق ٹھیک نہیں۔ الّا ماشاء اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے ۷۲ دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ گویا کہ ۷۳ آدمیوں میں ایک ایسا نکلے گا کہ جس کا تعلق خالق سے بھی درست ہوگا اور مخلوق سے بھی درست ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

(سورہ البقر آیت ۱۶۵ پ ۲)

(ترجمہ:۔ ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے) کافر اللہ کو چھوڑ کر بتوں سے محبت کرتا ہے اور مومن سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتا ہے۔

خوف اور شوق

پہلا درجہ خوف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے احکام کی پابندی کی جائے اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب سمجھ کر عبادت کی جائے۔

ایک مثال

تین چار سال کا بچہ ماں سے ڈرتا ہے کہ ماں مارے گی وہ ماں کے ڈر سے ماں کا ادب کرتا ہے اور تمام احکام بجا لاتا ہے پھر جب بڑا ہو جاتا ہے اور دین کی تعلیم حاصل کر لیتا ہے تو محبت سے ماں کا ادب کرتا ہے کہ کہیں ماں ناراض نہ ہو جائے۔ یا باپ کے دل میں ملال نہ آ جائے۔ بچپن میں خوف اور بڑے ہو کر محبت کی وجہ سے اطاعت کرتا ہے۔

اللہ کے بندے

وہ ہیں جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ؕ اللہ کے ذکر کا پہلا زینہ یہ ہے کہ دل میں خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے اور دوسرا زینہ یہ آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب سمجھ کر اس کی عبادت کی جائے۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر نماز نہ پڑھیں گے تو خدا دوزخ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے۔ پھر اس سے اعلیٰ درجہ یہ آئے گا کہ محبوب کے ناراض ہو جانے کے ڈر سے عبادت کرے

مراقبہ کیا کیجئے

کہ کس کس سے میرا تعلق بگڑا ہوا تھا اور اب اللہ اللہ کرنے سے میرے تعلقات سب سے ٹھیک ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ پہلا درجہ نصیب فرمائے اور پھر دوسرے درجہ پر چڑھائے۔

مظلومہ بیوی

بعض بیوی کو تنگ کرتے ہیں۔ بیوی شکایت کرتی ہے کہ جب میں خرچہ مانگتی ہوں تو نہیں دیتا۔ اس کو آگ لگ جاتی ہے کہ مانگتی کیوں ہے۔ وہ آپ کے نکاح میں ہے۔ کسی دوسرے سے مانگ نہیں سکتی۔ اگر اس کو ستاؤ گے تو اس کی آہ خدا تک جائے گی ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

غرض چھوٹا ہو یا بڑا سب کے حقوق پورے کرو۔ خدا سے ڈرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہو جائے اللہ کے خوف کی وجہ سے انسان سیدھا رہتا ہے اور پھر مومن کی شان یہ ہے کہ اس کو محبوب تصور کر کے سب سے تعلق درست رکھتا ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے (جتنا حلقہ بڑا ہوگا اتنے فرشتے زیادہ ہوں گے اور دربار خداوندی میں ہمارے گواہ ہوں گے) دوسرے نمبر پر ذکر کا اثر لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

نجات دارین کا مختصر نسخہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

چونکہ ہر مجلس ذکر میں اللہ تعالیٰ کے بعض بندے نئے ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہیں خوشخبری سناتا ہوں۔ ایک لمبی حدیث ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذکر کی مجلس میں شامل ہونے والوں کی بخشش فرما دیتے ہیں اور ان کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔ حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کے لئے جو احباب محض نیک نیتی سے دور دور سے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے قدم قبول کو قبول فرمائے۔ بعض احباب لاہور کے مضافات اور بعض تیس تیس چالیس چالیس میل کی مسافت طے کر کے آتے ہیں۔ ان کا کرایہ کے لئے پیسے خرچ کرنا بھی عبادت ہے اتنا بڑا حلقۂ ذکر اور کسی جگہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا پاک لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اس کے لئے

تزکیۂ نفس کی ضرورت

ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے طور پر نبھایا جائے حقوق اللہ میں اسلام کے ارکان خمسہ توحید نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کے علاوہ حقوق العباد کی بھی کماحقہٗ ادائیگی ضروری ہے۔ ایک شخص توحید پرست ہے۔ پانچ وقت باقاعدہ نماز ادا کرتا ہے۔ رمضان شریف کے روزے بھی رکھتا ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ بھی پائی پائی ادا کرتا ہے لیکن بدقسمتی سے خلق خدا سے تعلق درست نہیں ہے مثلاً ماں باپ سے بدسلوکی کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اگر خصوصی عنایات سے نہ بخشا تو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں جانا پڑے گا اور بعد میں سزا بھگت کر کلمہ توحید کی برکت سے بہشت میں داخل ہوگا حقوق العباد کا ادا کرنا لازمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ

ترجمہ۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ دونوں تیری جنت اور تیرا دوزخ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر ماں باپ کی فرمانبرداری کرے گا تو ان کی دعاؤں سے جنت میں داخل ہوگا۔ اور اگر ان کا دل دکھائے گا اور نافرمانی کریگا تو اُنکی بد دعا سے دوزخ میں جائے گا۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ حصے زیادہ گرم ہے۔ دنیا کی آگ میں انسان دو منٹ میں بھسم ہوجاتا ہے۔ لیکن دوزخ کی آگ کا خاصہ یہ ہے کہ وہاں نہ مرے گا اور نہ جیئے گا اور نہ زندگی کا سرور حاصل ہوگا۔ بلکہ سخت تکلیف میں مبتلا رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی۔ اللہ تعالےٰ اگر معاف فرما دے تو وہ اس پر قادر ہے۔ خدا کو کیا ضرورت ہے کہ ہم کو بلا وجہ دوزخ میں ڈالے۔

انسان کامل

با ظاہر و باطن مسلمان وہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کے پورے ادا کرے مگر ان تمام ذمہ داریوں کو نبھانا بہت مشکل ہے۔ اگر اللہ ہمیں دنیا میں آنے سے پہلے بتا دیتا کہ دنیا میں یہ ذمہ داریاں ہونگی۔ اور ادا نہ کرنے پر دوزخ کا داخلہ ہوگا تو شاید کوئی بھی دنیا میں آنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ ماں باپ بھائی بہن۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ خالہ۔ ماموں وغیرہ سب رشتہ داروں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو اللہ تعالیٰ دیکھے گا اور سب سے پہلے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل فرمائے گا۔

جنت میں داخل ہوتا کوئی

سستا سودا

نہیں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی کا تعلق ماں باپ سے ٹھیک نہیں ہے اور کسی کا بیوی سے ٹھیک نہیں ہے۔ کسی کا تعلق بھائیوں سے خراب ہے اور کسی کا بہنوں سے۔ یہ سب بے سمجھی کے باعث ہے۔ سب سے تعلق نبھایئے۔ تب نجات ہوگی۔ میرے پاس کئی عورتیں آکر شکایت کرتی ہیں کوئی کہتی ہے۔ کہ میرا خاوند آوارہ مزاج ہے۔

اباجی تعویذ دیجئے

جب خرچہ مانگتی ہوں تو مارتا ہے اور انکار کر دیتا ہے۔ روپیہ باہر برباد کرتا ہے اگر باپ ناراض ہے تو یہ ظلم ہے۔ بیوی ناراض ہے تو یہ بھی ظلم ہے۔ اولاد کی اچھی تربیت نہیں کی تو یہ بھی ظلم ہے۔ قیامت کے دن اولاد کہے گی۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ۲۲ع۸) ترجمہ۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر بڑوں میں سب سے پہلے ابا اور اماں ہی آتے ہیں۔ جنہوں نے بی اے ایم اے تک تعلیم دلائی مگر دینی تعلیم سے بے بہرہ رکھا۔

مثلاً

گلبرگ میں ایسے کئی بدبخت ہونگے۔ جو موت کے کنارے بیٹھے ہیں۔ مگر کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بھی نہیں آتا۔

انگریز نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک اپنے نصاب میں کلمہ طیبہ بھی نہیں رکھا تھا۔ اس کو کیا ضرورت تھی کہ تم کو دین سکھائے۔ انگریز نے کالج اور سکول اپنی حکومت کی مشینری کے پرزے ڈھالنے کے لئے تیار کئے تھے۔ اس میں

ہندو مسلم کا سوال

نہیں تھا۔ اسکی حکومت میں پانچ قومیں تھیں۔ مسلمان۔ ہندو۔ سکھ عیسائی اور پارسی سب تھے۔ اس نے ایسا نصاب تعلیم تیار کیا جو کسی قوم کے ساتھ خاص نہ ہو آپ نے اگر اپنی اولاد کو دین سے غافل رکھا تو آپ مجرم ہیں۔ دین نہ سکھایا قرآن نہ پڑھایا۔ نماز نہ سکھائی۔ ان سب ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی ہو تو نجات ہو سکتی ہے۔

۱۔ خوفِ خدا (۲) محبّت الٰہی

خدا کا خوف ہو یا محبت الٰہی ہو تو انسان اللہ تعالٰے کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر انسان دین کی تعلیم پائے تو خوف خدا پیدا ہو سکتا ہے۔ درجہ اول اللہ تعالٰے کے احکام کی تعمیل اللہ تعالٰے کے خوف سے کرتا ہے۔ یعنی اگر میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ مجھے سزا دے گا اور جہنم میں ڈال دے گا۔ دوسرا درجہ محبت کا ہے وہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ یعنی اگر میں نے اسکے حکم کی تعمیل نہ کی تو میرا محبوب مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ آج کل اکثر مسلمان نہ حقوق اللہ پورے طور پر ادا کرتے ہیں اور نہ حقوق العباد۔ اس سے تو اچھا تھا کہ ماں نہ جنتی اور وہ بے اولاد ہی مرتی۔ جو کچھ میں عرض کیا کرتا ہوں یہ سبق ہے

تعلقات کی درستی

کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ خدا سے ڈر کر احکام الٰہی کی بجا آوری کرے تو یہ خوف ہے۔ خدا کے خوف سے تعمیل احکام کرنے والے تو بہت ملتے ہیں۔ لیکن خدا سے محبت کی وجہ سے احکام الٰہی کی تعمیل کرنیوالے کوئی کوئی۔ خدا کا خوف ہوگا۔ تو بوڑھی ماں کو خوش رکھوگے۔ خدا کا خوف ہوگا۔ تو بیوی کو خوش رکھوگے۔ خدا کا خوف ہوگا تو اولاد کی دینی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ دوگے۔ اگر اولاد کو دین نہیں سکھایا تو قیامت کے دن اس کو سزا ملے گی۔ اور وہ لعنتیں دے گی اور تمہیں بھی ڈبل سزا ملے گی۔ اس سبق کو پکا کروگے اور عمل کروگے تو کام آئے گا۔

نیکی کے مقابلہ

میں شیطان آڑے آتا ہے۔ دین کو چھوڑ دینے سے شیطان انسان پر حاوی ہو جاتا ہے دل میں انانیت (کبر) آجاتی ہے۔

"میں"

اگر دل میں آجاتی ہے تو بھائی بہن کے جھگڑے میں بڑا بھائی کہتا ہے۔ بہن چھوٹی ہے۔ اس کو مجھ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ بہن ناراض ہے کہ میرے بڑے بھائی کی غلطی ہے۔ اگر بہن ناراض ہے تو تم خود اس کے پاس جاؤ اور خدا کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے اس سے صلح کر لو۔ اور اس کو راضی کر لو۔ ورنہ اسے دنیا دارو تم کو شیطان گمراہ کر دے گا۔ کئی کہتے ہیں۔ وہ بھی تو میرے ماں باپ کی بیٹی ہے۔ وہ میرے پاس آکر معافی کیوں نہیں مانگتی۔ میں کیوں اس کے پاس جا کر معافی مانگوں۔ خدا سے ڈرو۔ اور اللہ تعالٰے سے معاملہ ٹھیک رکھنے کے لئے بہن سے خود جا کر صلح کر لو۔ تم بہن سے معافی مانگنے ضرور جاؤ۔ تاکہ خدا راضی ہو جائے۔ اگر دل میں "میں" آئے تو سمجھئے کہ یہ انانیت یعنی تکبر ہے

یاد رکھئے

اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی صفائی نہیں رکھوگے تو جنت میں سیدھے نہ جا سکوگے۔ ایمان سلامت ہوا اور عقائد و اعمال میں شرک نہ ہوا تو سزا بھگت کر جنت میں جاؤگے۔

حضرت دین پوریؒ

ایک مرتبہ جب حج پر جانے لگے۔ تو ایک ہمسایہ (جو آپ کا مخالف تھا۔ ہمیشہ مقدمہ بازی کرتا رہتا تھا) کے گھر خود تشریف لے گئے۔ اگرچہ وہ آپ کو دکھ دیتا رہتا تھا۔ لیکن حضرت دین پوریؒ نے اس سے کہا کہ مجھے معاف کر دو۔

میں نے ساری عمر یہ کبھی نہیں سنا۔ کہ حضرتؒ نے اسکی برائی کی ہو۔ بلکہ جب کبھی اس کا تذکرہ زبان پر آیا تو فرماتے تھے کہ ہمسایہ کے متعلق یہ بات ہے حالانکہ جماعت میں اس شخص کو مخالف کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی اَحسِن اِلیٰ مَن اَسَا

اگر جوانمرد ہے تو جو تجھ سے بدی کرے تو اس سے نیکی کر۔ ہمارے لئے حضرت دین پوریؒ نمونہ ہیں۔ اللہ تعالٰے نے ان کے مقابلہ کے لئے شیطان کھڑا کر دیا تھا جو حضرت کو ہمیشہ تنگ کیا کرتا تھا۔ حضرت حج سے جب واپس تشریف لائے تو اس نے آپ کی دعوت کی۔ تو

آپ اُس کے گھر چلے گئے۔ ایک دفعہ اس شخص نے سرکاری درخت کاٹ لیا۔ پولیس کو پتہ چلا تو اس کو پکڑ کر لے گئی۔ جب حضرت کو معلوم ہوا تو پولیس والوں کو بُلا بھیجا اور سفارش کی کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اور پھر فرمایا کہ اس کو لکڑی کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے وہ کاٹا ہُوا درخت بھی اس کو دلوا دیا۔ اگر برائی کرنے والوں سے نیکی کی جائے تو یہ جوانمردی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کردے
ہستی مری مٹا دے خاکِ بے جان کردے

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو تمام تعلقات ٹھیک طور پر نبھاہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کئی آدمی لاہور میں ایسے بھی ملیں گے کہ جب باپ مرا تھا تو بھائی بہن چھوٹے چھوٹے تھے ان کی وراثت کا حصہ بھی ہضم کر گئے۔ جب وہ بڑے ہوئے اور بھائی کے خلاف مقدمہ (تقسیم جائداد) دائر کر دیا تو بڑے بھائی نے عدالت میں کہا کہ مکان تو میں نے اپنی کمائی سے بنائے ہیں۔ قبضہ مخالفانہ بارہ سال ہونے کی بنا پر جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ اپنے حق میں کرا لیا۔ یہ خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ ہے۔ اگر خوف خدا دل میں پیدا ہو جائے۔ تو بڑے چھوٹے کا سوال دل میں نہ آئے۔ انانیت بالکل ہی نکل جائے۔ یاد رکھئے یہ دنیا چھوڑ جانی ہے

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے نہ گئے تو دوزخ میں جاکر سزا بھگتنی پڑیگی

اللہ تعالےٰ سے بار بار دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے جو فرائض آپ کے ذمہ ہیں ادا کرتے رسول اللہ کی سنت پر چلنے اور حقوق العباد کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لاہور میں

کئی ایسے بھی ہیں کہ ان کا باپ جب مرا تھا تو اپنی اولاد کو ایک ایک لاکھ روپیہ نقد دے گیا تھا اور جائداد علیحدہ چھوڑ مرا تھا۔ مگر آج وہ خالی ہاتھ ہیں قرآن کی تعلیم اور دینی اخلاق نہ سیکھنے کی وجہ سے وہ برباد ہو گئے۔ جب مسلمان کے پاس پیسہ آتا ہے تو وہ شراب پیتا ہے۔ زنا کرتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک ہندو پکوڑے بیچ بیچ کر مکان بنا لیتا تھا۔ جملہ حقوق کو کماحقہٗ پورا کرنے کا نام ہے تزکیہ نفس۔ اگر آپ گناہوں سے توبہ کریں گے۔ خدا اور اس کے رسول کی تابعداری کرینگے۔ تو آپ دنیا سے پاک ہو کر جائیں گے۔ اور جنت میں داخل ہونگے۔ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا قال اور حال رسول اللہؐ کے مطابق بنا دے۔ اور ہمیں اس کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ نَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ نَسۡئَلُكَ الۡجَنَّةَ نَسۡتَغۡفِرُكَ وَ نَعُوۡذُبِكَ مِنَ النَّارِ

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کی نظر کسی عورت پر پہلی دفعہ پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت کی توفیق نصیب فرمائے گا جس کی لذت و حلاوت کو وہ محسوس کرے گا۔ (سنن ابوداؤد:۲۱۴۹)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ شوہر کے قریبی رشتہ داروں کا کیا حکم ہے؟ (یعنی دیور، جیٹھ وغیرہ) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ تو بالکل موت ہے۔ (بخاری: ۵۲۳۲)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

کثرتِ ذکر کی برکات

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○ اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اَمَّا بَعد

قرآن مجید میں جو آیت آتی ہے۔ وَالذّٰکِرِینَ اللّٰہَ کَثِیرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُم مَّغفِرَۃً وَّاَجرًا عَظِیمًا ○ (سورۃ الاحزاب ع ۵ پ ۲۲) آج اس کے ماتحت مزید کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ترجمہ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

اس آیت میں بکثرت ذکر الٰہی کرنے والے مردوں اور بکثرت ذکر الٰہی کرنیوالی عورتوں کا ذکر ہے۔ یاد رہے۔ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں جیسے مرد مکلف ہے۔ ایسے ہی عورتیں مکلف ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو یاد کرنے کا وظیفہ اور ذمہ داری جیسے مردوں پر فرض ہے۔ ویسے عورتوں پر بھی خدا یاد کرنا فرض ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونَ۔ (سورۃ الذاریٰت ع ۲۔ پ ۲۷) ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ باقی سب کام عارضی ہیں۔ عبادت مقدم ہے۔ جیسے مرد شادی کرنے سے خانگی ضروریات سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ وہ عبدیت کے لحاظ سے بھی پابند ہے۔ الانس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں کہا کرتا ہوں کہ مرد اور عورت قبر سے ورے ورے دو ہیں۔ مرنے کے بعد میاں سے اس کے اعمال کے لحاظ سے سلوک ہوگا اور بیوی سے اس کے اعمال کے لحاظ سے سلوک ہوگا۔ میاں بیوی دنیا میں ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔ مرد باہر سے کما کر لاتا ہے اور بیوی گھر میں بیٹھ کر پکاتی ہے۔ مرنے کے بعد عورت اپنے اعمال صالحہ کی برکت سے جنت میں جائے گی اور مرد اپنے اعمال صالحہ کی برکت سے جنت میں جائے گا۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ میاں بہشتی اور بیوی دوزخی اور بعض جگہ میاں دوزخی اور بیوی جنتی۔ قبر میں جانے کے بعد اپنے اپنے اعمال کی بنا پر محاسبہ ہوگا۔ جیسے نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی عورت بدکاری کرنے والوں کے ساتھ تھی۔ اس لئے دوزخ میں گئی اور فرعون کی بیوی نیک ہونے کی وجہ سے بہشت میں۔

قرآن مجید میں آتا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِینَ کَفَرُوا امرَاَتَ نُوحٍ وَّامرَاَتَ لُوطٍ کَانَتَا تَحتَ عَبدَینِ مِن عِبَادِنَا صَالِحَینِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَم یُغنِیَا عَنھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیئًا وَّقِیلَ ادخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِینَ ○ (سورۃ التحریم ع ۲۔ پ ۲۸)۔ ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی۔ سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ کام نہ آئے اور کہا جائے گا دونوں کو دوزخ میں داخل ہونیوالوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ گویا کہ میاں

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! (اگر کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو) دوبارہ نظر مت ڈالو کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر جو بغیر ارادہ کے پڑی تھی جائز ہے لیکن دوسری نظر جائز نہیں۔ (ابوداؤد: ۲۱۴۹)

بہشتی اور بیوی دوزخی ہے۔ اسی طرح فرعون کی بیوی کا واقعہ قرآن مجید میں آتا ہے وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۙ (سورۃ التحریم ع ۲ پ ۲۸) ترجمہ۔ اور اللہ ایمانداروں کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے۔ جب اس نے کہا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اسکے کام سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

فرعون کہتا ہے۔ اگر کوئی تمہارا خدا ہے۔ تو میں اس سے بھی بڑا خدا ہوں۔ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ (سورۃ النّٰزعٰت ع ۱ پ ۳۰) ترجمہ۔ پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ اس دعوے کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون دوزخ میں اور اسکی بیوی بہشت میں ہوگی۔

دنیا میں

مرد کمانے میں تنہا ہوتا ہے اور پکانے میں بیوی تنہا ہوتی ہے۔ بہرحال میاں بیوی کا اشتراک عمل ہوتا ہے اور آخرت میں اعمال کے لحاظ سے نتیجہ نکلتا ہے۔ ممکن ہے کہ میاں نیک ہے بہشت میں جائے اور بیوی بد ہے دوزخ میں جائے۔ وہاں ایک کی نیکی دوسرے کے کام نہیں آتی اور دوسرے کی برائی اس پر نہیں تھوپی جاتی بکثرت ذکر الٰہی کرنیوالے مردوں اور بہت زیادہ ذکر کرنیوالی عورتوں کیلئے اللہ نے بڑا اجر تیار کیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بہت زیادہ وقت خدا کو یاد کرنیوالا آدمی کبھی سینما میں جا سکتا ہے؟ کیا وہ کبھی بدکاری کے اڈوں میں جا سکتا ہے۔ وہ دن بھر کماتا ہے اور رات کو فراغت کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ سینما جائے یا بدکاری کرے۔ غرض کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کی وجہ سے اس کو ان فضولیات کیلئے وقت کب بچے گا۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جو عورت بکثرت یاد الٰہی کرنے کا نصب العین بنائے وہ کبھی لڑائی لڑ سکتی ہے اور ایسا مرد کبھی سینما جا سکتا ہے؟ جس عورت کو بکثرت یاد الٰہی کا شوق ہوگا۔ وہ زندگی کی ضروریات سے فراغت پا کر جتنا وقت بچے گا۔ وہ یاد الٰہی میں گزارے گی۔ بکثرت اللہ اللہ کرنے کی برکت سے ہر مرد و عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائیگا۔ نہ وہ کسی سے لڑیگا۔ نہ وہ کسی سے لڑیگی۔ نہ وہ اپنا وقت لڑائی جھگڑے میں برباد کرینگے۔ نیکی کی طرف رجحان ہوگا۔ اور برائی سے بچنا پڑے گا۔ خالق اور مخلوق کی طرف سے خوف خدا پیدا ہوگا۔ اور وہ اپنے آپ کو رشتہ داروں پر ظلم کرنے سے بچائیں گے۔ بول و براز کیلئے یا مجبوری یاد الٰہی سے غافل ہوں تو ہوں۔ ورنہ جب بھی امور خانہ داری سے فارغ ہونگے ذکر الٰہی میں مشغول رہینگے جو لوگ دنیا میں وقت برباد کرینگے اور خدا کے ذکر سے غافل ہونگے وہ سزا پائیں گے۔ کئی کنبے لاہور میں ایسے ہیں کہ ہر وقت آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ شرم و حیا نام کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ یاد الٰہی کو نصب العین بنا لینے سے دل میں خوفِ خدا آ جائیگا۔ یاد الٰہی کی روح ہے خوفِ خدا۔ عامۃ الناس ڈر کی وجہ سے احکام الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔ خواص میں سے بعض خدا سے محبت کی وجہ سے یاد الٰہی کرنے والے ہونگے جیسے چھوٹا بچہ ماں کی مار کے ڈر کی وجہ سے اسکے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور بڑے ہو کر جب ماں بوڑھی ہو جائے تو محبت اور ماں کے ادب کی وجہ سے اس کی خدمت کرتا ہے۔ خواص محبت کا رنگ پکڑتے ہیں اور محبوب سمجھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ جو محبت سے ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو دوزخ میں کبھی ڈالے گا۔ خدا سے ڈر کر عبادت کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ پہلے خوف اور پھر محبت سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے حضرت دین پوریؒ کے ہاں دستور تھا کہ رات کو عشاء کے بعد جماعت کو کھانے کیلئے پھیکا بھات دیتے تھے۔ جس میں پانچ سیر چاول اور دس سیر پانی ہوتا تھا اور اس میں نمک نہیں ہوتا تھا۔ بس پیالہ بھرا اور پی لیا۔ دن کو گھونگنیاں "گندم" کی بھنا کر دیتے تھے اور کپڑے کھدر کے جو کیکر کی چھال میں رنگ لیتے تھے تاکہ جلدی میلے نہ ہوں۔

حضرتؒ کا صحبت یافتہ ایک بوڑھا آدمی مجھ سے ایک مرتبہ پوچھتا ہے۔ مولوی صاحب کیا ہم خدا کو دیکھیں گے۔ میں نے کہا ہاں۔ ضرور دیکھیں گے۔ وہ کہتا ہے ہم نے خدا کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں (حالانکہ صرف پھیکا بھات کھایا کرتا تھا) خدا کے دیکھنے کو بڑا ہی دل چاہتا ہے میرے دل پر اس کی بات کا بڑا اثر ہوا۔ یہ نتیجہ کی صحبت کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بکثرت یاد الٰہی کی توفیق عطا فرمائے۔

جب میں کسی کو بیعت کرتا ہوں تو اسکو دس تسبیح اللہ ہو کی پڑھنے کو کہتا ہوں اور ویسے چلتے پھرتے بیٹھے گلی کوچہ بازار میں ہر وقت اللہ ہو کا ذکر بکثرت کرنے کو کہتا ہوں کہیں بھی جائیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہوں مقصد یہ ہے کہ دن رات میں خدا یاد رہے جب بھوک لگی۔ روٹی سامنے آئی کھائی اور بھول گئے۔ پھر اللہ کے ذکر میں لگے رہے پہلا سبق اللہ ہو کا ذکر ہے جو دس تسبیح گن کر کرنا ضروری ہے اور باقی چلتے پھرتے ہر وقت ذکر کرتے رہیں۔ جب دوسرا سبق پڑھتے ہیں تو میں پہلا سبق پانچ تسبیح پڑھنے کو کہتا ہوں۔ اور دوسرا دس تسبیح۔ پھر تیسرا سبق ہزار مرتبہ اور پہلے دو سبق پانچ پانچ سو مرتبہ پڑھنے کو کہا کرتا ہوں۔ جب کثرت سے خدا کی یاد کرینگے تو اس کا اثر نمودار ہوگا۔ جس طرح پانی کا قطرہ مسلسل خشک زمین پر پڑے تو کیچڑ اور دلدل کر دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا نام دل میں آئے گا تو یہ بھی رنگ لائیگا۔ میں عورتوں سے بھی کہا کرتا ہوں کہ بیٹی خدا کو یاد بہت کیا کرو۔ نجات پاؤ گی۔ غرض مرد۔ عورت سب اللہ سے تعلق درست رکھو اور مخلوق خدا سے بھی تعلق ٹھیک رکھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ نجات پا جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ذکر اللہ کی برکات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

پہلی چیز یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجلس ذکر میں خلوص دل سے شمولیت کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوزخ سے بچائے اور جنت میں داخلہ عطا فرمائے اور ہمارے حق میں ان سب فرشتوں کی شہادت قبول فرمائے جو حلقۂ ذکر میں شامل ہوئے۔ جو اس نیت سے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ جنت میں جائیگا۔ اللہ تعالےٰ دوزخ سے بچائے گا۔ قرآن مجید میں یہ آیت آتی ہے۔ وَالذّٰکِرِیۡنَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۵ (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ ع ۵) ترجمہ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

جو آدمی کثرت سے ذکر کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے۔ کسی پر تشدد نہ کرے کسی پر ظلم نہ کرے کسی کو تکلیف نہ دے یہ بھی ذکر اللہ کے برکات میں سے ہے جو کثرت سے ذکر کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرلے گا اور جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اکثر حضرات کو ابھی تک گزشتہ ہفتے کا سبق پکا نہیں ہوگا اس سبق میں آیا تھا تعلق باللہ بھی ٹھیک رکھو اور تعلق بالمخلوق بھی ٹھیک رکھو مگر کسی کا تعلق کسی سے بگڑا ہوا ہے اور کسی کا کسی سے۔ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جنھوں نے گزشتہ ہفتہ والے سبق پر عمل درآمد کیا ہے۔ اگر ماں ناراض ہے تو اس کے پاس خود جا کر معافی مانگی ہے اور اسے راضی کر لیا ہے یا بہن کے پاس جا کر اس کو منایا ہے۔ یا جس کسی سے بھی تعلق بگڑا ہوا تھا۔ اس کو درست کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی تک آپ میں سے سب نے اس پر عمل نہیں کیا۔ کسی کا تعلق بیوی سے بگڑا ہوا ہے۔ تو کسی کی ماں ناراض ہے۔ ماں اگر بیٹے کو ڈانٹتی ہے۔ تو بیٹا ماں کو مارتا ہے۔ کسی کا باپ سے تعلق خراب ہے اگر وہ تیز ہوتا ہے تو یہ بھی تیز ہو جاتا ہے۔ والدین سے خدمت لیتا ہے لیکن والدین کی خدمت جو اس کے ذمہ ہے وہ نہیں کرتا۔ وہ بوڑھی ہوگئی ہے اور تم جوان ہو۔ شرم نہیں آتی۔ ایسی محسنہ کا احترام کیوں نہیں کرتے۔ حضور کا ارشاد ہے۔ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ وہ دونوں (والدین) تیرے لئے جنت ہیں اور تیرے لئے دوزخ ہیں۔ ماں کی بد دعا میں یہ طاقت ہے کہ دوزخ میں پہنچائے گی۔ اللہ تعالےٰ بڑھیا کی آہ سے دوزخ میں ڈالے گا۔ باپ بوڑھا ہے اور یہ جوان ہے۔ دماغ میں طاقت ہے سامنے بکتا ہے۔ بے ادبی کرتا ہے۔ غرضیکہ شاید بہت کم خوش قسمت احباب اس بے ادبی سے بچے ہوئے ہونگے معلوم ہوتا ہے یہ سبق پکا نہیں۔ آٹھ دن میں انانیت تھوڑے نکل گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کو یاد کرنیکی برکت یہ ہے کہ سب سے تعلقات نبھائے۔ خدا ترسی اور خدا کا خوف یہ مومن کامل کی شان ہے کثرت ذکر الٰہی کرنے کی برکت سے بہشت تو ملے گا۔ اس کی برکت سے تعلق بالمخلوق بھی درست ہو جائیگا۔ اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کثرت سے ذکر کرتے ہو تو ماں پر کیوں ظلم کرتے ہو۔ بیوی کے حقوق کیوں ادا نہیں کرتے۔ اگر بیوی دوسری ہے تو پہلی اولاد کے حقوق کیوں ادا نہیں کرتے۔ میری عمر ۷۵ سال کی ہے۔ میں نے ایسا کوئی نہیں دیکھا کہ دوسری شادی کی ہو اور پہلی اولاد کی صحیح تربیت ونگرانی کرتا ہو۔ پنجابی میں ایک ضرب المثل ٹھیک مشہور ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ ماں دوسری اور باپ تیسرا۔ بیوی دوسری آئی .... اور پہلی اولاد کے معاملہ میں عقل پر پتھر پڑ گئے۔ بیوی اپنے شوق سے لائے ہو تو اولاد پر ظلم کیوں۔ بیوی ایسی محبوبہ ہوتی ہے کہ اولاد کے حقوق بھول گئے۔ میری نظر میں تو ایسا کوئی نہیں ہے کہ حقوق اللہ کو بھی نبھائے اور حقوق العباد کو بھی۔ اگر کثرت سے ذکر الٰہی کرتے ہو تو ان مظلوموں پر بھی ظلم نہ کرو۔ کہیں ان کی بد دعا سے خدا ناراض نہ ہو جائے ماں بڑھیا ہے آہ بھرے گی۔ آنسو بہائیگی خدا ناراض ہو جائے گا۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

میرے پاس کئی مائیں آتی ہیں اور کہتی ہیں۔ "منڈا آکھے نہیں لگدا"۔ تعویذ دے دو۔ کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے اصلاح ہونی چاہیئے۔ اور کثرت ذکر الٰہی کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ کسی پر ظلم نہ کرے گا۔ کسی کی حق تلفی نہیں کرے گا۔ خدا سے ڈرے گا۔ کسی کا دل نہ دکھائیگا ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ وَلَا تَقُلۡ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡھَرۡھُمَا۔ ان دونوں (والدین) کو اف بھی نہ کہو (یعنی ٹھنڈا سانس بھی نہ بھرو دم بخود ہو جاؤ) اور انہیں ڈانٹنا بھی نہیں۔ (یعنی کسی قسم کی گستاخی یا بے ادبی کے الفاظ منہ سے نہ نکالو۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ ہفتہ بھر میں یہ سبق پک گیا ہو۔ ماں سے ناراضگی ہے تو خود جاکر معافی مانگ لی ہو۔ باپ سے ناراضگی ہے تو خود جاکر معافی مانگ لی ہو۔ بھائیوں سے رنجش ہے تو خود جاکر معافی مانگ لی ہو۔ بہنوں سے خود جاکر معافی مانگ لی ہو۔ مجھے سب سے یہ اُمید نہیں کہ آٹھ دن میں ہر شخص نے اپنی اصلاح کرلی ہو۔

دوسری بیوی چاہتی ہے کہ خاوند میرا ہی ہو جائے۔ پہلی اولاد پر ظلم کراتی ہے میں ایسے کئی گھر جانتا ہوں۔ سوتیلی ماں دشمن ہوتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اولاد باپ سے بات بھی نہ کرے۔ ایسی بیوی کے منہ پر دو تھپڑ لگاؤ۔ بچے ہوٹل سے روٹی کھاتے ہیں۔ تم کو شرم نہیں آتی۔ بڑے عقلمند بڑے دانا بنے پھرتے ہو۔ اولاد کی صحیح طور پر دیکھ بھال نہیں کرتے۔ بڑوں کی بے ادبی کرتے ہو۔

سابق ہندوستان میں شیطان بصورت انگریز آیا۔ اس نے تربیت ہی ایسی دی نہ ماں کا ادب نہ باپ کا ادب۔ جب اس نے سکولوں اور کالجوں میں ادب کی تعلیم ہی نہیں دی تو تمہیں ادب کیسے آتا۔ علامہ اقبال رح شکایت کر رہے ہیں ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
... کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ گھر گئے ان کی چار پانچ سال کی چھوٹی بچی تھی۔ اس نے کوئی غلطی کی تو اس کو اصلاح کے لئے تھپڑ مار دیا۔ پاس ہی لڑکی کی دادی (حضرت مولانا کی والدہ) بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جوتا اٹھایا اور چار پانچ جوتے مار دیئے۔ جب چھوڑ دیا تو مولانا کہنے لگے۔ "بےبے تھک گئی ہو"۔ یہ ہے ادب۔ آج کل الٹا جواب دیتے ہیں۔ "بےبے تو چپ کر تینوں تاں عقل ہی نہیں"۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ماں باپ کو اُف بھی نہ کہو۔ ان کے سامنے ٹھنڈا سانس بھی نہ بھرو تاکہ ان کو یہ بھی محسوس نہ ہو کہ بیٹا ناراض ہے۔ یہ گزشتہ سبق کی تشریح ہے۔ ابھی آپ کا گزشتہ ہفتہ والا سبق کچا ہے۔ اس لئے میں نے اس سبق کو دہرایا ہے۔ جب تم بکثرت اللہ اللہ کرتے ہو تو خدا کے احکام کی پابندی بھی کرو۔ اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر ذکر کرنے کا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ اوامر کی تعمیل کرو اور منہیات سے بچو یعنی تعلق باللہ بھی ٹھیک رہے اور تعلق بالمخلوق بھی ٹھیک رہے۔ یہ میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کو کہتے ہیں تربیت یا تو آدمی اتنا عقلمند ہو کہ شیخ کے تیور سمجھ جائے۔ میرے احباب پر جو ذمہ داریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آپ کو خود یہ احساس ہونا چاہیئے کہ مجھ پر کسی کا حق نہ رہے۔ میرا حق کوئی پورا کرے یا نہ کرے۔ یہ شرط نہ ہو کہ دوسرا میرا حق پورا کرے تو میں بھی کروں۔ بلکہ اپنا معاملہ ہر ایک سے درست رکھو۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہر ایک سے دعا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر تم کسی کو ستاؤ گے اور وہ خود بدلہ نہیں لے سکتا۔ تو خدا تعالیٰ بدلہ لیگا۔

جب میں بیعت کرتا ہوں تو نصیحت کرتا ہوں۔ پانچ وقت نماز پڑھو۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں شاغل رہو۔ کم از کم ۱۰ تسبیح اللہ ہُو کی روزانہ پڑھو۔ اور اٹھتے بیٹھتے ہر جگہ ذکر الٰہی میں شاغل رہو اور تیسری بات یہ کہا کرتا ہوں کہ کسی انسان کا دل نہ دکھاؤ۔ حاصل یہ ہے کہ خدا کو بھی یاد کرو کہ خدا تعالیٰ سے تعلق ٹھیک ہو اور مخلوق خدا سے بھی تعلق ٹھیک رہے۔ خالق کو بعبادت اور مخلوق کو بخدمت راضی رکھا جائے۔ یہ آپ کی خیر خواہی ہے۔ تاکہ آپ دنیا میں اپنی ذمہ داریاں نبھا سکیں۔ خدا سے ڈریں اور اپنی ہستی فنا کرکے سب سے تعلق ٹھیک رکھیں ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

اللہ تعالیٰ اس حلقہ ذکر میں شامل ہو کر ان باتوں کے سننے اور انپر عمل کرکے جنت کا ٹکٹ حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کوئی عورت دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے۔ اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک چادر میں لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹے۔ (صحیح مسلم:۳۳۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ابن آدم کے لئے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا۔ چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۲۴۳)

مجلس ذکر منعقدہ ۶ر ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲ر جون ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

کثرت ذکر کی برکات

یں سے ایک برکت یہ ہے۔ کہ انسان کو منہ سے بیہودہ الفاظ نکالنے مثلاً گالی گلوچ دینے سے خود شرم آئیگی جس طرح اگر انسان کسی بیماری کی وجہ سے دُور نہ جاسکے اور کسی پیالہ میں پیشاب کرکے کسی آدمی سے کہے۔ کہ اس کو باہر پھینک دو۔ اب اس پیالہ میں ناممکن ہے کہ دودھ ڈال کر اسے بھی پیئے۔ اسی طرح جب ذکر الٰہی میں زبان جو منہ میں ہے شاغل رہتی ہے تو اُسی زبان سے گالیاں دینے سے یقیناً شرم آئے گی۔ اکثر آدمیوں کی عادت ہے کہ وہ کبھی بیوی کو کبھی نافرمان بچوں کو کسی غلطی پر متنبہ کرنے سے پہلے فحش الفاظ زبان سے نکالتے ہیں۔ میری زبان گوارا نہیں کرتی کہ ان ناشائستہ الفاظ کو نقل کروں۔ لیکن میں ان الفاظ کو جانتا ہوں جو عامۃ الناس اپنی بیویوں کو یا اپنے بچوں کو ان الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ ایک انسان جس زبان سے ہر وقت ذکر الٰہی سے رطب اللسان رہتا ہے۔ اس کی شرافت اُسے خود مجبور کرے گی۔ کہ اس کی ذکر کرنے والی زبان سے اس قسم کے ناشائستہ الفاظ نہ نکلنے پائیں۔ یہ جذبہ آہستہ آہستہ جب تکمیل تک پہنچ جائے گا تو یقیناً انسان بیہودہ الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کرے گا۔ اور اُسے اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے خود شرم آئے گی۔ ذکر الٰہی کے برکات میں سے ایک برکت یہ ہے

و ما علینا الا البلاغ۔

علیٰ ھذا القیاس

یہ ذاکر انسان جو بکثرت ذکر الٰہی کرتا ہے اور بھی کئی طرح کی بیہودگیوں سے بفضل الٰہی اس ذکر کی برکت سے بچ جائے گا۔

مثلاً بے پردہ عورتوں کے گانے ناچ دیکھنے کے بجائے اس ذاکر کو اس سے نفرت پیدا ہوگی۔ کیونکہ ادھر ذکر الٰہی کی کثرت اور ادھر برہنہ بے پردہ عورتوں کے ناچ رنگ دیکھنے سے یقیناً نفرت پیدا ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس کثرت ذکر الٰہی کرنے کی برکت سے جب کوئی مشتبہ چیز کھا بیٹھے گا۔ تو اس کی طبیعت میں ایک تنغص پیدا ہوگا۔ آئندہ اس شخص کی لائی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرے گا کہ شاید یہ بھی پہلے کی طرح مشتبہ ہو۔ اگرچہ وہ ہدیہ ہی لایا ہو۔ لیکن یہ شخص احتیاطاً مشتبہ چیز لائی ہوئی سے یقیناً پرہیز کرے گا۔ کیونکہ چیز کے کھانے کے بعد جو اسکی طبیعت پر تنغص، ہوگا۔ وہ بہت ہی تکلیف دہ ہوگا۔

و ما علینا الا البلاغ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک گوشے میں جھانک کر دیکھا۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے آپ اپنا سر کھجلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو جھانک کر دیکھے گا تو میں اس سے تیری آنکھ میں مار دیتا۔ اجازت دینا دیکھنے سے بچنے ہی کیلئے لازم کیا گیا ہے۔ (بخاری: ۶۲۴۱)

مجلس ذکر منعقدہ ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۹ر جون سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

آج ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اصلاح حال کا سبق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

جو حضرات اس مجلس میں خالصاً لوجہ اللہ شرکت کرتے ہیں۔ ان کے لئے ایک حدیث شریف میں خوشخبری ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے

ذکر الٰہی کی فضیلت

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنیوالے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس وہ فرشتے (آجاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے۔ اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے۔ پھر خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے

وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ خدا تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ خدا کہتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی۔ اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر خدا پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے۔ خدا پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے۔ ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے۔ اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ یہ سن کر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے ان لوگوں میں تو ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں محروم رکھا جاتا۔ ان کے پاس بیٹھنے والا۔ بخاری

جو حضرات چالیس پچاس میل سے آتے ہیں۔ ان کے لئے یہ سستا سودا ہے کہ مغفرت کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ جتنا حلقۂ ذکر بڑا ہوتا ہے اتنے ہی زیادہ فرشتے گواہ ہوتے ہیں۔ ذکر کرتے وقت گرمی کے باعث جو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کو دور کرنے کے لئے پنکھا ہلانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ دُہرا ثواب

پاسے ہیں۔

آج یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات یہاں اصلاح حال کا سبق پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ اصلاح قال بھی ہوتی ہے اور اصلاح حال بھی ہے۔ فارسی کا ایک شعر ہے ؎

قال را بگذار بنگر بسوئے حال
بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلالؓ

تو تو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ مگر بلال حبشیؓ تو اسہد کہتا تھا مگر بلال حبشیؓ کے اشہد کی قبولیت تھی۔ کیونکہ وہ عشق الٰہی سے کہتا تھا اس کا درجہ زیادہ تھا۔ مگر تیرے خیال میں غلط کہتا تھا۔ تیرے اشہد پر وہ ہنستا ہے۔ اگرچہ وہ غلط پڑھتا تھا جس طرح ہمارے بنگالی ج کو ز بولتے ہیں۔ اسی طرح موذن رسولؐ بھی ش کو س بولتا تھا۔

انسان پر بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ آیت والذاکرین اللہ کثیرًا کے تحت میں نے بہت کچھ عرض کیا ہے۔ انسان پر حقوق کے انبار چڑھے ہوئے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ان کو نبھانا بڑا مشکل کام ہے۔ انسان کی اصلاح اس طرح ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو اور اللہ کی مخلوق بھی راضی ہو۔ سینکڑوں میں کوئی ہوگا۔ جس کے تعلقات خالق اور مخلوق دونوں سے درست ہوں۔ کوئی کہیں گرا ہوا ہے تو کوئی کہیں گرا ہوا ہے۔ لین دین میں کم دینے والوں کے لئے اس آیت میں وعید آئی ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۗ

(سورۃ المطففین (آیت ۱-۲ پ ۳۰) ترجمہ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں) تو گویا کم تولنے اور کم ماپنے والوں کے دوزخ ہے۔ آپ یہاں اصلاح حال کے لئے آتے ہیں۔ جیسے ماں بچہ کی تربیت کرتی ہے۔ اسی طرح میں آپ کی تربیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس حال کو درست کر دے۔ تو بیڑا پار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ایک شخص تھا۔ جس وقت اس کے ماں باپ مرے تھے۔ تو وہ دوزخی تھا۔ ان کے مرنے کے بعد یہ مسلسل ان کیلئے دعائے مغفرت کرتا رہا اللہ تعالےٰ باغیوں کی فہرست سے اس کا نام کاٹ کر بہشتیوں کی فہرست میں داخل کر دیتے ہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد یہ ان کے حقوق پورے کرتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو۔ اور اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو تو قال حال بن جاتا ہے۔ جن کی اصلاح ہو جاتی ہے ان کا زاویہ نگاہ یہ ہوتا ہے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ لاہور میں بعض جگہ عورتوں کی لڑائی کئی کئی دن رہتی ہے۔ صبح لڑائی دوپہر کو لڑائی۔ شام کو لڑائی۔ گھر کے کام کاج سے ذرا فرصت ملی اور لڑائی شروع۔ کوئی تمیز نہیں کوئی عقل نہیں کہ کیا بک رہی ہیں۔ یاد رکھو اصلاح حال بڑی مشکل ہے۔ شیخ سے محبت عقیدت ادب ہو تو پھر ان کی صحبت سے اصلاح حال ہو جاتی ہے۔

حضرت دین پوریؒ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے ہیں۔ مگر میں نے چالیس سال میں ان کی کوئی تقریر نہیں سنی۔ ان سے عقیدت اور محبت سے جو اصلاح ہوئی ہے۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ وہاں پایا۔ اس کی قدر میں ہی جانتا ہوں آج سے تیس پینتیس برس پہلے لاہور میں ایک پارٹی میرے خلاف بنی تھی۔ اس نے میرے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا کیا۔ لوگوں سے شعر لکھوا کر اخبارات میں چھپوائے موچی اور دہلی دروازہ کے باہر جلسے کرائے۔ کہ مولوی احمد علی نے یہ جو مدرسہ قاسم العلوم بنایا ہے۔ عورتیں رکھنے کے لئے بنایا ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ مولانا اشرف علی صاحبؒ سے میرے خلاف فتویٰ مانگا تو انہوں نے لکھا کہ احمد علی جو کچھ کہتا ہے۔ ٹھیک کہتا ہے۔ میرا بڑا لڑکا مولوی حبیب اللہ جب لاہور میں تھا۔ اسٹریلیا مسجد میں جمعہ پڑھاتا تھا میرے مخالفین میں سے ایک عالم نے کہا کہ تمہارے باپ میں ایک خوبی ہے کہ لوگ تو اُسے برا کہتے ہیں۔ مگر وہ کسی کو برا نہیں کہتے اپنے مخالفوں کے خلاف کبھی ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتے۔ چپ رہتے ہیں۔

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا۔ سال کے بارہ مہینے مقدمہ بازی کرتا رہتا تھا۔ حضرت نے اسکے خلاف ساری عمر کبھی کچھ نہیں کہا۔ بلکہ ایک مرتبہ سرکاری درخت کاٹنے کے جرم میں پکڑا گیا تو حضرت نے چھڑا دیا۔ بلکہ وہ لکڑیاں بھی دلوا دیں۔ حضرت امروٹیؒ نے دادا مرحوم کے مزار مبارک کا گنبد گرا کر ...... گاؤں والوں کے لئے ان اینٹوں سے کنواں بنوا دیا۔ حضرت دین پوری نے مسجد کے نمازیوں کے لئے ایک کنواں کھدوایا تھا۔ وہ زمیندار کہتا تھا کہ مجھے کھیتوں کے لئے پانی یہاں سے دینے دو غرض سب سے معاملات ٹھیک رکھو

اگر مرنے تک ہوش نہیں آیا اور ماں باپ کی خدمت نہیں کر سکے۔ تو ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کرو تو بھی وہ راضی ہو جائیں گے۔ اگر اللہ تعالےٰ ماں کے پیٹ میں ڈالنے سے پہلے حقوق کی ذمہ داری بتا دیتے تو کوئی بھی دنیا میں آنا نہ چاہتا۔ انسانوں کے بعد جانوروں کے حقوق بھی بیشمار ہیں۔ وقت پر پانی پلانا۔ چارہ ڈالنا۔ اگر گھوڑی رکھی ہوئی ہے اور وہ پیاسی ہے تم نے پانی نہیں پلایا تو تم نے جرم کیا ہے۔ جانور تھکا ہوا تھا۔ مگر بھی اس سے کام لیتے رہے۔ یہ گناہ ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

حاصل یہ ہے کہ میرے ہاں آپ اصلاح حال کے لئے آتے ہیں۔ اگر حفظ مراتب کا خیال نہ رکھا تو یہ بھی کھلی بے دینی ہے ؎

حفظ مراتب گر نہ کُنی زندیقی

اگر بیوی کو خوش رکھا اور ماں کو ستاتے رہے تو ٹھیک جہنم میں جاؤگے ماں کا حق اول ہے۔ بیوی بچوں کا دوم گھر میں جا کر مراقبہ کیا کریں سوچا کریں کہ کیا سن کر آئے ہیں۔ اس پر عمل بھی کیا ہے یا نہیں۔ ماں باپ بیوی بچوں بھائی بہنوں۔ رشتہ داروں۔ ہمسایوں کے حقوق پورے کئے ہیں یا نہیں۔ مجھے کوئی امید نہیں ہے۔ کہ آپ سب کی اصلاح ہو گئی ہے۔ میں چار جمعرات سے اس آیت پر آپ کو توجہ دلا رہا ہوں اگر ماں کی حق تلفی کریں گے تو اس فرمان الٰہی کے تحت اعد اللہ لہم مغفرۃ و اجرًا عظیمًا کے مستحق نہیں ہیں۔ صرف خدا کا خوف ہر برائی سے باز رکھتا ہے۔ اگر خدا کا خوف نہیں ہے تو ؎

نفس ما را کم تر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو تمام انسانوں کے حقوق کی نگہداشت کی توفیق عطا فرمائے اگر اپنی زندگی کو تابع رضائے الٰہی رکھینگے تو اصلاح حال ہو جائے گی۔ اصلاح حال یہ ہے کہ کوئی تمہارے حقوق پورے کرے یا نہ کرے۔ تم ضرور اس کے حقوق پورے کرو۔ زندوں کے حقوق کے علاوہ مردوں کے حقوق بھی ہیں۔ اپنے فوت شدہ والدین کے لئے اتنی دعائیں کرو کہ تمہاری دعاؤں کی برکت سے ان کی قبریں بہشت کا باغ بن جائیں۔ اور ان کے لئے جنت واجب ہو جائے۔

مجھے اپنے بزرگوں سے ماں باپ سے زیادہ محبت ہے۔ ماں باپ نے جنا ہے لیکن فیض بزرگوں سے ملا ہے۔ اپنے شیخ کے لئے بھی دعا کیا کیجئے۔ ماں نے تو صرف دودھ پلایا ہے۔ مگر شیخ نے نفس کشی کرائی اور انانیت فنا کرکے رکھدی ہے اللہ کی رضا کے مطابق اپنی ہستی کو فنا کرنا سیکھیے۔ گھر میں بیٹھ کر سوچا کیجئے۔ مراقبہ میں سوچا کیجئے کہ مجھے کیا سکھایا گیا ہے۔ اور میں کیا کر رہا ہوں۔ حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔

بڑا مشکل کام ہے جبتک اللہ کی رضا محبوب مقصود نہ ہو جائے۔ انانیت نہیں مرتی شیخ سے عقیدت ہو تو کچھ قال سے اور کچھ حال سے اصلاح حال ہوتی ہے۔ اول ماں باپ کو راضی کیجئے۔ پھر بیوی کو پھر اولاد کو۔ اللہ تعالیٰ تمام ذوی الحقوق کے حقوق ادا کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

جو رشتہ داری توڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑے گا

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں الرحمٰن ہوں، میں نے رشتہ قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمٰن کے مادہ سے نکال کر اس کو رحم کا نام دیا ہے، پس جو اسے جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔

سنن ابی داؤد

قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا) جنت میں نہ جاسکے گا۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم

مجلس ذکر منعقدہ ۲۰ر ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۶ر جون ۱۹۶۰ عیسوی

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

نجات کیلئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا نبھانا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

عرض یہ ہے۔ آج بھی اسی موضوع پر بولنا چاہتا ہوں جو گزشتہ چار ہفتوں سے ہو رہا ہے۔ اس مضمون کا حاصل یہ ہے کہ اپنا دامن پاک کیجئے۔ تمام ذوی الحقوق کے حقوق ادا کیجئے۔ مرنے کے بعد یہ چیزیں میسر نہ ہونگی۔ اگر کمزوروں کے حقوق ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ انکی حمایت کریں گے اور دوزخ میں ڈال دینگے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی۔ دوزخ دوزخیوں کیلئے عذاب کا گھر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوزخ نہیں ہے۔ جیسے جیلخانہ قیدیوں کیلئے قید خانہ ہے افسران جیل کیلئے تو بہشت ہے۔ جس شان سے جیل کا افسر آتا ہے شاید بادشاہ بھی ایسی شان سے نہیں آتا۔ قسم قسم کی رنگ برنگ وردیاں پہنے آگے پیچھے خدام ہوتے ہیں۔ سایہ کیلئے بہت بڑا چھتر ہوتا ہے۔ ملتان جیل میں مجھے ایک دفعہ ایسی جگہ ٹھہرایا گیا۔ جہاں قریب ہی کھانا پکتا تھا۔ ساری رات دیگ کھڑکتی رہتی اور صبح کو جب کھانا آتا تو شلغم آدھے کچے اور آدھے پکے۔ معلوم ہوا کہ لکڑیاں تو متعلقہ افسروں کے گھروں میں چلی جاتی ہیں۔ گھوٹ گھوٹ کر شلغم پکائے جاتے ہیں۔ گویا جیل کا اندھا کھاتہ ہے کوئی ہزار قیدی ہونگے اور کئی بیمار بھی ہونگے ان کیلئے منظور شدہ دودھ گھی اور مکھن بھی اکثر افسران جیل کے گھروں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ سارا ماجرا انگریز کے زمانہ کا ہے۔

خیر دوزخ دوزخیوں کیلئے ہے۔ حضورؐ کیلئے نہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو اس جرم کی پاداش میں دوزخ میں پایا۔ جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اس کو خود کھانا پانی دیا اور نہ اُسے چھوڑا کہ وہ آپ کھانا پانی تلاش کر سکے اور اس حال میں بھوکی پیاسی تڑپ تڑپ کر مر گئی اسی طرح ایک عورت کو بہشت میں دیکھا۔ کہ ایک پیاسے کتے کو اپنے دوپٹہ سے کنوئیں سے پانی نکال کر پلانے کے باعث اسکی بخشش ہو گئی تھی غرض انسان تو بجائے خود رہے۔ حیوانات پر بھی اگر ظلم کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ بلی کو بھوکا مارا۔ ظلم کیا اور دوزخ میں گئی اور کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے نجات ہو گئی۔ لہٰذا اپنا دامن پاک کیجئے۔ جس کسی کا حق آپ کے ذمہ ہے۔ ادا کر دیجئے۔

مجھے آپ کی بود و باش کا علم ہے۔ کوئی ماں سے روٹھا ہوا ہے۔ کوئی باپ سے۔ کوئی بچوں کی تربیت نہیں کرتا۔ کوئی ساس سے نہیں بولتا۔ کسی کی سسر سے ناراضگی ہے۔ ان کا احسان بھول گئے کہ اپنی لڑکی پال پوس کر تمہارے حوالہ کر دی۔ ناراضگی بیوی سے ہے اور اسکی وجہ سے ساس اور سسر سے نہیں بولتے میں کہتا ہوں کہ خدا کی سزا سے بچنا ہے تو ہر چھوٹے بڑے کمزور طاقتور سب سے نیک سلوک کرو۔ صرف انسان ہی نہیں حیوانات کے بھی حقوق ہیں۔ گدھے پر دن بھر بورے ڈھوتے ہیں اور رات کو باندھ دیتے ہیں۔ نہ پانی نہ گھاس۔ کوئی لین دین میں کھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (سورۃ المطففین پ ۳۰

آیت ۱-۲-۳) ترجمہ۔ کم تولنے والوں کیلئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا تولیں اور جب ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں تو کیا یہ جرم مسلمانوں میں نہیں ہے؟

مجھے اعتماد نہیں ہے کہ یہ سبق آپ کو پک گیا ہے اگر ایک شخص کی حق تلفی کریگے تو سارا جسم جہنم میں جائے گا۔ محض زبان یا جسم کا کوئی عضو کاٹ کر جہنم میں نہ ڈالا جائیگا۔ میری خواہش ہے کہ آپ میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائے۔ یہ مجلس اصلاح حال کے لئے ہے۔ مگر شیطان بچنے نہیں دیتا۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ میرے ساتھ سب جہنم میں جائیں جبتک خود نہ جھکو گے بچ نہ سکو گے۔ میں پنجابیوں کی رگیں خوب جانتا ہوں شیطان السالکین ہے کہ انانیت پیدا کرتا ہے۔ خدا سے ڈر کر سب سے معاملہ درست رکھیں پانچ منٹ دن یا رات کو نکال کر سوچا کیجئے کہ مجھ پہ کس کس کے حقوق ہیں۔ بے دین اولاد قیامت کے دن جب جہنم میں جانے لگیگی تو شکایت کریگی۔ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ اور کہینگے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ پانچ منٹ بیٹھ کر سوچا کیجئے کہ مجھ پر کس کس کے حقوق ہیں۔ اگر حیوانات کی بھی حق تلفی کرو گے تو اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔

ماں باپ اگر جوتے بھی ماریں تو ان کو حق ہے۔ ماں کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے۔ باپ کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے۔ اگر بڑے بن گئے ہو تو دوسروں کے لئے آدمی بڑا بنتا ہے اپنے سے چھوٹوں پر تو ماں باپ کے آگے تو بڑا نہیں ہے۔

کسی اللہ والے نے خوب کہا ہے

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ذکر الٰہی کی برکت سے ساری برائیاں نکل جاتی ہیں۔ بکثرت ذکر الٰہی کرنے والا کیسے ظلم کر سکتا ہے۔ ذکر بھی بکثرت کرے اور ماں کو بھی ناراض کرے۔ ذاکر اور گالیاں دے ذاکر اور جھوٹ بولے۔ خدا کو پاس بٹھا کر زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو تمام تعلقات نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مراقبہ میں سوچا کیجئے

نمبر اول حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں بندوں پر اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونیکی وجہ سے حقوق ہیں تیسرا نمبر ماں باپ کے حقوق۔ پھر بیوی اور اولاد کے حقوق سوچا کیجئے کہ پرائی لڑکی بیاہ کر لایا ہوں وہ راضی ہے یا نہیں۔ اس کے بھائی بہن راضی ہیں یا نہیں بیوی کو غیر آباد رکھنے والوں پر ایک ایک منٹ میں سب کی طرف سے لعنت پڑتی ہے۔ بیوی کی ماں کی طرف سے لعنت پڑتی ہے کہ اسکی بیٹی غیر آباد ہے اس کے باپ بھائی۔ بہن۔ نانا۔ نانی۔ ماموں ماسی اور چچا۔ غرض سب کے دل ناراض ہیں اور لعنت کے معنی رحمت سے دوری ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ طلاق دیدو چھوڑ دو۔ لڑکی کو طلاق اس لئے نہیں دیتے کہ حق مہر دینا پڑتا ہے۔ حق مہر اگر دینا نہیں تھا تو لکھوایا کیوں تھا۔ ایک لڑکی کو غیر آباد کرنیکی وجہ سے سارے کنبے کی لعنتیں پڑ رہی ہیں۔ یہ کوئی معمولی جرم ہے جو خدا تعالیٰ کا غضب آنیکے اسباب پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور معاملات سب سے درست رکھو

از مکافات عمل غافل مشو — گندم از گندم بروید جو ز جو

خدا نہ یاد کرنیوالے انسان گدھے سے بدتر ہیں۔ اگر کسی اللہ والے کے پاس بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا سیکھو اور تمہاری باطن کی آنکھیں کھل جائیں تو تمہیں پتہ چلے کہ گدھا ذکر کرتا جا رہا ہے مالک مجازی کے مٹی کے بورے اٹھائے جا رہا ہے۔ تمہیں سینما اور کنجریوں سے ہی فرصت نہیں۔ دن کو کمانا اور رات کو سینما اور شراب۔ اب تو ہندو اور سکھ چلے گئے ہیں پہلے تو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید سینما دیکھنے ہندو اور سکھ جاتے ہیں سخت الفاظ کر استعمال کرتا ہوں تاکہ تمہیں ہوش آئے۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اصلاح کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

باجوں کی حرمت از روئے شریعت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

برادران اسلام ۔ انسان دنیا میں خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے آیا ہے ۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہر وقت ہر حال میں ہر ایک موقعہ پر اس بات کا لحاظ رکھیں کہ کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو اور اگر کسی بھائی سے ایسی غلطی ہو تو دوسرے کا فرض ہے کہ حق اخوت ادا کرے اور اپنے غلط کار بھائی کی دلالت علی الخیر سے دستگیری کرے ۔ تاکہ دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی ۔۔۔!

پیارے بھائیو! اس مذکورۃ الصدر ولولے اور بے چینی نے مجبور کیا کہ باجے کے متعلق اپنے مسلمان بھائیوں کو خدا تعالیٰ اور اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پہنچاؤں اور بارگاہ صمدی عز شانہٗ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے میرے بھائیوں کو اس قبیح رسم سے نجات دے ۔ جس سے کہ ان کا دین و دنیا برباد ہو رہے ہیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں تو پھر دین داری کا کیا مزہ اور ایسی دنیا سے کیا حاصل ؟ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

قرآن مجید و فرقان حمید کے ارشادات متعلقہ باجہ

عزیز بھائیو! غالباً کسی شخص کو بھی اس میں شک نہیں ہوگا ۔ کہ باجہ بجوانا دین نہیں ہے بلکہ کھیل اور تماشہ ہے اور اس امر پہ فخر کرنا ہے کہ ہم دوسروں سے کم نہیں ہیں اور اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بفضل خدا ہمارے پاس روپیہ کافی سے زائد ہے ۔ علاوہ اسکے باجہ بجوانے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ باجے کے بغیر برات بے زینت ہے برات کی دھوم دھام باجے کے ساتھ ہوتی ہی ہے ۔ ورنہ سالن بے نمک کی طرح بے مزہ ہے ۔ ان مقاصد کے متعلق

ارشاد باری جل مجدہٗ ملاحظہ ہو ۔

قولہ تعالیٰ :۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (پ ۲۷ ع ۱۹) ۔ ترجمہ " جان لو کہ دُنیا کی زندگی کھیل اور تماشہ اور زینت اور آپس میں فخر کرنا اور مالوں اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ہی ہے ۔ مثل بارش کے ۔ کہ کاشتکاروں کو اس کا سبزہ اُگنا پسند آتا ہے پھر خشک ہو جاتا ہے ۔ پھر تو اسے زرد شدہ پائے گا ۔ پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے ۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضا ہے ۔ اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے سامان کے اور کچھ نہیں " ۔

بھائیو! اس میں شک نہیں کہ باجہ بجوانا لغو (بیہودہ کام) ہے ۔ کیونکہ دین تو ہے نہیں علاوہ اس کے دنیا کے نفع کے بجائے سراسر نقصان ہے ۔ کیونکہ اپنی حلال کی کمائی میراثیوں اور بھانڈوں کی نذر کرنی پڑتی ہے ۔ اور لغو اس کام کو کہا جاتا ہے کہ جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دُنیا کا

فرقان حمید کا اعلان متعلق لغو ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔ ترجمہ ۔ اور وہ لوگ جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ کام پر گزرتے ہیں ۔ تو بزرگانہ روش سے گزرتے ہیں (پ ۱۹ ع ۴)

قولہ تعالیٰ ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ (پ ۱۸ ع ۱ ۔) ترجمہ اور وہ لوگ جو بیہودہ کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں ۔

قولہ تعالیٰ ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ڰ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (پ ۲۱ ع ۱۰ ۔) ۔ ترجمہ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کھیل کی باتوں کو خرید کرتے ہیں تاکہ بن سمجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کریں ۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ پر تمسخر کرتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ۔

عزیز بھائیو! جب بندہ کہلوایا ہے ۔ تو بندہ بن کر دکھادو ۔ یعنی حکم شہنشاہی کے آگے سر جھکادو ۔ اور اغراض نفسانی کے پورا کرنے کے لئے جو سرکشی کر رہے ہو ۔ اس سے باز آجاؤ ۔ ورنہ یوم الحساب میں کیا جواب دو گے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دنیاوی فرحت اور سرور عارضی پر دائمی راحت کو قربان کر بیٹھو ۔

قولہ تعالیٰ ۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَاۗءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ (پ ۳۰ ۔ رکوع ۹)

ترجمہ ۔ اور جس کو اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا ۔ پس قریب ہے ۔ کہ ہلاکت کو بلائے گا ۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا ۔ تحقیق وہ اپنے اہل میں خوش تھا ۔

باجہ وغیرہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں

علامہ جلال الدین سیوطی کی روایت

حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت انس رضی اللہ عنہ بزاز وغیرہ کتب حدیث سے اپنی سنن میں نقل کی ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی ہے

صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ ترجمہ ۔ دو آوازیں دنیا اور آخرت میں لعنتی ہیں خوشی کے وقت باجہ بجانا اور مصیبت کے وقت بین کی آواز نکالنا ۔

بخاری شریف میں بطور تعلیق کے مذکور ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری امت میں ضرور ایسے لوگ ہونگے جو کہ ریشم اور شراب اور آلات لہو (باجہ۔ تنبورہ۔ طبلہ۔ سارنگی وغیرہ) کو حلال سمجھیں گے۔

ترمذی شریف میں ہے

یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَمَسْخٌ اِذَا ظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ۔ ترجمہ میری امت میں (بعض) لوگ زمین میں غرق ہونگے اور انکی صورتیں بھی مسخ ہونگی۔ یہ عذاب کب ہوں گے۔ جب گانیوالی عورتیں اور آلات لہو (باجہ وغیرہ) ظاہر ہوں گے

سنن ابو داؤد میں ہے

عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رضؓ مِزْمَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ وَنَأَیٰ عَنِ الطَّرِیْقِ وَقَالَ یَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَیْئًا فَقُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَیْهِ عَنْ اُذُنَیْهِ وَقَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔ ترجمہ۔ نافع رضؓ سے روایت ہے۔ کہ اس نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بانسری کی آواز کو سنا تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دے دیں اور راستہ سے دور ہٹ گئے۔ اور فرمایا اے نافعؓ! آیا کچھ اب بھی سنتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس آپ نے اسی طرح آواز سنی اور ایسا ہی کیا۔

سنن ابن ماجہ میں ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِی الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اِسْمِهَا یُعْزَفُ عَلٰی رُءُوْسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّیَاتِ یَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَیَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ ۝ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ ضرور ہی میری امت میں سے بعض لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام شراب کے سوا کوئی دوسرا رکھ لیں گے اور ان کے روبرو آلات لہو (باجہ۔ طنبورہ۔ سارنگی۔ طبلہ وغیرہ) بجائے جائیں گے اور گانے والی عورتیں ان کے سامنے گائیں گی۔ ان لوگوں کو اللہ زمین میں غرق کر دے گا۔ اور ان میں سے بعضوں کو بندر اور خنزیر بنائے گا۔

عزیز بھائیو! آپ نے سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کے ارشادات کو سُنا۔ چونکہ ہم مسلمانوں نے حسب وعدہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنگیر بنایا ہے اور انکے ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھ کر اپنا نام مسلم رکھوایا ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے۔ کہ ارشادات نبوی کی قدر کریں اور جس کام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں تو اسے چھوڑ دیں۔ مثلاً جب باجہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجتے ہیں تو ہم مسلمان کہلا کر کیوں بجائیں

اور جب باجہ بجانے والوں کے متعلق زمین میں غرق ہونے کی پیشینگوئی آپ فرمائیں تو ہم مسلمان کہلا کر اپنے آپ کو کیوں ایسے عذاب کے لئے تیار کریں

اور جب باجہ بجانے والوں کے متعلق آپ بندر اور خنزیر بننے کی خبر دیں تو پھر ہم کیوں ایسی ملعون قوم میں اپنا نام لکھوائیں؟

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باجے کی آواز سُن کر کانوں میں انگلیاں دے دیں اس ناپاک کام سے جب ہمارے پیارے محبوبؐ کو ایسی نفرت ہو تو پھر ہم سچے محب کہلا کر کس طرح ایسی ناشائستہ حرکت کو جائز رکھیں۔ بلکہ اپنی حلال کی کمائی کو ایسے بُرے کام میں صرف کریں۔ خداوندا تو اپنے حبیب پاک فداہ ابی وامی کے طفیل سے ہمیں اس بُرے کام سے بچا۔ آمین یا الہ العالمین۔

میرے احناف بھائیو! فقہائے عظام کی معتبر کتابوں کے بھی فیصلے سُن لو

مبسوط میں ہے

اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِیْ وَالتَّغَنِّیْ کُلُّهَا حَرَامٌ (انتہیٰ)

ترجمہ۔ آلات لہو (باجہ وغیرہ) اور گانا سننا سب حرام ہے

محیط میں ہے

اَلتَّغَنِّیْ وَالتَّصْفِیْقُ بِهَا وَاسْتِمَاعُهَا کُلُّهَا حَرَامٌ

ترجمہ گانا سننا اور تالی بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے

نہایہ میں ہے:۔ اَلتَّغَنِّیْ وَالتَّصْفِیْقُ وَالطُّنْبُوْرُ وَالْبَرْبَطُ وَالدَّفُّ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ حَرَامٌ

ترجمہ گانا سننا اور تالی بجانا اور طنبور اور بربط اور دف اور جو بھی اس قسم کی چیزیں ہیں سب کا سننا اور بجانا حرام ہے

عزیز بھائیو! اللہ تعالےٰ کے ارشادات پیش کر چکا ہوں۔ دراصل قرآن پاک کا حکم ہی کافی تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اس لئے پیش کر دیئے ہیں تاکہ آپ کو یہ شبہ نہ رہے کہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں۔ وہ منشاء الٰہی نہیں ہے۔ بلکہ خود ساختہ خیالات ہیں۔

کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فیصلہ الٰہی موجود ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ ترجمہ آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی ہوا کرتا ہے لہذا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ عین منشاء الٰہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات کے بعد فقہائے عظام کے اقوال کی دراصل کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اقوال ذکر کرنیکی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ شائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات آپ ہی کے دوسرے ارشادات سے منسوخ ہو چکے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعد کے فقہائے امت نے ان کو اب معمول بہا نہ بنایا ہو۔ لہذا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات محکمات اور معمول بہا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

گذارش آخری

اے عزیز بھائیو! جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے امت کے ہاں باجہ بجانا قابل لعنت و ملامت وغیرہ القاب شنیعہ ہے تو کیا ہم مسلمانوں کا یہ فرض نہیں کہ اس مردود فعل سے اجتناب کریں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ اپنی حلال کی کمائی کو اس مردود فعل میں صرف کرنے کے باعث کہیں ہم بھی مردود نہ ہو جائیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَالْهَادِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ۝

تصدیقات علمائے کرام

۱۔ حضرت مولانا مولوی ابوالحسن شاہ تاج محمود صاحب امروٹ (صدر جمعیۃ العلماء سندھ سابقاً)

۲۔ مدخل ابن حاج میں لکھا ہے کہ گانا سننا چاروں مذہب میں ناجائز ہے۔ اور اگر باجے بھی ساتھ ہوں تو اسکی قباحت بڑھ جاتی ہے۔

اغاثۃ اللھفان میں ہے۔ مذهب ابی حنیفۃ فی ذالك من اشد المذاهب وقوله فيه اغلظ الاقوال وقد صرح اصحابه بتحريم سماع الملاهی کلها کالمزمار والدف حتی الضرب بالقضيب وصرحوا بانه معصية يوجب الفسق

ولو به النفادة صلاا۔ لہذا حنفی بھائیوں کو اور لوگوں سے بڑھ کر گانے باجے سے نفرت کرنی چاہیئے (حضرت مولانا مولوی ابو محمد احمد صاحب مرحوم امام مسجد صوفی لاہور)۔

۳۔ بلاشبہ امور مذکور گانا بجانا۔ انگریزی دیسی باجے بیاہ شادی میں خواہ بلا بیاہ شادی میں بجانا۔ علی ہذا منادی کرنے والوں کا باجوں کے ساتھ منادی کرنا مطلقاً حرام ہے اور ناجائز اور اس میں روپیہ خرچ کرنا تبذیر اور اسراف بیجا ہے اللہ جل شانہٗ اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ ۵ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رئیس المفسرین فرماتے ہیں۔ کہ آیت کریمہ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث میں لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہی ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ضرور ان محرمات سے تائب ہو کر اپنا مال حرام طریقوں میں خرچ کر کے مسرف اور مبذر نہ بنیں اور جو لوگ اس میں کوشش کریں۔ ان پر لازم ہے کہ پہلے خود ڈاڑھی منڈوانی اور منڈوانے میں خرچ کرنے سے تائب ہوں تاکہ مستحق اس آیت کریمہ کے نہ ہوں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۵ تاکہ ان کے قول میں اثر ہو اور صورت کامیابی اور حصول ثواب دارین کی امید ہو (حضرت مولانا مولوی ابو محمد دیدار علی صاحب امام الخطیب فی مسجد وزیر خاں مرحوم)

۴۔ الجواب صحیح (حضرت مولانا مولوی اصغر علی روحی صاحب مرحوم ۔ (پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

۵۔ شادیوں میں جو اور اسراف آج کل بہت سے خلاف شرع ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے باجہ اور ناچ رنگ ہے جو اسراف اور ممنوع ہے اس لیے مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنی چاہیئے اور محض حظ نفس کے لئے یہ کام نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب (حضرت مولانا مولوی) احمد علی (صاحب) عفی عنہ پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی لاہور

۶ ذالک وکذالک وانا مصدق بذالک (حضرت مولوی) محمد یار (صاحب) امام وخطیب ومفتی مسجد سنہری لاہور۔

۷۔ الجواب صحیح۔ حضرت مولانا مولوی حافظ قاضی ضیاء الدین (صاحب) ایم اے بی ٹی سابق پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور مرحوم

مزامیر اور ملاہی شرعاً حرام ہیں۔ اگر شادی والے اس محرم شرعی کو حلال سمجھیں اپنے رواج کو شریعت پر فوقیت اور اعلیٰ سمجھیں۔ اس صورت میں اسلام سے خارج ہو جائینگے۔ شادی میں دف بجانا محض اعلان کیلئے جواز کی صورت ہے۔ لیکن باجہ مروجہ بلاشک اعلیٰ قسم کے مزامیر ہیں۔ انکی حرمت شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الف تحیۃ ثابت ہے۔ اس کو غیر محرم کہنے والا یا تو وہ جاہل محض ہوگا یا شرعی حکم کا منکر اور مخصر ہوگا۔ ایسی صورت میں انعقاد نکاح مشکوک ہے۔ اگر زوجین بھی مزامیر کو لازمی سمجھتے ہوں۔ اس وقت وہ اسلام سے خارج ہونگے اہل اسلام کو ایسے لوگوں کے نکاح میں شرکت فضول بلکہ ناجائز ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم (حضرت مولانا مولوی مفتی عبدالقادر صاحب عفی عنہ) سابق مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ تکیہ سادھواں لاہور

۹۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بلاشبہ گانا بجانا لہو ولعب ہے اور یہ حرام ہے۔ مرتکب ان افعال قبیحہ و حرکات شنیعہ کے لاریب فاسق وفاجر مرتکب کبائر مورد غضب جبار و مستحق عذاب نار ہیں نیز مسرف و صرف مبذر ہونے میں شک نہیں۔ لہذا بحکم قرآن عظیم اخوان الشیاطین ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اعمال حسنہ افعال محمودہ کی توفیق عطا فرمائے اور ارتکاب منہیات سے بچائے۔ آمین۔ رقمہٗ بقلمہٖ وقالہ بفمہ العبد المذنب ابوالبرکات (حضرت مولانا مولوی سید احمد صاحب الحسنی الحنفی الرضوی اللوری المفتی القدیم فی بلدہ اکبر آباد

۱۰۔ مجیب طیب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے درست ہے۔

حضرت مولانا مولوی عبدالستار صاحب عفی عنہ مفتی مسجد شاہی لاہور

۱۱۔ مسئلہ مزامیر کے متعلق جو کچھ مجیب نے تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ فرقان حمید میں ہے لا تبذر تبذیرا اور بعض فتاویٰ میں ہے استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر منقول ہے۔ جس سے مزامیر کی حرمت صاف معلوم ہوتی ہے (حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مدرس مسجد شاہی لاہور۔

۱۲۔ الجواب۔ الحمد للہ رب العلمین یہ باجے اور ملاہی (چنانچہ مجیب نے قرآن اور احادیث سے ثابت کر دیا منع اور حرام ہیں اور شیطانی افعال ہیں سب سے بڑھ کر امام ابوحنیفہ رح ان سے بتاکید اکید وتشدد مزید منع کرتے ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو شادیوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق سادگی کے ساتھ شادی کرنے کو عیب اور بے عزتی جانتے ہیں اور باجوں وغیرہ وغیرہ ملاہی اور شر اور شور اور قسم قسم اسراف اور فخر اور دکھاوے کے ساتھ شادی کرنے کو عزت جانتے ہیں۔ یہ کفر ہے کہ سنت سرور کائنات کو بنظر حقارت دیکھا اور کفار ہند اور مشرکوں کی اقتداء اور مشابہت کو عزت بنانا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون۔ ایسی شادیوں میں ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہونا حرام ہے۔ بلکہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام المتبارین ان یوکل کہ ریاکاروں اور سنانے والوں کے طعام اور دعوت کھانے سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ھذا ما عندی عن الجواب واللہ اعلم بالصواب (حضرت مولانا مولوی عبدالواحد صاحب بن عبداللہ الغزنوی وطناً الحنفی مذہباً امام مسجد چینیاں والی لاہور

۱۳۔ شادی ایسی چیز نہیں۔ جس میں اسوہ حسنہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موجود نہ ہو۔ پس اگر مسلمان فلاح دارین چاہتے ہیں تو اس قسم کے اسراف سے باز آویں۔ کیونکہ اگر یہ کام عزت کا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں میں ضرور ہوتا۔ بعد ازاں خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوتا۔ جبکہ مسلمانوں کی شوکت و ثروت پر غیر رشک کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس ادبار کے زمانے میں اس قسم کے رسوم سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور آیت ولا تبذر تبذیرا ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کی مخالفت سے اپنے آپ کو اس وعید کا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم کا مستحق نہ بناویں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (حضرت مولانا مولوی فقیر غلام مرشد کان اللہ لہٗ مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور)

۱۴۔ الجواب احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ دین خصوصاً احناف نے مزامیر کے متعلق جس قدر روایات بہم پہنچائی ہیں۔ کسی پر مخفی نہیں صاف طور پر روایات اور اقوال سے حرمت مزامیر ثابت ہوتی ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ کو بہت علماء و مفسرین نے غنا اور مزامیر پر حمل کیا اور حدیث الغنا ینبت النفاق کالماء الکلاع کو بہت سے احناف نے اپنا مستدل بنایا ہے۔ لہذا حرمت مزامیر میں کسی قسم کا شک نہیں خصوصاً موجودہ زمانہ میں لوگوں نے جس قدر غلو اس معاملہ میں شروع کر دیا ہے۔ اگر حرمت منصوصہ نہ ہوتی۔ تب بھی اکثر ان مفاسد کے باعث حرمت لغیرہٖ کا حکم دیا جاتا۔ یہاں تو دونوں سبب حرمت موجود ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو اس فعل شنیع اور حرکت ناجائز سے مجتنب و محترز رہنا ضروری ہے۔ ھذا ما عندی واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم (حضرت مولانا مولوی حافظ نجم الدین (عفی عنہ) پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور۔

مجلس ذکر منعقدہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ جون سنہ ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

اصلاحِ تعلق باللہ و تعلق بالمخلوق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں۔ اس حدیث کی بنا پر جو ہر جمعرات کو بیان کرتا ہوں۔ کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر الٰہی کرنے والوں کی تلاش میں رہتی ہے۔ جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں کہ آؤ آؤ تمہاری تلاش کی چیز مل گئی۔ بالآخر جب وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہاں واپس پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ اتنا بڑا حلقہ ذکر سارے لاہور میں کہیں نہیں ہوتا۔ بلکہ لاہور کے گرد و نواح میں بھی کہیں نہیں ہوتا۔ میں پورے چالیس سال سے لاہور میں رہتا ہوں۔ لاہور کے گرد و نواح سے چالیس چالیس میل تک سے چل کر اس مجلس میں شامل ہونے کے لئے احباب آتے ہیں لاہور کے گرد و نواح میں کہیں حلقہ ذکر نہیں پاتے۔ تبھی تو یہاں آتے ہیں خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جو نیک نیتی اور اخلاص سے اس مجلس ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو بخش دیتے ہیں۔ گویا ہر جمعرات کو جنت کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔

قرآن شریف میں سورہ جمعہ کی آیت هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ سورۃ جمعہ آیت ۲ پ ۲۸ ۔ ترجمہ۔ وہی ہے۔ جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں تین چیزوں کا ذکر ہے (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم آیات اور (۳) تزکیہ نفس۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آیتوں کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر ان کا مطلب سمجھاتے تھے۔ اور پھر ان کو پاک کرتے تھے۔ نبی کریم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو سمجھاتے تھے وہ اسی پر چلتے تھے۔ پہلے ان کو شعور ہی نہیں تھا نہ تلاوت کا پتہ تھا نہ تزکیہ کا نہ حکمت کا۔ سب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جب نماز کا حکم آیا اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو تو ان کو پتہ نہ تھا کہ نماز کس طرح پڑھنی ہے۔ آتوا الزکوٰۃ کا حکم آیا تو رسول اللہ نے اسکی تفصیل بیان فرمائی کہ اس طرح نماز ادا کرو اور اتنے مال میں اتنی زکوٰۃ ادا کرو۔ سونے میں اتنی زکوٰۃ ہے۔ گائے میں اتنی زکوٰۃ ہے۔ اونٹ میں اتنی۔ بھیڑ بکریوں میں اتنی اور کھیتی باڑی میں اتنی زکوٰۃ ہے یہ عملی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ پھر اس کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ پھر تزکیہ نفس کراتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے ہی عاشق تھے برائیوں کو چھوڑ دیتے تھے اور نیکیوں پر عمل کرتے تھے۔ جو بات رسول کریم سمجھاتے ہیں۔ صحابہ کرام اس پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی اشاعت کرنے والے تین گروہ ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کی حفاظت کا ان تینوں کو ذمہ وار ٹھہرایا ہوا ہے۔ ۱۔ انبیاء علیہم السلام ۲۔ اولیاء کرام و صوفیائے عظام اور ۳۔ اور علماء کرام باقی سب دنیادار ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صوفیائے عظام اور علمائے کرام اشاعت قرآن کے ذمہ دار ہیں

یہ اشاعت نہ کارخانہ داروں سے نہ چوہدریوں سے ہوتی ہے اور نہ سیٹھوں سے ہے۔ علماء اور فقراء کے ذمہ تین کام ہیں۔ اب جو یہ تین کام نہیں کر سکتا۔ وہ رسول اللہؐ کی اصطلاح میں عالم نہیں ہے۔ جو متبع سنت نہیں ہے۔ وہ رسول اللہؐ کی اصطلاح میں فقیر نہیں ہے۔ لنگوٹی باندھ لے اور شریعت سے کوئی سروکار نہ ہو۔ فقیر وہ ہے جو متبع سنت ہو عالم بھی وہی قابل قدر ہے جو متبع سنت ہو۔ میں ہفتہ کی پابندی کر کے سناتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک کر دیں۔ تزکیہ ہے گناہوں سے پاک ہونا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہے۔ علماء کرام اور صوفیائے عظام پہلے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ پھر مطلب سمجھاتے ہیں۔ اور اس کے بعد تزکیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاک کر کے اس دنیا سے اٹھائے آمین۔ جب تک آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے نہیں کریں گے۔ پاک نہیں ہوں گے۔ جنہوں نے عمل نہیں کیا تو وہ گدھے کی مثال بن گئے۔ سورۃ الجمعہ آیت ۵ میں ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ (ترجمہ) ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے۔ جو کتابیں اٹھائے پھرتا ہے۔ تین چیزیں تلاوتؔ قرآن تعلیم کتابؔ اور تزکیہ نفسؔ عالم کے ذمہ ہیں۔ میں روزانہ درس میں تلاوت کر کے آیات سناتا ہوں اور ہر آیت کا مطلب سمجھاتا ہوں۔ یہ ہے تعلیم۔ پھر نفسوں کو ایسا دھوتا کہ برائیوں سے بچ جائیں۔ ماں باپ بھائی بہن ساس سسر سب سے تعلق درست ہو جائے۔ جب اپنی ہستی مارے گا۔ دوسروں کا حق پورا کرے گا۔ تب تزکیہ ہو گا۔ جو دوسروں کا حق ادا کرنے میں خود پیش قدمی کریگا۔ نجات پائے گا۔ وہ مانیں نہ مانیں یہ تو بری الذمہ ہو گیا۔

میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اگر ماں کے پیٹ میں سمجھا دیتا کہ دنیا میں فلاں فلاں ذمہ داریاں نبھانی پڑیں گی تو شاید کوئی بچہ دنیا میں آنا نہ چاہتا۔ اب آ گئے ہو تو تزکیہ نفس کرا کے جاؤ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر جنت کا باغ ہوتی ہے یا دوزخ کا گڑھا۔ کئی ایسے بھی بدبخت ہوں گے جو ماں باپ کو ستاتے ہیں۔ ماں باپ سے دشمنی ہے بولتے تک نہیں اور یاروں سے خوب یارانہ ہے۔ اگر کسی کامل سے وابستہ ہو گئے تو وہ انکو سمجھائے گا۔ عمل کرائے گا اور پاک کرے گا۔ کہے گا باپ کو راضی رکھ اور سب کے حقوق پورے کر۔

میں کہا کرتا ہوں اے شیطان تو ہے تو ملعون۔ مگر بڑا عقلمند ہے۔ تو عالموں کو بھی پھانستا ہے اور گریجوایٹوں کو بھی پھانستا ہے۔ میں کئی ایسوں کو جانتا ہوں۔ مگر نام نہیں لیتا۔ بی اے ہیں۔ ایم۔ اے ہیں۔ قوم کے لیڈر ہیں مگر احمقوں کو پتہ نہیں کہ اول ماں کا حق ہے۔ پھر بیوی کا۔ اوّل باپ کے حقوق ادا کرو۔ پھر یاروں کے۔ ماں باپ کا حق ادا نہیں کرتے جنہوں نے پالا تھا۔ انہیں سے منہ پھیر کر چلے آئے شرم نہیں آتی؟ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

ہادی نفسوں کو مارنا سکھاتا ہے تم نہیں چاہتے کہ ماں باپ کی تابعداری کرو۔ مگر اللہ چاہتا ہے کہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ وبالوالدین احسانًا

انبیاء علیہ السلام فقراء عظام اور علماء کرام رہنمائی کرتے ہیں قرآن مجید سے اور جو خود گمراہ ہے۔ وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کرے گا ؎

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

ہادی کا کام یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر سنائے اور اس کا مطلب سمجھائے اور قرآن کا رنگ چڑھائے۔ اگر یہ تینوں کام نہیں کر سکتا تو اپنا نام فقیر اور عالم نہ رکھوائے۔ بعض سجادہ نشین ہیں کہ پیر بنے بیٹھے ہیں۔ ان کا پڑدادا پیر تھا۔ مگر انہیں نہ دین آتا ہے نہ تعلیم قرآن ہے۔ یہ لوگوں کی کیا رہنمائی کریں گے۔

یہ مجلس ذکر با برکت ہے۔ رحمت کے فرشتے کھڑے ہوئے ہیں۔ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ آپ کے تزکیہ نفس کے لئے سمجھاؤں۔ آپ میرے پاس آتے ہیں۔ میری ذمہ داری ہے۔ کہ میں آپ کو قرآن مجید کی تلاوت کر کے سناؤں اور مطلب سمجھاؤں اور رنگ چڑھانے کی ترکیب کروں۔ طبیب جسمانی مریضوں کو پرہیز سکھاتا ہے۔ اور طبیب روحانی روحانی مریضوں کو پرہیز سکھاتا ہے۔ سب کے حقوق ادا کرو۔ اور بری الذمہ ہو کر جاؤ۔ تو اللہ تعالےٰ بخش دے گا۔ بوڑھی ماں اور بوڑھا باپ اگر شاکی ہے تو اللہ تعالےٰ کیسے بخشے گا؟ ماں باپ ساس سسر غرض سب کو راضی کرو۔ اگر تم نے سب کو راضی رکھا تو جنت میں جاؤ گے ورنہ جس کو ستاؤ گے۔ اس کی آہوں سے دوزخ میں سزا پاؤ گے۔ قانون اس کا یہی ہے کہ سزا دے گا۔ اور بخشنے پر بھی وہ قادر ہے۔ اگر چاہے تو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کر دے

حصہ بقدر جثہ

ہم نے تو آیتیں پڑھ کر سنائی ہیں مطلب سمجھانا ہے۔ کئی بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ جن کی مائیں ناراض ہیں۔ راضی نامہ کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ آن میں فرق آتا ہے۔ خدا کا خوف ہو تو کتے اور بلی پر بھی رحم کرو گے۔ اماں اور ابا تو الگ رہے۔ گدھے اور حیوانات کے حقوق کی نگہداشت کرو گے۔ اگر گدھے کو باندھ رکھا ہے تو اس کو چارہ پانی دینا تمپر فرض ہے اگر تم نے اس کو بھوکا رکھا تو اس پر ظلم کیا۔ غرض جانوروں کے حقوق کی حفاظت کرو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم پاک ہو گئے ہو۔ کیونکہ میں نے چار پانچ ہفتوں سے یہی مضمون لیا ہوا ہے۔ تم کو حقوق کی نگہداشت نہیں ہے۔ اس لئے بار بار کہتا ہوں کہ آپ تب پاک ہونگے جب سب کے حقوق پورا کرینگے۔ ابھی آپ میں نجاست ہے۔ اگر بڑا بھائی ماں باپ ناراض ہیں اور تم نے ان سے معافی نہیں مانگی تو سمجھ لو کہ ابھی تزکیہ نہیں ہوا۔

دعا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ سب کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اپنی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

آمین یا الہ العالمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۵ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

حفظ مراتب گر نہ کنی زندیقی

تین چار جمعہ سے ایک ہی مضمون عرض کرتا رہا ہوں کہ تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق کو درست رکھا جائے۔ مجھے آپ پر اعتماد نہیں ہے کہ وہ سبق حال بن گیا ہوگا۔ جن جن سے تمہارے تعلقات ہیں وہ سب ٹھیک ہو گئے ہوں گے۔ تعلقات بے شمار ہیں۔ ماں سے باپ سے بھائیوں سے بہن سے بیوی اور بچوں اور دوسرے رشتہ داروں کے علاوہ حیوانات سے بھی تعلقات ہیں۔ کئی ایسے ہونگے۔ جن کے تعلقات بگڑے ہوئے ہوں گے۔ کوئی والدہ سے ناراض ہے کوئی باپ سے ناراض ہوگا۔ اور کوئی بیوی سے خفا ہوگا۔ اور کسی کو بھائی بہنوں سے رنجش ہوگی۔ یہ بھی مجھے توقع ہے کہ بعض احباب نے درستی کر لی ہو گی۔ اس

اجتماع کا مقصد

یہی ہے کہ تعلقات کی اصلاح ہو جائے اس اجتماع میں اللہ تعالےٰ کی رحمت شامل حال ہو۔ اگر جیتے جی اس جہان میں اصلاح نہ ہوئی تو قبر میں جوتے کھا کر اصلاح کرنی پڑے گی۔ اگر ایمان سلامت ہے کفر نہیں ہے اور شرک نہیں ہے تو عذاب قبر سے سزا بھگتنے کے بعد نجات ہو جائیگی۔ کسی کو چھ ماہ۔ کسی کو ایک سال کسی کو پچاس برس۔ کسی کو سو برس اور کسی کو ہزار سال عذاب قبر کی سزا بھگت کر اصلاح ہوگی۔ اگر دنیا میں اصلاح ہو گئی تو یہ سستا سودا ہے۔ عام لوگوں کی اصلاح حال بھی نہیں ہے۔ اور اصلاح قال بھی نہیں ہے۔

تزکیہ کا مطلب

یہ ہے کہ خدا تعالےٰ سے تعلق مرنے سے پہلے ٹھیک ہو جائے اور دنیا والوں سے بھی اگر تعلقات خراب ہیں تو انکی بھی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سب سے تعلقات درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا میں میرے کہنے پر عمل کرو گے۔ تو انشاء اللہ یہاں اصلاح ہو جائے گی۔ توجہ دلانا بھی منصب خاص ہے جو ہر شخص ادا نہیں کر سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کا تزکیہ

بدلہ اتارنا اصل صلہ رحمی نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا جو (صلہ رحمی کرنے والے کے ساتھ) بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے۔ صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں صلہ رحمی کرے (اور قرابت داروں کا حق ادا کرے) جب وہ اس کے ساتھ قطع رحم (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔

صحیح بخاری

نفس وہبا ً ہو جاتا تھا اور اب کسباً کرنا پڑتا ہے۔ آج نیا مضمون یہ ہے۔

حفظ مراتب گر نہ کنی زندیقی

حقوق کی فہرست۔ ۱۔ خدا تعالےٰ کے حقوق ۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ۳۔ ماں باپ کے حقوق۔ ۴۔ بھائی بہنوں کے حقوق۔ ۵۔ بیوی بچوں کے حقوق۔ ۶۔ رشتہ داروں کے حقوق۔ تمہارے ذمہ ہیں سب کے حقوق پورے کرو۔

اگر ایک آدمی ماں باپ بھائی بہن بیوی بچوں کو خوش رکھتا ہے سب کو خوب کھلاتا پلاتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا تو اس کا خدا تعالےٰ سے تعلق خراب ہے۔ وہ سیدھا دوزخ میں جائیگا بے ایمان ہو کر مریگا۔ مرنے کے بعد پہلے سزا بھگت کر بعد میں جزا ملے گی۔ نمبر اول اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اور نمبر دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ہیں۔ نمبر سوم والدین کے حقوق ہیں۔ اور اسکے بعد بھائی بہن اور بیوی بچوں کے حقوق ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جس کسی کو بھی ناراض کروگے۔ اس کی سزا بھگتو گے۔ اگر بیوی بچوں کو خوش رکھا۔ اور ان کے حقوق پورے کئے۔ لیکن بوڑھی ماں کا خیال نہ کیا۔ ماں دکھیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاس جب بوڑھی ماں دکھ بھری کہانی پیش کرتی ہے تو خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ فارسی شعر

چو عضو بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

اگر جسم میں بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر پھنسی نکل آئے تو سارے جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی بھی رشتہ دار کو ستایا تو ضرور سزا پاؤ گے۔ اگر دنیا میں تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق درست کر لیا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ قبر میں سزا پاؤ گے۔

گزشتہ ہفتوں میں حفاظت حقوق عنوان تھا اب حفظ مراتب کا سبق ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس سے پہلے سبق آپ کو پک گئے ہونگے صرف خوف خدا سے سبق پکتا ہے۔ جیسے آم اور خربوزے جو آج کل آپ کھا رہے ہیں۔ گرمی کی برکت سے پکتے ہیں۔ ایک خوف خدا دل میں آئے تو یہ ٹھیک رہتا ہے ورنہ گدھے سے بدتر ہے۔ گدھا تم سے اچھا ہے۔ ڈبل ڈیوٹی دے رہا ہے۔ مالک حقیقی کا ذکر کر رہا ہے اور مالک مجازی کے بورے ڈھو رہا ہے۔ اگر تمہیں خدا تعالیٰ باطن کی آنکھیں دے تو تمہیں دکھائی دے۔ گدھا ذاکر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۴۵۔ (ترجمہ اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اسکی تسبیح کو نہیں سمجھتے)۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے میرے بزرگوں کو جنکی خدمت میں چالیس برس رہنے کے بعد یہ آنکھیں کھلی ہیں۔ میں نے چالیس سال میں یہ فن سیکھا ہے اگر شوق ہو تو میرے پاس آکر چار سال بیٹھ جاؤ۔ اللہ اللہ کرنا سکھاؤنگا اور اس نام کی برکت سے آپ کو یہ نور حاصل ہو جائیگا میں ٹسٹ کر کے حلال کھلاؤنگا۔ حرام کھاؤ اور تزکیہ نفس ہو سے

ایں خیال است و محال است و جنول

بیوی کو چار سال کا خرچ دے کر میرے پاس آکر رہو اور اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھاؤ ٹسٹ میں کرونگا لاہور میں اکثر جنٹلمین ایم اے اور بی اے ہیں خدا کے معاملہ میں اندھے ہیں اور حرام کھاتے ہیں الا ماشاء اللہ یہ واقعات عرض کر رہا ہوں لاہور میں اکثر چیزیں حرام ہیں۔ مثلاً ایک قصاب گوشت بیچتا ہے اور بکری چوری کی ہے۔ بظاہر تو بکری کا گوشت حلال ہے۔ مگر حقیقت میں حرام ہو گا۔ تمہیں یہ تمیز نہیں ہے

آج میں حفظ مراتب کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ سب کے حقوق کی نگہداشت رکھو۔ کئی ایسے ہیں۔ جن سے ماں باپ تو راضی ہیں مگر خدا ناراض ہے۔ کیونکہ تنخواہ تو لا کر ماں باپ کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ بیوی کے حقوق بھی پورے کرتے ہیں۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور کئی ایسے بھی ہیں کہ نمازیں خوب پڑھتے ہیں لیکن حقوق العباد پورے طور پر نہیں نبھاتے۔ انگریزی تعلیم نے دل و دماغ بگاڑ رکھا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ

شیطان بصورت انگریز ہندوستان میں آیا

اس نے مسلمانوں کو بے ایمان بنایا۔ انگریز کے زمانہ میں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کسی کورس میں کلمہ تھا؟ انگریز بے ایمان نے کسی کورس میں تمہیں نماز سکھائی؟ انگریز تعلیم یافتہ کی ڈگری دے کر تمہیں چلا گیا۔ بڑے تعلیم یافتہ ہیں مگر قرآن ناظرہ نہیں آتا۔ فارسی شعر سے

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
ابدالدہر کہ در جہل مرکب بماند

اکثر تعلیم یافتہ کے سامنے قرآن وید اور گرنتھ تینوں کتابیں رکھ دی جائیں تو وہ ان میں سے کسی کتاب کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ پتہ لگے گا قبر میں جب پوچھا جائے گا۔ مَنْ رَّبُّكَ مَا دِیْنُكَ۔ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ بُعِثَ فِیْکُمْ تمہارا رب کون ہے۔ تمہارا دین کیا ہے اور اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جسے میں نے پیغمبر بنا کر تمہاری طرف بھیجا تھا۔ پھر وہاں کہے گا۔ ہائے ہائے لَا اَدْرِیْ۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ اے شیطان تو بڑا لعین ہے سب کو گمراہ کر رکھا ہے۔ تنخواہ کے لالچ میں انگریز کی لپیٹ میں کون آیا تم یا مولوی تم تو انگریز کے مقرب تھے۔ علماء حق ہندوستان میں اسلام کی حمایت میں جیلوں میں رہے اور تم ڈانس کھیلتے ہو اپنی بیویوں کا تبادلہ کرتے ہو۔ شراب پیتے ہو۔ ہوش کرو بیہوش ہو کر نہ مرو۔ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم برائی سے بچو اور نیکی کرو۔ نیک وہ نہیں ہے جو کما کر تنخواہ لا کر ماں باپ کو دیدے اور خدا کی بندگی بالکل نہ کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد نہ نبھانے کا نام ہے تزکیہ نفس۔

ہر مجلس میں بعض آدمی نئے ہوتے ہیں اس لئے بعض واقعات کو دہرانا پڑتا ہے۔ ایک مرتبہ سریاں والے بازار سے کشمیری بازار کی طرف آ رہا تھا کہ ایک بزرگ تھڑے پر بیٹھے تھے۔ میری کلائی سے پکڑ کر فرمایا تشریف رکھئے میں بھی اسی دروازہ کا غلام ہوں۔ جس کے آپ ہیں میں سمجھا میرے پیر بھائی ہیں انکو خوشبو آئی ہے۔ میرا ہمجنس ہے۔ بیٹھتے ہی فرمایا مولوی صاحب یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ کوئی کتا نظر آتا ہے کوئی سور نظر آتا ہے۔ اسی طرح ایک بزرگ بھی کبھی کبھی مجھے زیارت کرانے کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی یہی فرمایا آپ کے پاس آتا ہوں راستہ میں کوئی کتا نظر آتا ہے کوئی سور نظر آتا ہے جیسے عمل کرو گے ویسی ہی صورت بنے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ آدمی بن کر مرو۔ مجھے خبر ملی ہے بعض میاں بیوی حلوہ پوری اور پوڑے کھاتے ہیں۔ اور بوڑھی ماں دیکھتی رہتی ہے۔ مگر کہتی کچھ نہیں۔ لعنتیں بھیجتی ہے۔ شیطان ایسا لعین ہے کہتا ہے یارا اکٹھے چلیں گے جہنم میں۔ کتنے جنٹلمین ہیں جو نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ کیا انگریز نے ذوی الحقوق بتائے ہیں یا جرمنی نے ذوی الحقوق بتائے ہیں۔ میں تعلیم کا مخالف نہیں ہوں۔ بے شک امریکہ میں جا کر تعلیم پاؤ۔ وہ تعلیم خدا رسیدہ ہونے کا ذریعہ نہیں ہے۔ ڈگریاں روٹی کمانے کا ذریعہ ٹھیک ہیں۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے کس غلط فہمی میں مبتلا ہو اور تمہارے ماں باپ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہیں میں کہتا ہوں کہ اعزازی ڈگریاں ذریعہ نجات نہیں ہیں۔ روٹی کمانے کا ذریعہ ہیں تعلیم جدید قرب الی اللہ کا ذریعہ نہیں ہے۔ میں کلمہ حق کہونگا جو میری بات مانیں گے کانٹا بدل جائیگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی تزکیہ نفس کی توفیق عطا فرمائے اور سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ سب مرحوم و مغفور ہو کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اسکے بعد رسول اللہ ؐ کو راضی کریں پھر ماں باپ کو بھائی بہنوں کو اور پھر بیوی بچوں کو راضی رکھیں۔ اگر ماں کے پیٹ میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سمجھا دیتا کہ دنیا میں یہ ذمہ داریاں نبھانی ہونگی۔ تو شائد کوئی بھی دنیا میں آنے کیلئے تیار نہ ہوتا مگر اب آ چکے ہیں تو سب ذمہ داریوں کو نبھانا ضروری ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۰

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

حرام کھانے سے طبیعت میں غفلت پیدا ہوتی ہے

پہلی چیز ایک خوشخبری بیان کرنا چاہتا ہوں جو پہلے اپنے احباب کو کئی مرتبہ سنا چکا ہوں ۔ کیونکہ ہر مجلس میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں ۔ اس لئے اشارۃً وہ خوشخبری دہراتا ہوں ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے ۔ جو ذکر الٰہی کر رہے ہوں ۔
پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنیوالوں کو پالیتے ہیں ۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو پکار کر بلاتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی سننے اور ذاکرین سے ملنے کے لیئے) اس کی مثال یوں سمجھیئے) کہ جس طرح کوئی جانور گم ہو جائے اور پھر مل جائے تو زمیندار دوسروں کو بلاتے ہیں کہ آیئے آیئے بیل یہاں ہے پھر وہ فرشتے اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانپ لیتے ہیں ۔ اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں ۔ وہ فرشتے ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے بارگاہ الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں ۔ فرشتے نور سے بنے ہوئے ہیں ۔ ان میں کوئی بوجھ نہیں ہے ۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں ۔ بالآخر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا

دُعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے اور ہم سب کو بخش دے اور ہمیشہ مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔
مجلس ذکر میں شامل ہونے کے لیئے میری جماعت کے آدمی بہت دُور دُور سے آتے ہیں ۔ جس طرح لوگ میلہ دیکھنے جاتے ہیں ۔ ایک حکیم صاحب مجلس ذکر میں شامل ہونے کے لیئے جہلم سے آتے ہیں ۔ چالیس پچاس میل کے اندر اندر اتنا بڑا حلقہ ذکر کہیں نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ للّٰہیت سے اس حلقہ میں شامل ہونیکی توفیق عطا فرمائے آمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی قیامت کے دن ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی ۔ اللہ تعالےٰ کا پاک نام ہی ہم سب کو کھینچ کر لاتا ہے اور ملا کر بٹھاتا ہے ۔ قیامت کے دن یہی دوستی کام آئے گی ۔ آپ گوشت اور سبزی فروش کے پاس گوشت یا سبزی خریدنے کے لئے جاتے ہیں ۔ محبت کی وجہ سے نہیں جاتے ۔ البتہ یہاں جو احباب حلقہ ذکر میں آتے ہیں ۔ محبت سے آتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ سب کی آمد کو ذریعہ نجات بنائے اور اس مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بعض اوقات

آدمی کہتا ہے ۔ یا ربّ یا ربّ ۔ مگر اس کا کھانا حرام ہوتا ہے ۔ اس کا پینا حرام ہوتا ہے ۔ غذا حرام ۔ لباس حرام تو اسکی دعا کیسے قبول ہو ؟ قبولیت دعا کے لئے کھانا پینا گذر اوقات کا حلال ہونا شرط ہے اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ میں دُعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے دُعا کرتا ہے ۔

حتی الوسع

آمدنی کے حرام ذرائع سے اپنے آپ کو بچایئے ۔ اگر آپ کسی کو ڈرا دھمکا کر اس سے با دلِ ناخواستہ اس کا مال چھین کر لے گئے تو اللہ تعالےٰ سب دیکھتا ہے وہ تم کو سزا دے گا ۔
انگریز کے دور حکومت میں افسران کو ماتحت ہوٹلوں میں ٹی پارٹیاں دیا کرتے تھے اور پانچ سو آدمیوں کے کھانے پر بحساب دس روپے فی کس کم و بیش پانچہزار روپے اُڑ جاتے تھے ۔ کیا پارٹی دینے والے اتنی رقم اپنا پیٹ کاٹ کر خرچ کرتے تھے یا اپنی تنخواہ سے خرچ کیا کرتے تھے اور ان پارٹیوں میں بڑے بڑے خان بہادر اور دوسرے لوگ ہوتے تھے ۔ یہ پارٹیاں محض ریاکاری (دکھلاوے) اور کسی کے شر سے بچنے کے لئے دی جاتی تھیں ۔ حدیث شریف میں آتا ہے یُکْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ انسان کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جاتی ہے ۔ یہ ان کو شریر سمجھتے تھے ۔ اور اُن کے شر سے بچنے کے لئے ٹی پارٹیاں دیتے تھے ۔ انگریز کے وقت میں ٹی پارٹیاں ماتحت دیتے تھے ۔ پانچ دس ہزار روپے کا خرچ کیا تنخواہ سے کاٹ کر کرتے تھے ۔

تعلق باللہ درست رکھنے کیلئے لباس خوراک سب پاک رکھا کیجئے!

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ اپنا حساب کتاب ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لو۔ یہ سوچنے کی باتیں ہیں کہ میری آمدنی کیا ہے۔ کس کو کھلاتا ہوں۔ کیوں کھلاتا ہوں۔ اپنا محاسبہ خود کرو۔ قبل اس کے کہ خدا تعالیٰ تم سے حساب لے۔ حدیث قدسی میں اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ جیسا مجھ میں گمان کرے گا۔ میں ویسا ہی معاملہ اس سے کروں گا۔

بظاہر زبان سے انسان نہیں مانتا۔ مگر اس کا

دل مانتا ہے

کہ میں حرام کھاتا ہوں۔ اہل علم سمجھیں گے اَکْلُ مَالَ الْغَیْرِ بِلَا رِضَاہٗ حَرَامٌ دوسرے کی رضامندی کے بغیر مال کھانا حرام ہے۔ حرام کے معنی صرف سؤر اور کتا نہیں ہیں۔ بلکہ جھوٹ بولنے سے بھی سارا مال حرام ہو جاتا ہے۔

ایک دوکاندار ہے۔ اس نے سودا جھوٹ بول کر فروخت کیا۔ گاہک کہتا ہے کیسے دوگے۔ یہ کہتا ہے چھ آنے سیر دونگا کم نہیں لوں گا۔ خدا کی قسم میں نے خود چار آنے سیر خریدا ہے۔ مگر دراصل اس نے تین آنے سیر خریدا تھا۔ ایک آنہ سیر جھوٹ بولا اور سب حرام کر دیا۔ دو روپے حلال کے اور ڈیڑھ روپیہ حرام کا مل کر سارا حرام ہو جائے گا۔ بکری کا کچھ حلال گوشت کتے کے کچھ حرام گوشت سے ملا کر پکانے سے سب حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح جھوٹ بول کر کھانا بھی حرام ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو جھوٹ سے بچتے ہیں۔ مالِ حرام سے بچتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں میں

مذہبی تعلیم

نہیں رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دوکاندار بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ بے ایمانی کرتے ہیں۔ پہلے لوگ اگر جرم کرتے تھے تو ان کو سزا ملتی تھی۔ ان میں خوفِ خدا تھا۔ سعودی عرب میں اب بھی سزا ملتی ہے۔ سعودی حکومت نے جھوٹ بولنے والے صرّافوں کے

ہاتھ کٹوائے

تو سب کے کان کھڑے ہو گئے کہ اب کون جھوٹ بول کر ہاتھ کٹوائے۔ خود بیٹھ کر سوچا کیجئے۔ زبان جھوٹ بولتی ہے۔ ضمیر صحیح راہنمائی کریگا کہ کتنا حلال کمایا ہے اور کتنا حرام ملایا ہے۔ آپ حرام کھائینگے تو دل کبھی نہیں کہے گا کہ حلال کھایا ہے۔ مسلسل حرام کھائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے دروازہ سے رد کر دے گا۔ حرامخوری کے باعث بے دینی پھیلتی ہے۔ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں مرد بھی نہیں آتے اور سینما میں عورتوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ کوئی موٹر پر جاتا ہے۔ کوئی سائیکل پر۔ کوئی ٹانگہ میں کوئی پیدل۔ مسلسل گناہوں کے باعث نیکی کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر آپ چاہیں کہ نیکی کی توفیق ہو تو حلال کھائیں۔ حلال پیئیں اور ہر معاملہ میں احتیاط رکھیں اگر کھانا حرام کا ہوگا۔ پینا حرام کا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے دروازہ سے دور کر دیتے ہیں۔ دیکھئے حلال کا رزق کھائینگے تو نیکی کی توفیق ملے گی۔ جب کبھی کوئی شخص آ کر مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ نماز میں لذت نہیں آتی تو میں فوراً کہہ دیتا ہوں کہ حرام کا مال کھایا ہوگا۔ لاہور میں اکثر چیزیں حرام ہوتی ہیں۔ چاول حرام۔ گھی حرام دودھ حرام۔ بھینس اگر غیر کے کھیت سے چارہ کھا کر آئی ہے تو کیا اس کا دودھ حلال ہوگا؟ مکھن حلال ہوگا؟ اکثر مسلمانوں میں خوف خدا نہیں ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ کرتے ہیں۔ کھوٹی چیز کو کھری کہہ کر فروخت کرتے ہیں۔ تمہیں حلال و حرام کی تمیز نہیں ہے تمیز اللہ والوں کے پاس بیٹھ کر آتی ہے میں نے چالیس سال اللہ والوں کی جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا ہے۔ تب جا کر یہ تمیز حاصل ہوئی ہے۔ اکثر مولویوں کو بھی یہ تمیز حاصل نہیں ہوتی۔ بیچارے کیا کریں۔ ان کو اہل اللہ کی صحبت نصیب نہیں ہوتی۔ اس لئے عالم ہونیکے باوجود باطن کے اندھے رہتے ہیں۔ چار سال کا خرچ بیوی کو دے کر میرے پاس آؤ۔ خود کھانا پکانا اور خود کھانا۔ میں ٹسٹ کر کے دوں گا۔ اور اللہ اللہ کرنا سکھاؤنگا تمہیں خود حلال حرام کی تمیز ہو جائے گی۔ یہ کسبی چیز ہے۔ وہبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو تو محنت کرنے سے یہ تمیز حاصل ہو جاتی ہے۔

ایک قصائی نے **چوری کی بکری** خریدی اور ذبح کر کے دکان پر بیچ دی۔ تو وہ گوشت بظاہر تو حلال ہے۔ مگر حقیقت میں حرام ہے۔ حرام مال کے کھانے سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور عبادت کی توفیق نہیں رہتی۔ اس لئے خدا کے دروازہ سے آدمی بھاگ جاتا ہے۔ لالچ انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ (سورۃ المطففین پ ۳۰۔ ع ۱۔ ترجمہ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں۔ تو گھٹا کر دیں۔

یہ بیماری عام موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو نیکی کی توفیق اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔ اپنے دروازہ پر سدا لائے۔ اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے میری بھی نجات فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

عام بے دینی کا سبب خوف خدا کا نہ ہونا ہے۔ صرف ایک چیز ہے۔ جو انسان کو انسان بناتی ہے۔ اور وہ ہے خوف خدا۔ جن کو خوفِ خدا حاصل ہو جائے۔ وہ کامل انسان بن جاتے ہیں۔

تازہ واقعہ ہے جو ایک لڑکی نے بیان کیا ہے۔ یہ مدرسۃ البنات انجمن خدام الدین میں پڑھی ہوئی ہے اور پڑھاتی بھی رہی ہے اب اسکی شادی ہو گئی ہے۔ اس کا خاوند رشوت لاتا ہے۔ یہ منع کرتی ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ جب بڑے بڑے لوگ کھاتے ہیں تو ہمیں کیا حرج ہے۔ گویا بڑوں کا حرام کھانا اپنے لئے دلیل بنالی ہے اکبر اللہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے وہ جلوت خلوت میں ساتھی ہوتا ہے۔ وہ ہر جائی ہے۔ اس کا خوف ہی انسانوں کو سیدھا کرتا ہے اس کے خوف کے سوا کوئی چیز ٹھیک نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ مجھے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اللہ اللہ سیکھنے اور اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ۝

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۹ر محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ر جولائی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

انسان کے لئے مسلک صحیح کون سا ہے

سوائے انسان کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی مخلوق کیلئے "مصلح" انبیاء علیہم السلام نہیں بھیجے۔ اللہ تعالےٰ کی ہزاروں قسم کی مخلوق ہے۔ پرند۔ چرند۔ درند چوپائے کسی مخلوق کے لئے اللہ تعالےٰ نے پیغمبر نہیں بھیجے۔ وہ فطرت کے مطابق چلتے ہیں جس کام کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ وہ اس کو باقاعدہ کرتے ہیں۔ گدھا اور گھوڑا ٹھیک چلتا ہے۔ لیکن یہ بدبخت انسان خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ گدھا مار بھی کھاتا ہے۔ بورے بھی ڈھوتا ہے گھوڑا سواریاں لے جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہتا کہ تھک گیا ہوں۔ تین سواریاں ہوں چار نہ ہوں۔ ہر چیز اپنی فطرت کے مطابق چلتی ہے مگر بدبخت انسان خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس کو تھوڑا سا اختیار اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ یہ اس کو غلط استعمال کرتا ہے گدھے اور گھوڑے کیلئے دوزخ نہیں ہے دوزخ انسان کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت

نے تقاضا کیا کہ اسکی رہنمائی کی جائے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ سورۃ البقرآیت ۲۵۶ پ ۳ (ترجمہ) دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے بیشک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے اب جس کا دل چاہے ہدایت پائے اور جس کا دل چاہے گمراہی اختیار کرے۔ اسلام میں جبر نہیں ہے شہنشاہی اعلان ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ الکہف آیت ۲۹۔ پھر جس کا دل چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے کفر کرے۔ پیغمبر سب انسانوں کے لئے مصلح بن کر آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب اللہ کے نیک بندے صلحاء امت آئیں گے۔ مصلح وہ ہوتا ہے۔ کہ جسکے دائیں ہاتھ میں قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں حدیث خیرالانام جس کے ہاتھ میں حدیث خیرالانام نہیں ہے وہ مصلح نہیں ہے۔ مصلح انسان کو تابع رضائے الٰہی بنانے کے لئے آتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ (سورۃ التین آیت ۴-۵) ترجمہ بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے۔

یعنی انسان اپنی بے راہ روی کے باعث گدھے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے گدھا تو مالک مجازی کے بورے ڈھوتا ہے۔ مگر اُف نہیں کرتا۔ گدھا مار کھاتا ہے مگر یہ کبھی نہیں کہتا کہ آج میں بوجھ نہیں اٹھاتا۔ انسان کو اصلاح کی ضرورت ہے۔ انبیاء علیہم السلام انسان کی رہبری کے لئے آتے ہیں۔ سوائے انسان کے اور کسی مخلوق کے لئے نبی نہیں آئے۔ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ خدا تعالےٰ حکیم ہے۔ یہ اسکی حکمت ہے کہ پیغمبر بھیجے۔ نبیوں کی رہنمائی کے سوا انسان ٹھیک راستے پر چل نہیں سکتا۔ نبی آکر انسان کو ڈراتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزمان ہیں اس پر ہمارا ایمان ہے۔ حضورؐ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے غلام یہ ڈیوٹی سرانجام دیں گے۔

انبیاء علیہم السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ وعلماء کرام کو علم پہنچایا۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی انسانوں کو ضرورت ہے تعلیم دین کے سوا کوئی تعلیم ہی نہیں ہے۔ بلکہ سب جہالت ہے۔ یہ اپنے فرائض پیدائش کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پرائمری سے ایم اے

اور ایل ایل بی ۔ پی ایچ ڈی کے کورس میں کلمہ طیبہ بھی نہیں تھا۔

انسان کی خلقت کا مقصد خدا کی اطاعت ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَآ أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ سورۃ الذاریٰت آیت ۵۶ ـ ۵۷ پ ۲۷ ترجمہ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں ○

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

بعض انسان قیامت کے دن کہیں گے جبکہ انہوں نے دین کسی سے نہ سیکھا ہوگا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○ (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۶۷-۶۸) ترجمہ ۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا ۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دو گنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر بڑوں سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں۔ جنہوں نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک تو پڑھایا۔ مگر انہوں نے ہمیں تیرا راستہ نہ بتایا۔ تیرا دین نہ سکھایا۔ انبیاء علیہم السلام والی تعلیم سکولوں کالجوں میں کہاں ہے ؟ ۔ انگریز کو تو اپنی حکومت کی مشینری چلانے کے لئے کل پرزوں کی ضرورت تھی۔ اس لئے اس نے اپنے مطلب کی تعلیم دلائی ۔ یاد رکھو انسان کو تعلیم اسلام کی اشد ضرورت ہے۔ تم اللہ کی یاد کو مقصد حیات بنالو۔ روزی مت کماؤ۔ عورتیں مرد مقصد حیات کو پورا کرو خدا نے روٹی مفت دینی ہے۔ آؤنا سودا کرلو۔ دن رات خدا تعالے کی یاد کرو۔ یعنی مقصد حیات پورا کرو۔ پھر دیکھو اللہ تعالے تمہارا رزق بھیجتا ہے کہ نہیں وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورۃ ہود پ ۱۲ ۔ آیت ۶) ترجمہ ۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں ۔ مگر اسکی روزی اللہ پر ہے

(۲) إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۔ ترجمہ ۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا ۔ زبردست طاقت والا ہے ۔ اتنی زبردست ضمانت کے باوجود اکثر آدمی بندگی نہیں کرتے ۔ جس کام کے لئے خدا تعالے نے پیدا کیا ہے ۔ وہ پورا نہیں کرتے ۔

اللہ تعالے فرماتے ہیں وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (سورۃ الکہف آیت ۲۸ پ ۱۵) تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں ۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا اس قسم کے بندے ہر دور ہر زمانہ میں پیدا ہوں گے ۔ ڈگریاں پانے کیلئے امریکہ جاتے ہو ۔ لیکن خدا کو راضی کرنے کے لئے ہادی کے پاس نہیں آتے شیطان اولاد آدم کو گمراہ کرنیکا ٹھیکہ لے کر آیا ہے قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○ (سورۃ ص آیت ۸۳) ۔ ترجمہ ۔ عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کردوں گا ۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہونگے انسان کو جہنم سے بچانے کے لئے انبیاء علیہم السلام آتے ہیں ۔ اب انبیاءؑ کا دور ختم ہو چکا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ۔ اب حضورؐ کے دروازہ کے غلام آیا کرینگے ۔ وہ مخلوق خدا کو راہ راست کی طرف بلائیں گے ۔ جو آئے گا وہ بچ جائے گا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث کون ہیں ؟ بی اے ایم اے پی ایچ ڈی یا علماء کرام ۔ تعلیم علماء کرام سے پاؤ ۔ اور ان میں سے اللہ والوں کی صحبت میں آؤ ۔ العلماء ورثۃ الانبیاء والانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم بھی دیتے تھے اور تزکیہ بھی فرماتے تھے ۔ انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے حقدار علماء کرام ہیں ۔ انبیاء علیہم السلام نے ورثہ میں علم چھوڑا ہے جو کہ علماء تک پہنچا ہے ۔ انبیاء علیہم السلام نے وہ علم خدا تعالے سے پایا اور علماء کرام کو دے گئے ہیں ۔

کم بخت انسان کو اللہ تعالے نے جو تھوڑا سا اختیار دیا ہے اس کو تو غلط استعمال کرتا ہے اور انبیاءؑ کو جھٹلاتا ہے پھر مار کھاتا ہے ۔ سب سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے مار کھائی ۔ اور تباہ ہوئی ۔ پھر ہود علیہ السلام کی قوم نے انہیں جھٹلایا ۔ اور مار کھائی ۔ پھر قوم ثمود کی باری آئی پیغمبر کی مخالفت کی اور ذلت و لعنت کی موت مرے اللعنۃ البعد من الرحمۃ عقل کے اندھے پیغمبر کی نافرمانی کے جرم میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے اور جوتے کھا کر ذلت کی موت مرے

اللہ تعالے کی سب مخلوق فطرت کے مطابق چلتی ہے ۔ مگر انسان آیا تو عبادت کیلئے ہے ۔ لیکن سب کام کرتا ہے صرف عبادت نہیں کرتا ۔ دن بھر دوکان میں بیٹھا رہتا ہے ۔ رات کو گھر جاکر سو جاتا ہے ۔ لیکن خدا کو سجدہ نہیں کرتا ۔ رسول اللہؐ کی امت میں ۷۳ فرقے ہونگے ۔ ۷۲ تو گمراہ ہونگے ۔ ان میں مولوی بھی ہونگے ۔ عالم بھی ہونگے اسی لاہور میں ایسے کئی گمراہ فرقے موجود ہیں ۔ لیکن میں نام کسی کا نہیں لیتا ۔ میری عادت ہے کہ نہ کسی شخص کا نام لیتا ہوں نہ کسی فرقے کا ○

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یہاں آپ اصلاح کے لئے آتے ہیں خدا تعالے آپ کو سیدھے راستہ پر لانا چاہتا ہے ۔ سیدھا راستہ فقط قرآن ہے اور اسکی شرح حدیث خیر الانام

میں تحقیق سے کہتا ہوں کہ جو منکر حدیث ہے وہ منکر قرآن ہے جو منکر قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے ۔ یعنی بے ایمان ہے ۔

اللہ تعالے کی مراد تو رسول اللہؐ ہی سمجھا سکتے ہیں ۔ قرآن مجید میں حکم ہے اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو ۔ مگر نماز سے کیا مراد ہے ؟ زکوٰۃ کا حکم ہے وَآتُوا الزَّكٰوةَ زکوٰۃ دو ۔ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے ؟ ۔ نماز سے وہ نماز مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر سکھائی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ نماز کا انکار کرنا کفر ہے ۔ جو قیامت کے دن کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نماز پڑھنی چاہیئے اگر ایک آدمی گوٹھ مار کر بیٹھ جاتا ہے اور دعا کرتا ہے اور کہتا ہے صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں ہم اس کو مسلمان نہیں کہیں گے ۔

انگریز کے وقت میں جب کبھی اس پر

بیوی اور شوہر پر ایک دوسرے کے حقوق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔ مستدرک حاکم

بیوی کے ذمہ شوہر کا حق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر میں کسی مخلوق کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ جامع ترمذی

مصیبت آئی تو میاں صاحب۔ چوہدری صاحب نے انگریز کی مدد کی۔ ڈپٹی کمشنر نے خان صاحب کا خطاب دلوا دیا۔ پھر انگریز پر دوبارہ مصیبت آئی۔ اور جوتے پڑے تو خان صاحب نے پھر بہت سا روپیہ چندہ دیا۔ تو انگریز کی خیر خواہی کرنے پر خان بہادر کا خطاب مل گیا۔ غرض خان صاحب، خان بہادر۔ نواب صاحب۔ اور سر سب انگریز کے دیئے ہوئے خطاب تھے۔ نہ کہ اللہ کی طرف سے آئے ہوئے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو دنیا مقصود تھی۔ ان کو مذہب سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ ان کا مقصد حیات خدا کی رضا نہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کا قرب اور اس کی رضا چاہو تو اللہ والوں کے پاس آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور ؐ کے دروازہ کے غلام آئیں گے جو جہنم اور جنت کا فرق کر کے دکھائیں گے اور واضح کر کے خلق خدا کو سمجھائیں گے۔ اللہ تعالےٰ اپنی رضا کو مقصود بالذات بنانے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اگر روپیہ کماتے رہے اور خدا کی عبادت نہ کی۔ پھر خدا تعالےٰ ناراض ہو گیا تو کیا فائدہ یہ باتیں اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں

خدا تعالیٰ پر اعتماد

ہر کسی کو نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ پر اعتماد پیغمبروں کو ہوتا ہے۔ سورہ فرقان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا گیا ہے۔ قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا۔ ترجمہ۔ کہہ دیجئے۔ میں اس پر (خدمت دین) پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے۔ پیغمبر کمانے کے لئے خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔ اگر تمہارا نفس اتنا کمزور ہے کہ توکل نہیں کر سکتے تو بیشک کام کرو اور کماؤ۔ مگر مقصود یاد الٰہی ہو۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو صحیح نصب العین خدا کی رضا بنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ جن کو رضائے الٰہی مقصود ہو کہ ہر کام میں اللہ راضی رہے تو نفسانیت مٹ جائے گی۔ یہ رنگ گھر بیٹھے نہیں چڑھتا۔ صحبت میں آنے سے یہ رنگ چڑھے گا۔ حضرت ۴۲

۴۲ دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تین چار صاحبزادیاں تھیں۔ شام کو نماز کے لئے آتے تو ہماری اماں جی کو کہہ آتے کہ بیٹی کو نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنا کر تیار کر رکھنا۔ عشا کی نماز پڑھ کر مسجد ہی میں دولہا کو بلاتے۔ اور نکاح پڑھا کر رخصت کر دیتے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دولہا کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ آج میرا نکاح ہے۔ نہ ڈھولکی نہ گانا بجانا نہ سہرا۔ مسلمانوں میں عموماً سوائے خطبہ نکاح کے اور سب رسمیں کفر کی ہیں۔ سہرا بھی کفر۔ سر بالا بھی کفر۔ ہاتھ میں چھری بھی کفر۔ سوائے سادات کرام اور انصاری حضرات کے باقی ہم سب گنگا رامی ہیں۔ ہندوؤں کی نسل ہیں۔ اور مسلمان ہو کر شرم نہیں آتی۔ ہندوانہ رسمیں کرتے ہیں۔ شادی والے گھروں میں شام کو ہی عورتیں ڈھولک بجانا شروع کرتی ہیں اور صبح کی نماز کے بعد بند کرتی ہیں۔ ہم رام رامیوں کی اولاد ہیں۔ پہلے رام رام کرتے تھے۔ اب اللہ اللہ کرتے ہیں۔ پہلے بتوں کو پوجتے تھے۔ اب قبروں پر چڑھاوے اور سجدے کرتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ٢٦ محرم الحرام ١٣٨٠ھ مطابق ٢١ جولائی ١٩٦٠ء

آج ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

کثرتِ ذکرِ الٰہی سے اصلاحِ نفس ہوگی

ہ کا ذکر کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگر دنیا میں متشدد شخص نگرانی پر متعین کر دیا جائے تو کوئی چوری کر سکتا ہے؟ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کو حاضر باش سمجھتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ اور اسی کا نام

اصلاح نفس

ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کریں گے تو اس کو حاضر ناظر سمجھیں گے۔ اس کے ڈر اور خوف کی وجہ سے نیکی کریں گے۔ بدی سے بچیں گے۔ جو لوگ مسلمان کہلا کر برائیاں کرتے ہیں ان کو خدا بھول جاتا ہے۔ انسان جب قوانین الٰہی کی مخالفت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ بدکاری کے لئے پرائی عورت کو مائل کرتا ہے اور میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا۔ کثرت ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ کا تصور حاضر باش ہو جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ میں مردوں اور عورتوں کو جب بیعت کرتا ہوں تو کثرت ذکر الٰہی کی تلقین کرتا ہوں اور

دس تسبیح اللہ ہو

کی گن کر روزانہ پڑھنے کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت ذکر الٰہی کرنے کو کہتا ہوں اللہ ہو کی روزانہ دس تسبیح پہلا سبق ہے اس کے پک جانے کے بعد جب دوسرا سبق دینا ہوتا ہے پھر پہلے ٹسٹ کرتا ہوں۔ اگر ابھی پہلا سبق کچا ہو تو پھر پکانے کی ہدایت کرتا ہوں۔ اپنے بزرگوں کی برکت سے پکے اور کچے سبق کا ترازو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ہر وقت ذکر میں شاغل رہنے کے لئے وضو اور غسل بھی شرط نہیں ہے۔ یہ سبق اللہ والے پڑھاتے ہیں۔ کیا کسی نے یہ سبق پرائمری، مڈل، ہائی سکول یا کالج میں پڑھا ہے۔ یا امریکہ لندن اور جرمنی میں پڑھا ہے؟ اللہ کا نام جنہوں نے سیکھا ہو وہی سکھلاتے ہیں میں کہا کرتا ہوں بکثرت ذکر الٰہی کرنے سے برائی سے نفرت ہو گی اور نیکی کی رغبت ہو گی۔ انسان سمجھتا ہے اگر میں خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو مجھے دیکھتا ہے۔ یہ باتیں

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اپنی ازواج مطہرات سے محبت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھی تو پیدل دوڑ میں ہمارا مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی، اس کے بعد جب (فربہی سے) میرا جسم بھاری ہو گیا تو (اس زمانہ میں بھی ایک دفعہ) ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ جیت گئے اور آگے نکل گئے، اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ تمھاری اس جیت کا جواب ہو گیا۔ سنن ابی داوٗد

اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے پیدا ہوتی ہیں پھر آدمی گناہوں سے بچتا ہے اس کو اصلاح نفس کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آپ کی امت میں یہ چیز آ رہی ہے باقی سب امتیں

مذہب سے دور

ہو چکی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط (سورۃ المائدہ پ۶ آیت ۷۲) ترجمہ:۔ بیشک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ اس لئے نصاریٰ کافر ہو چکے ہیں اور یہود کے علماء سے بھی

اللہ تعالیٰ ناراض

ہو چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ہ سورۃ المائدہ پ۶ آیت ۶۳ ترجمہ:۔ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں منع نہیں کرتے۔ البتہ بری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر امتیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی امت قرآن مجید کی رُو سے دونوں امتیں فیل ہو چکی ہیں۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو

شاباش

مل رہی ہے۔ سبحان اللہ ارشاد ہوتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ سورہ آل عمران پ۴ آیت ۱۱۰ ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے بھیجی گئیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے امتوں میں سے کسی کو یہ شاباش نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قدر افزائی کی اور یہ تمغہ عطا فرمایا ہے اور اس کے صحیح مستحق صحابہ کرام رض ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

ایک پیشین گوئی۔

عبداللہ بن عمرو رض کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے۔ اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں بٹ گئی تھی میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ رضنے پوچھا یا رسول اللہ! جنتی فرقہ کونسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے صحابہ رض ہیں۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رض نے شاباش لی ہے۔ باقی سب امتوں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی وجہ سے اپنا بیڑا غرق کرایا ہے۔ سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے اپنے پیغمبر کی مخالفت کر کے اپنا بیڑا غرق کرایا ہے۔ اور اسی طرح قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی نافرمانی کر کے اپنا بیڑا غرق کرایا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس

تمام سابقہ امتیں برائی کرتی رہیں اور مار کھاتی رہیں۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے "خیر امت" کا تمغہ پایا۔ تم اہل سنت والجماعت تب ہو کہ جب کام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض جیسے کرو گے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے نقش قدم پر نہ چلو گے تو یہ نام تمہارے کام نہ آئے گا۔ آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا وند کریم مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔

۷۲ گمراہ فرقوں

میں علماء بھی ہوں گے اور فقراء بھی ہوں گے۔ در اصل فرقے مولوی بناتے ہیں اور پیر ان فرقوں کو چلاتے ہیں پہلے یہ دیکھا کرو کہ یہ عالم اور پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے طریقہ پر بھی ہیں کہ نہیں۔ ان سے ہرگز نہ ڈرو کہ بد دعا دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) ترجمہ: ابی سعید رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے سوراخ میں میں بیٹھے ہونگے تو تم اسمیں بھی اسکا اتباع کرو گے پوچھا گیا یا رسول اللہ (کیا آپ کی مراد) یہود و نصاریٰ سے ہے۔ آپ نے فرمایا (وہ نہیں تو پھر) اور کون۔

یہود و نصاریٰ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

ملاحظہ ہو۔ ارشاد نبوی ہے لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ۔ خدا لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے سے لعنت پڑتی ہے تو کیا ولیوں کی قبروں پر سجدے کرنے سے رحمت برسے گی؟ ہم میں سب کافرانہ رسمیں آ چکی ہیں۔ سادات کرام اور انصاری حضرات کو (جن کا نسب نامہ مدینہ منورہ سے جا کر ملتا ہے) مستثنیٰ کر کے کہتا ہوں کہ ہم سب گنگار رامی بے ایمانوں کی اولاد ہیں۔ کوئی تین پشت سے کوئی چار پشت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ مگر سب کافرانہ رسمیں ساتھ لائے تھے۔ پہلے بتوں کو پوجتے تھے اب قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ نام ہی کا فرق ہے کام تو ایک ہی ہیں

قیامت تک

ایک طبقہ ایسا رہیگا جو لوگوں کو برائی سے روکے گا۔ اور اللہ کے دین کی اشاعت کریگا حضرت عمر رض کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ عربی زبان میں خلیفۃ المسلمین اور عجمی زبان میں شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر رض کے زمانہ میں دونوں بڑی سلطنتیں مٹ گئیں۔ نہ قیصر رہا نہ کسریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ۔ حضرت عمر رض کے زمانے میں دونوں حکومتیں فتح ہو گئی تھیں۔

میں کہہ رہا تھا

کہ کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے آپ کی اصلاح ہو جائے گی۔ انشا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت ہو جائے گی۔ سیدھے راستہ پر آ جاؤ گے۔ کثرت ذکر الٰہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا تصور حاضر باش ہو جائے گا۔ نیکی کرو گے بُرائی سے بچو گے۔

جائے استاد خالیست

اپنے آپ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا بغیر استاد کی رہنمائی کے کوئی کام انسان نہیں سیکھ سکتا۔ اللہ والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے جب بیعت ہو جاتی ہے تو ان کی توجہ اور دعا سے اصلاح ہو جاتی ہے۔ انسان رغبت سے نیکی کرتا ہے۔ ——— برائی کرنے سے شرم آتی ہے۔ ان کی رضا اللہ کی رضا اور ان کی ناراضگی اللہ ——— کی ناراضگی ہوتی ہے۔ نیکی کرو گے تو وہ راضی اور برائی کرو گے تو وہ ناراض ہونگے۔ جس طرح انسان گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے تو اس کو لگام سے چلاتا ہے اسی طرح شیخ مریدوں کی تربیت کرتا ہے اصلاح نفس کے لئے ہادی کی

حضور ﷺ کی اپنی بیویوں کے مزاج کی رعایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں: خدا کی قسم! میں نے یہ منظر دیکھا ہے کہ (ایک دن) حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے ان کا کھیل دکھانے کے لئے میرے لئے اپنی چادر کا پردہ کر کے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ میں آپ کے کاندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی، آپ میری وجہ سے مسلسل کھڑے رہے، یہاں تک کہ (میرا جی بھر گیا اور) میں خود ہی لوٹ آئی۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم

سخت ضرورت

ہے جس کا کسی ہادی سے تعلق نہ ہوگا وہ کھلے ہوئے گھوڑے کی مثل ہیں جہاں مرضی ہوئی چرنے لگے۔ بیعت کرنے والوں کو شیخ کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضؓ کی سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شیطان خوش ہے۔ کہتا ہے نام نور محمد رکھاؤ اور کام شیطانی کرو۔ میرا فرض ہے کہ میں آپ کی صحیح راہ نمائی کروں۔

بیوی بچوں کی ذمہ واری

آپ پر ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا (ترجمہ:- اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ بیوی کے ایمان کی حفاظت بھی آپ کے ذمہ ہے۔ اگر بیوی بچوں کی تربیت نہ کروگے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکایت کریں گے کہ اے اللہ ہمارے ان بڑوں ابا اور اماں کو دوگنا عذاب کر انہوں نے ہمیں سکولوں کالجوں میں پڑھا کر گمراہ تو کیا مگر تیرا دین نہیں سکھایا جس طرح خدا کو یاد کرنا ہمارا فرض عین ہے اسی طرح بیوی بچوں کی تربیت کرنا بھی تمہارا فرض عین ہے۔ مجلس ذکر میں آیا کیجئے تمہارا فائدہ ہے۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

جس کا پڑوسی اس کی ایذاء سے محفوظ نہ ہو وہ جنت میں نہ جائے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کی شرارتوں اور ایذاء رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون نہ ہوں۔ صحیح مسلم

مجلس ذکر منعقدہ ٣ صفر المظفر ١٣٨٠ھ مطابق ٢٨ جولائی ١٩٦٠ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اختیار دیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کو واپس کر دینے میں نجات اخروی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں صرف انسان کو با اختیار بنایا ہے۔ باقی سب بے اختیار ہیں۔ بیل کتنا طاقتور جانور ہے ۵٠ من سو من بوجھ بیل گاڑی پر لدا ہوا ہے۔ کھینچے لئے جا رہا ہے۔ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ گھوڑا تانگہ میں جُتا جا رہا ہے۔ ایک کوچوان چار سواریاں لئے مار کھاتا چلا جا رہا ہے۔ اُف نہیں کرتا۔ وہ بے اختیار ہے۔ مگر انسان سمجھ دار ہے۔ با اختیار ہے۔ جو اختیار اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا شدہ ہے۔ اس اختیار کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ تو برباد ہوگا۔ اگر اس اختیار کو خدا کے سپرد کر دے گا۔ تو نجات پا جائے گا۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مسلک ہے کہ جو اختیار اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے۔ وہ انہوں نے واپس خدا کو دے دیا۔ کہ اے اللہ جو حکم تو دے گا۔ وہ کرینگے جس کام سے تو روکے گا رُک جائینگے۔

عطائے تو بلقائے تو بخشیدم

اللہ تعالےٰ یہ چیز ہم کو بھی عطا فرمائے جن کو خوف خدا نہیں ہوتا وہ کیا کرتے ہیں۔ اِس کو گالی دی اُس کو مارا۔ ماں بھی غصے ہے۔ باپ بھی ناراض ہے کہ ہمارا کہنا نہیں مانتا۔ جوانی کا زور ہے یاں ڈرتی ہے کہ جوان بیٹا ہے۔ کہیں مکا نہ مار دے۔ حقیقی آدمی وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ ماں باپ کو نہیں ستاتا۔ اگر انسان اپنا اختیار خدا تعالےٰ کے سپرد کر دے تو پھر سیدھا چلتا ہے۔ زندگی سدھر جاتی ہے۔ ہر ایک سے شائستگی محبت اور نرمی سے سلوک کرتا ہے۔ اہدنا الصراط المستقیم اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ اللہ تعالےٰ نے عقل تو دی ہے

عقلمند

اس کو کہتے ہیں جو مآل اندیش ہو۔ بیوقوف وہ ہے جو راتوں رات چوری کرکے مٹھائی کے تھال لے آئے۔ اور مزے سے بیٹھ کر کھائے۔ مگر دوسرے دن پکڑا جائے اور ہتھکڑیاں لگا کر جیل کی ہوا کھانی پڑے۔ چور کا پتہ لگانیوالے نقش پا کو دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ چور اس طرف گیا ہے ؎

خبر دیتی ہے شوخی نقش پا کی
ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی

انسان کو اللہ تعالےٰ نے با اختیار بنایا ہے اور باقی سب مخلوق کو بے اختیار بنا کر انسان کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ کیا کبھی بکری کہتی ہے۔ کہ میرے بچہ کو ذبح نہ کرو۔ گائے کہتی ہے کہ مجھے ذبح نہ کرو۔ اونٹ کہتا ہے مجھے کیوں ذبح کرتے ہو۔ سب بے اختیار ہیں۔ اختیار خدا کے سپرد کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جو حکم دے گا۔ وہ کروں گا۔ اے اللہ اگر تو کھلائے گا۔ تو میں کھاؤں گا۔ تو پلائے گا تو پیوں گا۔ غرض یہ کہ تیری رضا کے مطابق زندگی بسر کروں گا۔ میری ہر خواہش تیری رضا پر

موقوف ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام پ ۸ آیت ۱۶۲) ترجمہ۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔ اس کو کہتے ہیں مسلمان۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں اختیار دیا اور تم نے اللہ کے سپرد کر دیا۔ لہٰذا مسلمان وہ ہوگا۔ جو اس آیت شریفہ کا پابند ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْہَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۝ (سورۃ الفرقان پ ۱۹ آیت ۷۳) ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب انہیں اُن کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے۔

مسلمان وُہ ہے

جسکی نماز اور سب عبادت کے کام اس لائن پر آئیں جو اللہ کی رضا کے تابع ہے میں تو صاف کہا کرتا ہوں کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ مسلمان نہیں ہے مسلمان نہیں ہے کافر بھی نہیں مسلم بھی نہیں تو پھر کیا ہے؟ فاسق ہے فاسق کے معنی بد معاش ہے۔ اسی طرح جو روزہ نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے فاسق ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے اور زکواۃ نہیں دیتا تو وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔ فاسق ہے چیف جسٹس جب عدالت میں بیٹھ کر فیصلے کرتا ہے تو وہ شاہی قانون کا نفاذ کرتا ہے۔ ہم قرآن مجید کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ بے نماز مسلمان نہیں فاسق (بد معاش) ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کی روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول خدا صؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا۔ جس کے کپڑے نہایت سفید تھے۔ بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا "محمد صؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔ آپ صؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد صؐ خدا کے رسول ہیں اور (پھر) تو نماز کو ادا کرے۔ زکواۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے۔ اگر تجھ کو زاد راہ میسر ہو" اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا۔ آپ صؐ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے آپ نے فرمایا) ایمان یہ ہے کہ "تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھ"۔ (یہ سن کر) اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ (پھر) پوچھا احسان (نیکی) کے متعلق کچھ فرمایئے۔ آپ صؐ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح یعنی یہ سمجھ کر کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے (یعنی اس کے حضور میں حاضر ہے) اور ایسا نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب نہ ہو" تو (اتنا ضروری ہے) گویا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے"۔ پھر اس شخص نے پوچھا قیامت سے آگاہ فرمایئے! آپ صؐ نے فرمایا "قیامت کے متعلق میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے"۔ (یعنی جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی مجھ کو معلوم ہے پھر دریافت کیا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بتلا دیجئے! آپ نے فرمایا (قیامت کی نشانیوں میں سے) ایک تو یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک یا آقا کو جنے گی (یعنی کثرت سے بچے پیدا ہوں گے جو اپنی ماؤں کے مالک و آقا بنیں گے) اور (دوسری نشانی) یہ کہ برہنہ پا و برہنہ جسم مفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو (عالیشان) مکانات و عمارات میں (فخر و غرور کی) زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھے گا"۔ حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر آنحضرت صؐ نے مجھ سے فرمایا "عمر رضؓ تم اس سائل کو جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے"۔ آپ صؐ نے فرمایا یہ (شخص) جبرئیل علیہ السلام تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے (مسلم)

اللہ کے بندو! جو اختیار اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ وہ اختیار خدا تعالےٰ کو واپس دیدو۔ اور اسکی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرو

ہر اجتماع میں

میں بعض آدمی نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے ایک واقعہ دُہرانا پڑتا ہے۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں سریاں او جھڑیاں والے بازار سے کشمیری بازار (لاہور) کی طرف آرہا تھا۔ ایک بزرگ ایک دُکان کے تھڑے پر بیٹھے تھے۔ جب میں ان کے پاس سے گذرا تو میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ مولوی صاحب تشریف رکھئے۔ میں بھی اُسی دروازے کا غلام ہوں۔ جس کے آپ ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ میرے پیر بھائی ہیں ہم جنس ہونے کی خوشبو آئی ہوگی۔ کہنے لگے مولوی صاحب میں یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ کوئی سؤر نظر آتا ہے۔ کوئی کتا نظر آتا ہے۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ گویا اعمال کے لحاظ سے شکلیں مسخ ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالےٰ کو اختیار واپس کرنے سے اطاعت کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ بٹھائے تو بیٹھ جاؤ۔ کھڑا رکھے تو کھڑے ہو جاؤ سلائے تو سو جاؤ۔

جیسے ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے قبل سونے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور نماز عشا کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَہَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَہَا اوکما قال۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ترجمان رسول اللہ صؐ ہیں۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اگر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہو تو وہ وحی جلی (قرآن مجید) ہے اور جو چیز براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں القا کی گئی ہو وہ وحی خفی (حدیث شریف) ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مراد کو الفاظ کا جامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنائیں تو وہ حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ ارشاد باری تعالیٰ شاہد ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ سورہ نجم پ ۲۷ آیت ۴۔ ترجمہ۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے اسی واسطے میں کہا کرتا ہوں جو منکر حدیث ہے وہ منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہے خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے اگر انسان بننا ہو تو اختیار کو سپرد خدا کر دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو۔ اگر اپنے ہاتھ میں اختیار رکھو گے تو برباد ہو جاؤ گے۔ عقلمند ماں باپ بچوں کو چاقو نہیں دیتے۔ وہ چاقو لے کر قلم بنائے گا اور انگلی کاٹ بیٹھے گا۔

اصلاحِ نفس

اسی طرح ہوتی ہے۔ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ اختیار اللہ تعالےٰ کو واپس دیدو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اسی میں بہتری ہے۔ اسی میں بھلائی ہے ارشاد باری تعالےٰ ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ؕ (سورۃ الاحزاب پ ۲۱۔ آیت ۲۱)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا اختیار اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں آپؐ سے اعلان کرایا گیا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ

ترجمہ۔ کہدیجئے میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رب العالمین کے لئے وقف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہمیں لازم ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اقرار کرنا پڑے گا کہ اے اللہ تو نے مجھے اختیار دیا۔ میں نے تجھے واپس کر دیا اور جیسے تو کہے گا۔ میں کروں گا۔

اگر کوئی شخص

پانچ وقت نماز پڑھے۔ رمضان شریف کے روزے رکھے اگر زکوٰۃ فرض ہے تو ادا کرے اور نام رکھوائے رام سنگھ تو میں کہوں گا (ھٰذا مُسْلِمٌ حَقًّا) یہ مسلمان ہے اور پنجابی مسلمان جو نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے۔ نہ زکوٰۃ دے۔ نہ حج کرے اور نام ہو محمد دین میں کہونگا یہ کافر ہے (ھٰذا کافِرٌ) ہاں اگر کوئی کہے کہ نماز پڑھنی چاہیئے اور پڑھے نہیں۔ یا کہے زکوٰۃ دینی چاہیئے اور نہ دے۔ یا کہے روزہ رکھنا چاہیئے اور نہ رکھے۔ یا کہے حج کرنا چاہیئے اور نہ کرے۔ تو وہ مسلم اور کافر کے درمیان ہے۔ مومن کے معنی ہیں دل سے ماننے والا اور مسلم عمل کر کے دکھلانے والا ہے۔ اگر عمل نہیں کرتا تو وہ فاسق ہے اور میں فاسق کے معنی "بدمعاش" کرتا ہوں۔ اگر ایسی عورت ہے تو فاسقہ ہے جو نماز نہ پڑھے اس کو مسلمان نہیں کہتے وہ فاسق ہے مجھ سے لکھوا لو۔ میں غصّے سے نہیں کہہ رہا بلکہ ٹھیک ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلائے۔ اکثریت میں ایمان تو ہے اسلام نہیں ہے۔ اس کا پتہ قبر میں چلے گا۔ مثلاً جو زکوٰۃ نہیں دیتے ان کا سونا چاندی گرم کر کے اُن کی پیشانیوں اور پیٹھوں پر داغ دیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ؕ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ○ (سورۃ التوبہ پ ۱۰ آیت ۳۵) اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیئے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے انکی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائینگی یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے) انسان اپنی اصلاح خود نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کی ہادی نگرانی نہ کرے۔

جب کوئی شیخ سے بیعت کرتا ہے۔ تو اس کا ادب کرتا ہے اور جو شیخ کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ میں جب کسی کو بیعت کرتا ہوں تو پہلا سبق دیتا ہوں کہ ۱ پانچ وقت کی نماز پڑھا کرو اور ۲ اللہ ہُو کا ذکر اور ۳ کسی انسان کو نقصان نہ پہنچانا۔ خدا کو راضی رکھو گے تو سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والوں کی صحبت میں اصلاح ہوتی ہے۔ اگر ہادی ٹھیک نہ ہو تو یہ بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں بٹ گئی تھی میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو گی۔ جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہو گا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ جنتی فرقہ کون سا ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

یاد رکھو

ان ۷۲ گمراہ فرقوں میں مولوی بھی ہوں گے۔ اور پیر بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ میرا فرض ہے آپ کو سیدھا راستہ بتانا کسی جاہل کو پیر نہ بنانا۔ جو شخص خود کتاب و سنت کا پابند نہ ہو وہ دُوسرے کو کیسے راہ بتا سکتا ہے ؎

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

اس قسم کے پیر ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔ اگر آپ کو رستہ کی خبر نہ ہو۔ تو کسی عالم دین سے راستہ پوچھ لیں۔ دین وہ شخص سکھا سکتا ہے۔ جس کے دائیں ہاتھ میں ہو قرآن اور بائیں ہاتھ میں ہو حدیث خیر الانام علیہ السلام۔ غرضیکہ مرد ہوں یا عورتیں سب کو اپنا اختیار اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنا ہو گا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ سکھائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کے طریقہ پر چلائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مدینہ طیبہ میں ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ پر جا رہے تھے۔ آپؐ نے بانسری باجہ وغیرہ کی آواز کو سُنا تو اپنے دونوں کانوں میں اُنگلیاں دے لیں اور وہ راستہ چھوڑ دیا۔ مگر آج کل طبلہ سارنگی تالی قوالی کو دین سمجھا جا رہا ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ مقتدا صرف وہ ہو سکتا ہے جو کتاب و سنّت کا ماہر ہو۔ سب مولویوں کے ہاتھوں میں قرآن نہیں ہوتا۔ سب پیروں کے ہاتھوں میں حدیث نہیں ہوتی۔ قبروں پر سجدہ کرنا شرک ہے۔ مزارات پر بدکار کنجریوں کے ناچ مجرے ہوتے ہیں طبلے سارنگی ہارمونیم باجے بجوائے ہیں۔ کیا صحابہ کرامؓ قبروں پر طبلے بجایا کرتے تھے؟ قوالی کیا کرتے تھے۔ ہندو بتوں کے سامنے چھینے بجایا کرتے تھے اور آج مسلمان اولیاء کرام کے مزارات پر خلاف اسلام رسوم ادا کرتے ہیں۔ جو چیز رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرامؓ کی معرفت آئی ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ اگر یہ زاویہ نگاہ نہیں رکھینگے تو مارے جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

سبحٰنک اللھم وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الا انت نستغفرک ونعوذبک من النار۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ اگست سنہ ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر ارشاد فرمائی

روحانی بیماریوں کا علاج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

ایک چیز مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کے لئے عرض کرتا ہوں جو پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں۔

ذکر جہر کا مطلب

یہ ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہیں۔ ادھر ادھر کے خیالات نہ آئیں۔ ذکر میں حد سے زیادہ زور نہ لگائیں۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زیادہ بلند آواز سے ذکر کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کسی بہرے کو سناتے ہو۔ بعض آدمی نئے آ جاتے ہیں اور ذکر کرنے میں پورا زور لگاتے ہیں ذکر میں صرف اتنا جہر ہو کہ طبیعت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ دراصل جہر سے اپنے خیالات منتشرہ کو باندھنا ہے۔ جب کبھی کوئی زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے لگے تو پاس بیٹھنے والوں کو سمجھا دینا چاہیئے۔

اب مجھے اصل چیز عرض کرنا ہے انسان میں

دو قسم کی بیماریاں

ہیں۔ ایک جسمانی اور دوسری روحانی جسمانی بیماریوں کے معالج طبیب ڈاکٹر ہیں۔ اور روحانی بیماریوں کے معالج اہل اللہ ہیں روحانی بیماریوں کا احساس نہ مدرسوں میں اور نہ کتابیں پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ والے سکھاتے ہیں۔ کہ روحانی بیماریاں مہلک ہیں۔ کوئی جسمانی مہلک بیماری ایسی نہیں ہے جو موت کے وقت ختم نہ ہو جاتی ہو۔ یعنی مریض زندہ تھا۔ بیمار تھا۔ مر گیا۔ بیماری ختم ہو گئی۔ روحانی بیماریوں سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھیں اور دنیا میں رہی تو بہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اگر مرنے سے قبل توبہ نہ کی تو ان کا اثر قیامت تک ساتھ جائے گا۔

عربی مدارس

میں روحانی بیماریوں پر انتباہ تو ہوتا ہے۔ لیکن حال نہیں بنتیں۔ سکولوں کالجوں میں تو ان بیماریوں پر انتباہ بھی نہیں ہوتا۔ انتباہ کے معنی خبردار کرنا۔ یہ تو الگ رہا۔ وہاں ذکر بھی نہیں ہوتا۔ عربی مدارس میں ذکر بھی ہوتا ہے۔ انتباہ بھی ہوتا ہے۔ مگر علاج اللہ والوں کی صحبت میں ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کو دیکھا اکڑخان (بہت مغرور) ہے تو اس کا علاج اللہ والے کرتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میرے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک پتلا دبلا پستہ قد۔ ملّا مزاج فارسی دان رہتا تھا۔ اس سے حضرت چروائیں اونٹ اور رکھوائیں روزے۔ نہ سحری کا انتظام نہ شام کو افطاری کا اہتمام اور پھر گرمی کا موسم اونٹ کو تو گرمی نہیں لگتی۔ روزے انانیت کو فناہ کرنے کے لئے رکھواتے تھے۔ اور باقی ریاضت سے بھی اصلاح مطلوب ہوتی تھی۔ یہ تو شیخ جانتا ہے کہ اس کا کیا علاج ہے۔

روحانی بیماریاں

مرنے کے بعد دوزخ میں پہنچائیں گی اور جب سزا بھگت کر ختم ہو جائیں گی تو نجات ملتی ہے عربی مدارس میں انتباہ تو ہوتا ہے۔ مثلاً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ ترجمہ۔ اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ۔ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے (یعنی نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے) جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے (ابوداؤد) یا ریا کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَآءُ۔ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں۔ وہ چھوٹا شرک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک اصغر کیا ہے۔ تو فرمایا ریاء (دکھلاوا) غرض یہ کہ عربی مدارس میں ان بیماریوں کی اطلاع تو ہو جاتی ہے۔ اصلاح نہیں ہوتی اصلاح کامل کرتا ہے۔ ہادی طالب کی اصلاح اس طرح بھی کرتے ہیں کہ بعضوں کی انانیت توڑنے کیلئے فرماتے ہیں۔ سارا دن جھاڑو دیا کرو۔ گھوڑوں کی لید صاف کیا کرو۔ دراصل یہ روحانی مرض انانیت کا علاج ہوتا ہے۔ روحانی بیماریاں انسان میں ہیں۔ مگر احساس نہیں ہوتا ایک بیماری کبر ہے۔

کبر کیا ہے

بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ حق سے اعراض کرنا (غرور کیساتھ) لوگوں کو ذلیل سمجھنا اور اپنے آپ کو لوگوں سے اچھا سمجھنا۔ واہ کینٹ میں ایک مرتبہ تین عالم میرے سامنے بیٹھے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا۔ کہ اگر ایک جاہل آپ کے سامنے آ کر بیٹھ جائے تو آپ اپنے آپ کو اس سے بہتر نہیں سمجھیں گے کیا مولویوں کو یہ جائز ہے کہ لوگوں کو حقیر سمجھیں یہ کہ جاہل کہیں بات کر سکتا ہے؟! میں نے کہا میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ میری مسجد میں ایک ہیٹ پوش نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے۔ ہیٹ اتار کر کھونٹی پر لٹکا دیتا ہے اور رومال باندھ کر نماز جمعہ پڑھ جاتا ہے۔

میں نفس کو یہ سمجھاتا ہوں

کہ چالیس سال تک بزرگوں نے تیرے قلب پر نظر ڈالی ہے اور اب بھی تجھ میں کمزوریاں موجود ہیں۔ اس بیچارے کو تو کسی ہادی کی صحبت ایک منٹ بھی نصیب نہیں ہوئی۔ تو کبر دفع ہو جاتا ہے۔ حسد۔ کبر۔ عجب۔ ریا۔ وغیرہ روحانی بیماریوں کا ذکر دینی کتابوں میں آتا ہے۔ انگریزی دان تو یہ کتابیں پڑھتے ہی نہیں۔ انگریز کو کیا پڑی تھی کہ وہ آپ کو دین سکھاتا۔ اس کا زاویہ نگاہ تو یہ تھا کہ وہ حکومت کی مشینری چلانے کے لئے پرزے ڈھالتا تھا۔ اگر ایک افسر ریٹائر ہوتا تو بیسیوں امیدوار اور تیار ہوتے۔ عربی مدارس میں روحانی بیماریوں سے عبور تو ہو جاتا ہے کہ یہ خطرناک مہلک بیماریاں ہیں۔ ان کا ذکر کتاب و سنت میں بھی موجود ہے۔ مگر ان کا علاج طبیب روحانی یعنی اللہ والے ہی کرتے ہیں۔ چند دن کا واقعہ ہے کہ میرے پاس ایک گریجوایٹ لڑکا آیا۔ کہنے لگا۔ بی اے تک پڑھ چکا ہوں میں نے پوچھا بیٹا کیا بی اے

تک کہیں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی تمہارے کورس میں تھا ؟ افسوس ہے کہ نہیں تھا۔ اگر اسلام کو بچایا ہے تو اللہ تعالےٰ نے علماء کرام کے ذریعہ بچایا ہے علماء کرام نے چندے مانگ مانگ کر استادوں کی تنخواہیں اور دینی مدارس کے اخراجات پورے کئے ہیں۔ اس لئے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں اب تک محفوظ ہیں۔

انگریز جس سے ناراض ہوتا تھا۔ جیل میں ڈال دیتا تھا۔ انگریز کے خلاف نفرت کا جذبہ علماء کرام کی برکت سے رہا ہے۔ دنیا کی

عظیم ترین شخصیت

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریز نے سیفٹی ایکٹ کے تحت دو سال سات مہینے کسی دور مقام پر جیل میں رکھا تھا حضرت جس دن رہا ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے ایڈریس دیا تو ان کے جواب میں حضرت نے فرمایا "سوروں اور کتوں سے اتحاد ہو سکتا ہے۔ مگر انگریز سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔ جرأت اور بہادری اس کا نام ہے۔ یہ خدا کا فضل سمجھو کہ علماء کرام نے چندے فراہم کرکے دینی مدارس چلائے ہیں۔ کیا انگریز نے کبھی ان مدارس کو امداد دی تھی ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ اَوْ كَمَا قَالَ ۔ اپنی امت میں سب سے بڑا خطرہ (یعنی اس سے آگے اور کوئی خطرہ نہیں ہے) شرک اصغر یعنی ریاء کا ہے یہ لوگ بت تو نہیں پوجیں گے۔ لیکن مشرک بن جائیں گے۔

شرک اکبر

تو بت پوجنا ہے اور چھوٹا شرک یہ ہے کہ نیکی کا کام کریں تو لوگوں سے واہ واہ لینے کے لئے اور دکھلاوا مقصود ہو۔ پروفیسر صاحب لیکچر دے رہے ہیں۔ تالیاں بجیں۔ دل میں ریا آیا اور سب برباد ہو گیا۔

شیطان ہر انسان کے ساتھ ہے۔ جو نیکی کا کام کرو گے۔ وہ اس میں ریا ڈال دیگا وہ آگ لگا جاتا ہے

ریا یہ ہے کہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں۔ میری تعظیم کریں۔ آپ نماز پڑھیں۔ دل میں یہ خیال پیدا ہوگا لوگ مجھے نیک سمجھیں۔ اگر تربیت یافتہ ہوگا تو اس خیال کو رد کریگا اور نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھے گا۔ ہادی سے تعلق ہوگا تو تنبہ ہوگا۔

انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں لوگ چندہ دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے چندہ کا اعلان اس دن کیا جائے۔ جس دن مجمع عام ہو۔ تالیاں بج رہی ہوں۔ ایک ہزار روپیہ میاں صاحب کی طرف سے۔ پانچ پانچ سو روپیہ بیگمات کی طرف سے۔ دو سو روپیہ صاحبزادہ کی طرف سے تو ایک سو روپیہ صاحبزادی کی طرف سے گویا سے

ایں خانہ ہمہ نور است

یہ حماقت ہے۔ شیطان بے ایمان تو چاہتا ہے کہ انکی کوئی نیکی نہ بچنے پائے۔ بعض ایسے بھی اللہ کے بندے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نام نہیں لکھواتے۔ ہم رسید بھی نہیں لیتے۔ سمجھنے اور تعلیم پانے سے پتہ چلتا ہے۔ شیطان ایسا لعین ہے کہ علماء کے اندر بھی ریاء لاتا ہے۔ ایک منٹ میں تمام نیکیاں فنا کر جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنے اعمال صالحہ کو شیطان کے حملہ سے بچانے کی توفیق عطا فرمائیے۔

پرانے زمانے میں سپاہی کے

دو ہتھیار

ہوتے تھے۔ ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔ تلوار سے دشمن پر وار کرتا تھا اور ڈھال پر دشمن کے وار کو روکتا تھا۔ اسی طرح تربیت یافتہ جب کوئی نیک اعمال کرے گا۔ تو شیطان ریا کا وار کرے گا۔ اور یہ اخلاص کی ڈھال پر شیطان کے وار کو روکتا رہے گا۔ اللہ والوں کی صحبت میں تربیت حاصل کرنے سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے ایک

مہلک بیماری

کبر ہے اور کبر یہ ہے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کی کمزوری پر نظر رکھنا اور اس کو ذلیل سمجھنا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی کمزوریوں اور دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھے۔ ایک روحانی بیماری

حسد

ہے اور حسد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور یہ کڑھتا رہے ان بیماریوں سے شفایاب تب ہوں گے۔ جب یہ بیماریاں نکل جائیں گی۔ یہ سمجھیں کہ میں نے سبق دیا ہے۔ یہ مت سمجھیں کہ سبق پک گیا ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ آپ کو گذشتہ سبق پک گیا ہے۔

آپ پھر پکائیے

اپنی کمزوریاں پیش نظر ہوں اور دوسرے کا حسن پیش نظر ہو تو کبر کا علاج ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان بیماریوں سے شفا عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنَ النَّارِ ۵

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات ۲۴ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۶۰ء

آج مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

چار مہلک روحانی امراض

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اَمَّا بَعد

عرض یہ ہے کہ گذشتہ جمعرات کو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بعض مہلک روحانی امراض انسان میں پائے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن

خطرہ

ہے کہ ان امراض کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا جائے۔ البتہ سزا بھگت کر پھر جنت میں جائیں گے اگر اللہ تعالیٰ بغیر حساب و کتاب بھی بخش دے تو یہ اس پر قادر ہے۔ ان امراض کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اگر دنیا میں رہ کر ان امراض سے شفایاب ہو گئے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ گناہ نہیں ہوگا۔ اور قبر سے اٹھ کر محشر سے ہو کر جنت میں جائیں گے

وہ مہلک امراض روحانی چار قسم کے ہیں ۱ حسد۔ ۲ کبر۔ ۳ عجب۔ ۴ ریا۔

مہلک کے معنی

جہنم میں پہنچانے والی۔ اگر کسی اللہ کے بندہ کی صحبت میں رہ کر تزکیہ یعنی شفایاب ہو گئے تو پھر کوئی خطرہ نہیں جہنم کا۔ اگر خدانخواستہ شفایاب نہ ہوا تو ان بیماریوں کے نتیجہ میں جہنم میں جانا پڑے گا اور سزا بھگت کر جنت میں داخلہ ہوگا۔

حسد

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور یہ جلتا رہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی ہے۔ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ یہ خدا تعالیٰ پر اعتراض ہے۔ عام طور پر انسانوں میں حسد پایا جاتا ہے۔ خود تو وہ نعمت نصیب نہیں ہوتی۔ دوسروں کے عیب نکال کر دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ مثلاً خود تو مکان بنانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ دوسروں نے اگر مکان بنا لیا تو اس پر حرام ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے کے عیب لگاتے ہیں۔ یا کوئی اچھی روٹی کھانے لگا تو کہنے لگے حرام کا مال کھاتے ہوں گے کیا سب حرام کا مال کھانے والے ہیں؟ یہ حسد ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کی ہے۔ اس کے نقائص نکالنے سے اپنا اعمال نامہ خراب کر رہا ہے۔ حسد کی بنا پر اعتراضات کرتا ہے۔ اس کو عربی میں رَجمٌ بِالغَیب کہتے ہیں کہ اندھیرے میں روڑے مارنا ہے۔ نہیں کیا پتہ ہے کہ اسکی کمائی حلال ہے یا حرام ہے۔ ہادی متنبہ کرے گا۔ ڈر کر گناہ سے بچ جائے تو نجات پا جائے گا۔

در اصل یہ اعتراض اللہ تعالیٰ پر کرتا ہے کہ یہ نعمت مجھے کیوں نہیں دی۔ اس کو کیوں دی ہے۔

ایک اور مثال۔

کسی کا لڑکا امتحان میں پاس ہو گیا۔ اور اس کا لڑکا فیل ہو گیا تو باتیں بنانے لگا۔ کہ کسی کو دے دلا کر یا سفارش سے پاس ہو گیا ہوگا۔ اس کو آتا تو کچھ بھی نہیں وغیرہ۔ خواہ مخواہ کی دشمنی۔ خواہ مخواہ کی عداوت۔ اس طرح دل کی جلن نکالنا حسد ہے۔ تمہارا بیٹا نالائق ہے۔ پاس نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس بیماری سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ جو حسد کی آگ میں جل کر مرے گا۔ تو قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ ان مہلک بیماریوں کی وجہ سے جو افعال قبیحہ کرتا رہے گا۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ جہنم میں جائے۔ سزا پائے اور پھر جب سزا بھگت نکل آئے تو جنت میں جائے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ یونہی بخش دے تو وہ اس پر قادر ہے۔

دوسری بیماری

کبر ہے۔ یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا۔ یہ بھی مہلک بیماری ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے نہ بخشا۔ تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔ ہر انسان میں ایک خوبی دوسرے سے علیحدہ ہے۔ جب کبر آئے تو اس کی خوبی کو دیکھا جائے گا اور اپنی کمزوریوں پر نظر کرے۔ ایسی خوبیاں جو ہم میں نہیں ہیں۔ دوسروں میں ہیں۔ ہر انسان میں کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں۔ اور کچھ خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ کبر یہ ہے کہ اپنی خوبیاں دیکھے اور دوسرے کے عیب دیکھے۔

کبر کا علاج

یہ ہے کہ اپنے عیب دیکھے اور دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھے۔ مثلاً ایک جاہل ہے اور ایک تعلیم یافتہ ہے۔ جاہل تو اذان کی آواز سن کر مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور پڑھا لکھا آدمی کافی رات تک اخبار پڑھتا رہا۔ کتابیں دیکھتا رہا۔ گیارہ بجے سونے کے بجائے رات کو ۱۲½ بجے سویا تو صبح کی نماز کے لئے کیسے اُٹھ سکے گا۔ اس سے تو وہ جاہل بہتر ہے جو رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جلدی سو گیا۔ اس خیال سے کہ کہ صبح کی نماز قضا نہ ہو جائے اور صبح کی نماز با جماعت ادا کرتا ہے۔ پڑھا لکھا رات بھر مطالعہ کرتا رہا اور صبح کو نماز میں حاضری کی توفیق نہ ہوئی۔

نماز کی فضیلت

عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُونَ فِیکُم مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیلِ وَمَلَائِکَۃٌ فِی النَّھَارِ وَیَجتَمِعُونَ فِی صَلٰوۃِ الفَجرِ وَصَلٰوۃِ العَصرِ ثُمَّ یَعرُجُ الَّذِینَ بَاتُوا فِیکُم فَیَسأَلُھُم رَبُّھُم وَھُوَ اَعلَمُ بِھِم کَیفَ تَرَکتُم عِبَادِی فَیَقُولُونَ تَرَکنَاھُم یُصَلُّونَ وَاَتَینَاھُم وَھُم یُصَلُّونَ (متفق علیہ) ترجمہ۔

ابوہریرہؓ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے۔

اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب واپس جاتے ہیں۔ وہ فرشتے جو تم میں رہے تھے۔ پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے اور وہ (رب)

ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ کس حال میں چھوڑا۔ تم نے میرے بندوں کو۔ پس وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا ہے اور جب ہم اُن کے پاس پہنچے تھے اس وقت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب اللہ تعالےٰ فرشتوں سے پوچھیگا

کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ

میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو تو جو سویا ہُوا تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ تو اس پر اللہ تعالےٰ کی لعنتیں پڑ ینگی۔ اَللَّعْنَتُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ لعنت کا مطلب ہے رحمت سے دوری۔ پابند نماز جاہل تو قرب الی اللہ میں جائے گا۔ اور یہ بُعد الی اللہ میں جائے گا۔

کتّا اس سے اچھا ہے کہ مالک کے گھر کی چوکیداری کرتا ہے۔ کیا مجال ہے کہ رات کو مالک کے گھر کی طرف کوئی آئے جو لوگ کُتّے پالتے ہیں وہ اسکی بھونک کو سمجھتے ہیں۔ خطرہ کی بھونک اور ہوتی ہے اور عام بھونک اور ہوتی ہے۔ اگر کوئی خطرہ ہو تو پھر بھونک بھونک کر تمام گھر والوں کو جگا دیتا ہے۔ اگر انسان چوکیدار ہو تو شاید اس کو نیند کا غلبہ ہو۔ اور سو جائے۔ مگر کُتّے پر غفلت کی نیند طاری نہیں ہوتی۔ عقلمند انسان اگر کُتّے پر بھی نظر کرے گا۔ تو سبق حاصل کرے گا۔ غرض بُرائیاں کرنے والوں کو گرفت ہوگی۔

عُجب

بھی ایک مہلک بیماری ہے۔ اس کے معنی ہیں خود پسندی۔ خیال کیا جائے۔ کہ نیکی کا جو کام بھی اللہ تعالےٰ نے لیا ہے یہ اس کا فضل ہے۔ اپنی ذات اُڑ جاتی ہے اللہ تعالےٰ کے فضل پر نظر ہوتی ہے۔ عُجب کا علاج یہ ہے کہ اپنے نیک افعال پر خوش نہ ہو۔ اپنی تعریف سننے سے خوش نہو بلکہ یہ کہے کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے کہ مجھ کو قوت گویائی عطا فرمائی ہے۔ عُجب کے مریض اللہ تعالےٰ کا احسان نہیں سمجھتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے محنت کی ہے۔

خلاصہ یہ ہے

کہ اگر اپنی کمزوریوں اور دوسروں کی خوبیوں پہ نظر رکھیں گے تو حسد پیدا نہ ہوگا۔ کبر کے مریض نے جس جس کی توہین کی ہوگی سب سامنے آئے گا۔

عُجب یہ ہے کہ اپنے آپ کو کامل دوسروں کو ناقص سمجھے۔ اپنے آپ کو معزز اور دوسروں کو ذلیل سمجھے۔ چاہیئے یہ کہ دوسروں کو کامل سمجھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھے اور اپنے آپ کو ناقص اور حقیر تصور کرے تو اس بیماری سے بچ جائیگا عُجب میں خود پرستی ہوتی ہے کہ مجھ میں یہ کمال ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھ میں یہ خوبی رکھی ہے۔ اس کا شکر بجا لائے۔ اللہ تعالےٰ ان چیزوں کو اپنے پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ اپنا حسن دکھاتا ہے اور دوسروں کے عیب دکھاتا ہے۔ اصلاح یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو دیکھے اور دوسرے کی خوبیوں پر نظر کرے۔ دوسرے کے کمال پر نظر پڑے تاکہ طبیعت میں کبر پیدا نہ ہو۔ کسی کے ساتھ حسد نہ کرے۔ یہ خیال کرے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو یہ نعمت دی ہے۔ اور مجھے محروم رکھا ہے۔ یہ اسکی مرضی ہے حسد کا علاج۔ کبر کا علاج۔ عُجب کا علاج ذکر کر چکا ہوں۔ تمہارے پاس ہے ہی کیا۔ خدا کا فضل سمجھو کہ آپ سے کام لیا۔ اگر وہ چاہے تو

آدمی کا کام

کُتّے سے لے لے۔ جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ چوکیدار آدمی ہو اس کو تو نیند آ جاتی ہے۔ مگر کُتّا پاؤں کی آہٹ سُنتے ہی چیخنے لگتا ہے۔ دوسروں کے کمال کو دیکھ کر اپنی کمزوریوں پر نظر کر کے طبیعت بدل جائے تو یہ ہے تزکیہ۔

اپنی کمزوریاں دیکھو۔ دوسروں کی خوبیاں دیکھو۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

تمہیں پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اپنے عیبوں پر نظر ڈال کر اصلاح کیجئے "قلب موضوع" ہونا یہ چاہیئے تھا۔ کہ اپنے عیبوں پر نظر اور دوسرے کے حسن پر نظر مگر اب اُلٹے ہیں۔ یہ گمراہی ہے کہ دوسرے کے عیبوں پر نظر ہے۔ اور اپنی خوبیوں پر نظر ہے۔ اہل اللہ ان چیزوں کا علاج کرتے ہیں۔ آدمی اللہ والوں کی صحبت کے بغیر متنبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایک دن میں بھی اصلاح نہیں ہوتی۔ دوسروں کے نقائص پکڑنے کی ضرورت ہی نہیں یہ ہے۔ یہ دروازہ ہی بند کر دیجئے۔ اور یہ دروازہ کھولیئے کہ اپنے عیبوں پر نظر کیجئے کیا یہ اصلاح ہو چکی ہے؟ کبھی بیوی سے لڑائی۔ کبھی ماں سے ناراضگی۔ کبھی اس سے جھگڑا۔ کبھی اس سے لڑائی۔ اگر دنیا میں عیب نہ نکلے تو دوزخ میں جانا پڑے گا جب گناہوں سے پاک ہوں گے۔ تب دوزخ سے نکلیں گے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو مذکورہ مہلک روحانی بیماریوں سے شفایاب ہو کر اس دنیا سے لے جائے آمین یا الہ العالمین۔

نوٹ۔ چوتھی بیماری کا ذکر گذشتہ شمارہ میں ہو چکا ہے۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات یکم ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

روحانی بیماریوں کا علاج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ جسمانی بیماریاں انسان کو ستاتی ہیں اور دکھ پہنچاتی ہیں۔ پھر یہ بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں لیکن روحانی بیماریوں کی سزا کا تعلق موت کے بعد شروع ہوگا۔

روحانی بیماریوں کے مریضوں کو اس دنیا میں احساس بھی نہیں ہوتا۔ دنیا میں ایک ہی دفعہ آئے تھے یہاں اصلاح ہو جاتی۔ اور شفا پا جاتے تو نجات ہو جاتی۔ مگر عام لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جسمانی بیماریوں کی تکالیف کا تو انہیں احساس ہوتا ہے لیکن روحانی بیماریوں کا احساس نہیں ہوتا۔ اگر انسان کسی ہادی کی برکت سے دنیا میں شفا یاب ہوگیا تو نجات پا جائیگا۔ ورنہ اس کا علاج جہنم ہے۔ جسمانی بیماری زیادہ سے زیادہ موت تک ختم ہو جاتی ہے مگر روحانی بیماریوں کا احساس بھی قبر میں شروع ہوگا۔

یہ بیماریاں ایسی ہیں جیسی کہ کوڑھ ہے کوئی حسد کا مریض ہے کوئی کبر کا مریض ہے۔ کوئی ریا کا مریض ہے اور کوئی عجب کا مریض ہے۔ اگر کسی ہادی سے وابستہ ہو جائے اور علاج کرائے تو شفایاب ہو جائیگا۔ عام آدمیوں کو تو ان بیماریوں کا احساس بھی نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ معاف نہ کرے اس وقت تک نجات ناممکن ہے۔

جسمانی امراض میں کوئی کوئی بیمار ہوتا ہے۔ اور روحانی بیماریوں میں سو میں سے سو بیمار ہیں۔ ہزار میں کوئی ایک ہوگا تندرست۔ بعض خوشامد کرتے ہیں دل میں وہ عزت نہیں ہوتی جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ریاء ہے۔ حسد عام لوگوں میں ہے۔ شیطان ایسا بے ایمان ہے۔ کہ جن سے سب سے زیادہ خوشگوار تعلق ہونا چاہئیے تھا ان سے سب سے زیادہ ناخوشگواری کراتا ہے۔ میں نے لوگوں کو قریب سے دیکھا ہے اور دور سے بھی دیکھا ہے۔ یہ روحانی بیماریاں عام ہیں۔ لاہور میں اگر ہزار میں ایک بھی صفات حمیدہ سے متصف ہوتا تو اس شہر لاہور میں چودہ لاکھ کی آبادی میں چودہ سو تو ہوتے۔

تقدیر الٰہی

کہ اکثریت میں حسد ہے۔ کبر ہے ریاء ہے۔ یہ نہیں سمجھے کہ یہ روحانی بیماریاں (اگر دنیا میں شفایاب نہ ہوئے تو) قبر میں چمکیں گی۔ اور ستائیں گی۔ پھر ملانوں سے قرآن بخشوانے سے نہیں بخشی جائیں گی۔ پنجابی میں ایک مثال ہے گناہ کرے نانی اور خبطی دوہتروں کو۔ یعنی گناہ تم کرو اور توبہ تمہاری طرف سے مولوی کریں۔ قرآن بخشوانے سے توبہ قبول نہیں ہوتی۔ گناہ تم کرو اور بخشوائیں تمہارے پسماندگان۔ چوری تم کرو اور ہاتھ ان کا کٹے کیا یہ بھی ہو سکتا ہے۔؟ نہیں۔ جو کرے گا وہی بھرے گا۔ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ۔ ہر انسان جو کرتا ہے اس کیلئے رہن رکھا جاتا ہے۔

ہر وہ شخص

جو جرم کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے اگر دنیا میں ان امراض روحانی سے شفا یاب ہو کر نہ مرے تو آخرت خطرناک ہے۔

حاسد خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے پتہ ہے چوٹ کہاں پڑتی ہے۔ اس کا لڑکا امتحان میں فیل ہو گیا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ میرا لڑکا نالائق تھا دوسروں کا لڑکا پاس ہو گیا تو حسد کی آگ میں جلتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کا لڑکا تو نالائق تھا لیکن ممتحن کو کچھ دے دلا کر پاس ہو گیا ہے حاسد اللہ تعالیٰ پر معترض ہے کہ اے اللہ تو نے یہ نعمت اس کو دی ہے اور مجھے نہیں دی۔ جنت کیا ایسے نامرادوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں؟

ریاء

اللہ والے ریاء سے بچنے کی تدبیر بتاتے ہیں کہ نیکی کا کام خدا کے واسطے ہونا چاہیئے

مدارس عربیہ میں روحانی امراض پڑھائے تو جاتے ہیں اور ان پر عبور بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن حال بنانا کامل کا فن ہے صوفیائے کرام عملی رنگ چڑھاتے ہیں سبق پڑھانا علماءِ کرام کا کام ہے مصلحین الگ ہیں جو امراض بتلاتے ہیں علاج کرتے ہیں اور اللہ اللہ کرنا سکھاتے ہیں۔

ریاء شرک ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَآءُ۔ ترجمہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ چھوٹا شرک ہے صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے تو فرمایا ریاء (دکھلاوا) تو کیا پھر مشرک جنت جائیگا۔؟ ذمہ داری سے کہتا ہوں عربی دان علماء سارا کورس پڑھا دیتے ہیں۔ اس کا علاج کیا ہے صوفیاء کرام بتلاتے ہیں۔ اصلاح نفس کا نام ہے تزکیہ۔

تقریر کے دوران میں ایک آدمی آیا۔ طبیعت میں شیطان خیال لائے گا۔ آج تو تقریر بڑی موزوں تھی۔ یہ ریاء ہے۔ تقریر کرتے ہوئے اخلاص کی ڈھال پر ریاء کو روکنا پڑتا ہے کہ اے اللہ میں تیری رضاء کیلئے یہ کام کر رہا ہوں نہ کہ لوگوں سے تقریر کی موزونیت پر واہ واہ سننے کے لئے۔ شیطان دل میں ریاء کی بات لاتا ہے۔ اگر تربیت یافتہ نہ ہو گا تو عالم بھی گمراہ ہو جائے گا۔ علماء کو بھی ان امراض کا احساس نہیں ہوتا۔

کبر کے معنے

اپنے آپ کو عزیز اور دوسروں کو

ذلیل سمجھنا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دوسروں کے حسن پر اور اپنے قبح پر نظر کرے ہوتا یہ ہے کہ دوسروں کا عیب نظر آتا ہے اور اپنا حسن نظر آتا ہے اصلاح نفس ہو جائے تو پھر اپنی کمزوری اور دوسروں کا حسن نظر آتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ امراض روحانی سے شفا پانے کی کوشش کیجئے۔ یہ امراض علماء میں بھی ہیں اور طلباء میں بھی ہوتے ہیں۔ ہادی سے محبت ہو تو اس کی صحبت میں احساس بھی ہوتا ہے اور علاج بھی ہوتا ہے ہادی جو کہے آمنّا کہنا پڑتا ہے۔ بیعت کا یہ فائدہ ہے کہ جب بیعت ہو جاتی ہے تو حکم ماننا فرض ہوتا ہے۔ مردوں عورتوں کو عہد کرنا پڑتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا جو حکم آپ کہیں گے میں مانونگا یا مانوں گی۔ پھر ماننا پڑتا ہے۔ ادب سے ماننا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ

مجھے اور آپ کو ان سب بیماریوں سے بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین یا الٰہ العالمین روحانی امراض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے انسان جو گناہ کرے گا اس کا عذاب ہوگا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

پنجابی مسلمانوں نے یہ غلط سمجھ رکھا ہے کہ اسقاط کروائی اور مردہ جنت میں پہنچ گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ساری عمر گناہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد قرآن بخشوانے سے نجات ہو جائے قرآن مجید میں

خدا تعالیٰ کا اعلان

سنئے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورہ زلزال پ۳۰ ع ۱) ترجمہ:۔ پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا مجھے یہ یقین نہیں ہے کہ سابقہ سبق آپ کو یک گیا ہے۔ ۴۴

وہ شخص مومن نہیں جس کی تکلیف سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ: خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم! اس میں ایمان نہیں، خدا کی قسم! وہ صاحب ایمان نہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کون شخص؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں۔ (یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے) صحیح بخاری و صحیح مسلم

۴۴

مدت ہا باید کہ تا خون شیر شود

(بڑی مدت کے بعد لہو دودھ بنتا ہے) بار بار تنبیہ کرنا پڑے گی۔ بار بار بیدار کرنا پڑے گا غافلوں کو۔ سوچا کیجئے حسد کا علاج کیا ہے۔ کبر کا علاج کیا ہے۔ ریاء کا علاج کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شفا یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات ۸ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

رُوحانی بیماریوں کی اصلاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

عرض یہ ہے کہ شریعت میں علم کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ کے عذاب سے محض علم نہیں بچا سکتا۔ جب تک عمل نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص کو ساری نماز آتی ہے۔ مگر پڑھتا نہیں تو وہ کیسے نجات پا سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔

بعض امراض روحانی

ایسے ہیں کہ عمل کرنے پر بھی اجر نہیں ملتا۔ بلکہ اس عامل کے عمل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ صوفیائے کرام کی صحبت میں رہنے اور ان کے فیض کی برکت سے اللہ تعالےٰ ان امراض سے شفا عطا فرما دیتا ہے۔ میں نے درس نظامی سارا پڑھا ہے اور اس وادی کے نشیب و فراز سے واقف ہوں۔ اس وادی میں کئی راہیں گزری ہیں۔ جب ہم نے استادوں سے یہ حدیث پڑھی اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ ترجمہ۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ کہ جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ تو یہ قال ہوا۔ قال کو حال بنانے کے لئے مدت مدید چاہیئے۔ اور یہ صرف علماء کی صحبت میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس کا عملی رنگ چڑھانے کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے

دوسری حدیث شریف

ریا کے بارے میں اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ حضور سب سے بڑا خطرہ شرک اصغر فرما رہے ہیں کہ وہ ریا ہے تو کیا اس حدیث پاک کے پڑھنے سے ریا نکل جاتا ہے؟ کیا دل اس بیماری سے پاک ہو جاتا ہے؟ اور کیا اسی طرح کبر اور عجب وغیرہ امراض سے آدمی پاک ہو جاتا ہے؟ نہیں صرف کتابیں پڑھنے سے صفائی نہیں ہوتی۔ ان امراض سے شفا پانے کے لئے کوشش کرنیوالا ہادی ہوتا ہے۔ یہ تاریکیاں رہتی ہیں۔ جبتک کسی باخدا کی صحبت میں نہ جائیے اور یہ سبق پک نہ جائیے۔ عالم ہو کر بھی یہ بیماریاں رہتی ہیں۔ عجب بھی ہے۔ کبر بھی ہے۔ ریا بھی ہے۔ حسد بھی ہے۔

تعلیم اور تزکیہ

تعلیم الگ ہے اور تزکیہ الگ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ۔ آپ ان کا تزکیہ فرماتے ہیں اور آپ انہیں کتاب (قرآن مجید) پڑھاتے ہیں۔ تزکیہ کے معنی ہیں پاک ہونا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ان روحانی بیماریوں (گناہوں) سے پاک فرماتے ہیں۔ تعلیم (دین) تو مدارس عربیہ میں علماء کرام کے پاس ہوتی ہے۔ وہ عبور من القرآن تو کراتے ہیں۔ مگر تزکیہ نہیں کرا سکتے۔ ان روحانی بیماریوں کا علم تو حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ان سے شفایاب نہیں ہوتے۔ ویسے اللہ تعالےٰ اگر کسی کو مادرزاد ولی پیدا کر دے تو اور بات ہے

ایک مرتبہ واہ چھاؤنی میں میرے پاس تین عالم بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کے پاس ایک جاہل آ کر بیٹھتا ہے۔ اس کو حقیر سمجھتے ہو کہ نہیں۔ اُسے جاہل سمجھتے ہو کہ نہیں۔ کیا یہ کبر نہیں ہے کہ ہم نے تو بڑی بڑی کتابیں پڑھی ہیں اور یہ جاہل ہے یہ کبر ہے۔ آپ کو یہ

سبق پڑھاتا ہوں

کہ سوچیں ممکن ہے کہ آپ نے اتنی کتابیں پڑھیں اور اللہ تعالےٰ کو وہ علم منظور نہ ہو اور اس جاہل کی عاجزی اور حسرت بھری دعائیں اور نمازیں اللہ تعالےٰ کو قبول ہوں تو وہ مقبول اور تم مردود ہو۔ باطن کی صفائی کرانے کا نام ہے تزکیہ اور یہ محض کتابیں پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ جب تک کسی اللہ کے بندے کی صحبت میں نہ بیٹھے۔ امراض باطنی نہیں جاتے کبر نہیں جاتا۔ عجب نہیں جاتا۔ صوفیائے کرام کی خدمت میں رنگ چڑھتا ہے۔ کہتے ہیں۔ طالب حق وہ ہے جو پرائے در پر مانگنے نہ جائے۔ بلکہ اپنے گھر سے بھی مانگنے نہ پائے۔ جو شخص دوسروں سے روٹی مانگتا ہے وہ باخدا نہیں ہے۔ وہ تو یہ سکھاتے ہیں۔ میں کہہ رہا تھا کہ کتابیں پڑھنے سے تزکیہ نفس نہیں ہوتا۔ حسد۔ ریا کبر۔ عجب سے صفائی نہیں ہوتی

میرے مربّی

دو ہیں۔ اصل میں ایک ہی شیخ کے خلیفے ہیں۔ یعنی میرے دادا پیر ایک ہیں مجھے چالیس سال اپنے مربیوں سے فیض حاصل کرنے کی سعادت ملی ہے۔ حضرت دین پوری رح کی خدمت میں جاتا تھا۔ تو کچھ ملتا تھا۔ اور حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو کچھ ملتا تھا۔ میں نے جو کچھ پایا اللہ والوں سے پایا۔ ایک حرف بھی ان سے نہیں پڑھا۔ لیکن جو ہنر (اصلاح باطن) سیکھا وہ کسی عالم دین سے نہیں پڑھا۔ علماء قال کا حال نہیں بنا سکتے۔ کامل حال بناتا ہے۔

مجھے یقین نہیں ہے کہ آپ کی دو تین ہفتوں سے اصلاح ہو گئی ہے۔

مدت ہا باید کہ تا خون شیر شود

نفس کُشی

کیا اسی کا نام ہے کہ بیوی سے روز لڑائی۔ بھائی بہنوں سے روز جھگڑا۔ یاد رکھئے کہ امراض روحانی مہلکہ ہیں۔ جب تک ان امراض کے گناہوں کے سبب سے سزا نہ بھگت لیں گے نجات محال ہے۔ اِلّا یہ کہ اللہ تعالےٰ مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور گناہ معاف کر کے دنیا سے لے جائے۔ ہر چیز کو مرضی الٰہی تصور کریں۔ کوئی ضرر پہنچانا خدا کی مرضی ہے تو دال میں نمک زیادہ پڑ گیا۔ بیوی کو کیوں کوستے ہو۔ مجھے ہرگز یقین نہیں ہے کہ دو تین ہفتے تقریر سننے سے آپ کی اصلاح ہو گئی ہو گی۔ کئی ساس کو کوستے ہیں۔ بیوی کو کہتے ہیں سور کی بچی حرامزادی۔ انہیں کوئی سوٗر کا بیٹا کہے۔ تو برداشت کروگے۔ کیا حرامزادی سور کی بچی۔ یہ بدزبانی الشیطان کا کلام ہے؟ فرشتے لکھ نہیں رہے؟ پھر وہاں جواب دینا۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے۔ قیامت کے دن

اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آرد پشیمانی

یہ تزکیہ نفس نہ ہونے کی علامتیں ہیں حضرت عمرؓ کی عدالت ہوتی تو تمہاری بیوی جا کر شکایت کرتی کہ مجھے اس نے حرامزادی کہا ہے تو کان سے پکڑے ہوئے عدالت میں لائے جاتے۔ حضرت عمرؓ پوچھتے کہ یہ لڑکی جس شخص کے حرام حمل سے پیدا ہوئی ہے اس کا نام بتلایئے ورنہ اس بہتان تراشی کی سزا پایئے۔ اور پھر درّے لگتے۔ تب حرامزادی کہنے والے کے ہوش ٹھکانے آ جاتے۔ کسی نے کہا ہے کہ غریب سے میرا غصہ ختم نہیں ہوتا اور امیر پر آتا ہی نہیں۔

نامۂ اعمال جو لائے ہو تو پھر اپنے نفس کو ملامت کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں انصاف ہوگا۔

مجھے تجربہ ہے

عربی مدارس میں حدیث شریف الخ ترجمہ پڑھ لینے سے وہ بیماری نہیں نکلتی شیطان سب سے بڑا عالم ہے۔ بڑے بڑے عالموں کے گھٹنے ٹکوا دیتا ہے علمیت پر مدار نجات نہیں ہے۔ بلکہ نجات کا مدار عمل پر ہے۔

خیال کیا کیجئے مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ میں حقیر ہوں۔ متکبر عالم سے وہ جاہل بہتر ہے۔ جو نماز روزہ ادا کرتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ حسد۔ کبر۔ عجب۔ ریا۔ یہ چار بیماریاں میں نے بیان کی ہیں۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ یہ سبق آپ کو پک گیا ہے۔ اب تو کشتی منجدھار میں ہے۔ جب خدا تعالےٰ کے ہاں جائیں گے اور اللہ تعالےٰ پاس کریں گے۔ پھر سمجھیں گے کہ اصلاح ہو چکی ہے۔ جب تک اپنی ہستی کو فنا نہ کر لیا جائے۔ اصلاح نہیں ہوتی۔

انگریز کے وقت

میں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں تھا۔ کالجوں میں ہندو سکھ مسلمان سب پڑھتے تھے۔ اس لئے انگریز نے گول مول نصاب تعلیم مرتب کر رکھا تھا۔ اس کو تو حکومت کی مشینری چلانے کے لئے کل پرزوں کی ضرورت تھی۔ وہ تمہیں دین کیوں سکھاتا۔ کچھ دن ہوئے میرے پاس ایک لڑکا آیا۔ میں نے کہا بیٹا کیا پڑھتے ہو تو کہنے لگا۔ بی اے پڑھ چکا ہوں۔ میں نے پوچھا بی اے تک تمہارے کورس میں کہیں کلمہ طیبہ بھی تھا۔ اس نے کہا نہیں۔

یاد رکھو

وہ انگریزی دان (جو دینی تعلیم سے سراسر محروم رہے) قیامت کے دن ماں باپ پر لعنتیں بھیجیں گے کہ انہوں نے بی۔ اے۔ ایم اے تو کرایا۔ لیکن دین نہ سکھایا۔ اور کسی باخدا کی صحبت میں لا کر نہ بٹھایا۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ یعنی ہم نے ابا اور اماں کا کہا مانا۔ انہوں نے ہمیں گمراہ رکھا۔

انہیں ڈبل سزا دینا۔ کبرا سے مراد ابا اور اماں بھی ہیں۔ لڑکے لڑکیاں بی اے ہیں۔ پڑھ لکھ کر ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس بن جاتی ہیں۔ لیکن ایمان نہیں ہوتا۔ انجمن خدام الدین کا

مدرسۃ البنات

میں نے اس لئے بنایا ہے کہ مسلمان بچیاں انگریز کے پھندے سے بچ جائیں۔ الحمد للہ مدرسۃ البنات میں تیرہ استانیاں ہیں۔ دو وقت مدرسہ لگتا ہے تاکہ کلمۂ حق پہنچ جائے۔ قبل از دوپہر وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ جو دوسرے سکول میں نہیں جاتیں اور بعد دوپہر وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ جو دوسرے سکول میں پڑھتی ہیں۔ جب قرآن مجید ختم کرتی ہیں تو میں کہتا ہوں۔ بیٹی شکر کرو تم نے ماں باپ کو بھی دوزخ سے بچا لیا۔

اللہ تعالےٰ آپ کو امراض روحانی سے شفایاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدید رہنے سے ان امراض سے شفا ہوتی ہے۔ چار ہفتوں سے سمجھا رہا ہوں کہ حسد یہ ہوتا ہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی۔ مجھے کیوں نہیں ملی۔ یہ خدا تعالےٰ پر اعتراض ہے کہ مجھے کیوں نہیں دی۔ یہ سمجھیں کہ یہ نعمت اس کو اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ حسد کرنے میں خدا تعالیٰ سے دشمنی ہے۔ خدا تعالےٰ کا کیا بگاڑو گے خود جہنم میں جاؤ گے۔

کبر کا علاج

ہمیشہ اپنی کمزوریوں کوتاہیوں اور برائیوں پر نظر رکھو اور دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھو۔ اگر اپنی خوبیوں پر نظر کرو گے اور دوسروں کی برائیوں کو دیکھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

قال کا حال بنانے کے لئے میں چالیس سال اپنے بزرگوں کی خدمت میں آتا جاتا رہا ہوں۔ اُن کی صحبت کی برکت سے یہ نعمت حاصل ہوئی ہے۔

دُعا کرتا ہوں

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفایاب فرمائے۔ نہ حسد رہے نہ ریا رہے۔ نہ کبر رہے نہ عجب آمین یا اله العالمین

سبحانک اللھم و بحمدک نشھد ان لا الہ الا انت نستغفرک و نعوذ بک من النار ○

مجلسِ ذکر منعقدہ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بقیہ روحانی امراض

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

آپ کو اس مجلس میں شریک ہونے کے باعث مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مجلس میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ لاہور کے گردو نواح میں اتنا بڑا حلقہ ذکر کہیں نہیں ہوتا جتنا حلقہ ذکر وسیع ہوگا۔ اتنا ہی خدا کی رحمت نازل ہو گی۔ ذکر الٰہی کرنے والی مجالس کی تلاش میں اکثر ملائکہ عظام گلی کوچوں بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ وہ حدیث شریف بارہا سنا چکا ہوں۔ چونکہ ہر مجلس میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بار بار دہرانی پڑتی ہے۔ تاکہ اس خوشخبری سے آپ کو بھی حصّہ مل جائے مفہوم یہ ہے۔ کہ ذکر الٰہی کرنیوالی جماعت کے گرد فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمانِ دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف کے آخر میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے مکالمہ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ آپ کو مبارکباد ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاص سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

بعض احباب لاہور سے ۴۰۔۴۵ میل دُور دراز کا سفر طے کر کے ہر جمعرات کو تشریف لاتے ہیں۔ اور وہ دوزخ سے بچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص سے مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کو معلوم ہے کہ چار جمعوں سے امراض روحانی سے شفایاب ہونے کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اور وہ امراض روحانی ایسے ہیں کہ پتہ نہیں لگتا۔ نظر نہیں آتے۔ علماء کرام کی صحبت میں علمی طور پر تو معلوم ہو جاتے ہیں۔ مگر قال حال نہیں بنتا۔ میں نے بھی طالب علمی کے زمانہ میں درس نظامی کی تمام کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ منطق۔ فقہ اور حدیث کی تمام کتابیں اپنے اساتذہ سے پڑھی ہیں۔ وہاں ان روحانی امراض سے عبور تو ہوتا ہے۔ لیکن پتہ نہیں چلتا۔

مثال کے طور پر حدیث شریف میں آتا ہے:۔

اِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ترجمہ۔ بیشک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ کیا کتابوں کے پڑھنے سے حسد نکل جاتا ہے؟ ریا سے پاک ہو جاتا ہے! یا کبر نکل جاتا ہے؟ نہیں۔ علم عالم کی صحبت میں پڑھا جاتا ہے۔ مگر اصلاح نہیں ہوتی۔ کسی ہادی کے پاس بیٹھنے سے وہ متنبہ کرتا ہے۔ مجھے اب تک یقین نہیں ہے کہ آپ امراض روحانی سے شفایاب ہو گئے ہیں۔ تعلیم الگ چیز ہے اور تزکیہ الگ چیز ہے۔ تعلیم کا فرض علماء کرام بجا لاتے ہیں۔ اور باطن پاک ہو جائے۔ اور کوئی روحانی مرض رہنے نہ پائے۔ یہ تو اہل اللہ کرتے ہیں۔

بار بار جو تاکید کرتا ہوں۔ مقصد یہ ہے۔ کہ قال آپ کا حال ہو جائے۔

حاسد اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ اُس نے یہ نعمت مجھے کیوں نہیں دی دوسرے کو کیوں دی۔

علمائے کرام جانتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑا خطرہ چھوٹا شرک یعنی ریا فرمایا ہے اور ریا علماء میں بھی پایا جاتا ہے۔ کتابیں پڑھنے سے ریاء نکلتا نہیں وہ ہادی سکھاتا ہے۔ جب میں عورتوں مردوں کو بیعت کرتا ہوں تو کہتا ہوں اللہ کا ذکر بعد میں کرنا۔ پہلے چار چیزیں دل و دماغ سے نکال لینا۔ یعنی نہ زمین رہے نہ آسمان۔ نہ انسان رہے نہ شیطان۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے۔ سب چیزیں فنا ہو جائیں۔ پھر کہو اللہ ہو۔ یہ پہلا سبق ہوتا ہے۔ یہاں تو روزِ اوّل توحید کا سبق دیا جاتا ہے۔ تعلیم تو علماء کرام سے حاصل کرنی پڑتی ہے اور تزکیہ اولیاء کرام سے کرانا پڑتا ہے۔ دعا کرتا ہوں۔ کہ جن علماء کرام کی برکت سے ہم نے علم سیکھا اللہ تعالیٰ اُن کی قبروں کو بہشت کا باغ بنائے۔ اور ان صوفیائے عظام کی قبروں کو بھی بہشت کا باغ بنائے کہ ان کی صحبت کی برکت سے تزکیہ کی نعمت ملی۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سردی کے موسم میں عشاء کی نماز پڑھ کر دورہ حدیث شریف پڑھنے بیٹھتے تھے تو صبح صادق ہو جاتی تھی۔

یاد رکھو امراض روحانی سے شفایاب ہو کر نہ گئے تو قبر یقیناً دوزخ کا گڑھا بنے گی۔ اگر حسد سے پاک نہ ہوئے تو جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اسی طرح حسد نیکیوں کو برباد کر جائیگا۔ آدمی تربیت یافتہ نہ ہو۔ تو قدم قدم پر ریاء آتا ہے۔ پہلے زمانے میں سپاہی کے دو ہتھیار ہوتے تھے۔ ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔۔۔ مقرر جب تقریر کرتا ہے تو یہ تلوار ہے کہ کفر کی گردن پر چلاتا ہے اور شیطان دل میں ریاء ڈالتا ہے۔ یہ اللہ والے سکھاتے ہیں کہ شیطان کا وار کس طرح اخلاص کی ڈھال پر روکا جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا سے شفایاب ہو کر لیجائے۔ اگر شفایاب ہو کر جائینگے تو نجات ہو جائیگی۔ پتہ تو تب چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکیاں قبول ہوئی ہیں یا نہیں۔ اگر نیکیاں قبول نہ ہوئیں اور حسد کبر ریاء وغیرہ بیماریوں سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ گئے تو پھر قبر میں عذاب بھگت کر خدا تعالیٰ کی رحمت سے ان امراض سے پاک ہونگے اور جنّت میں داخلہ ملیگا۔ کبر ایک پلیدی ہے۔ ریاء ایک پلیدی ہے اور حسد بھی پلیدی ہے کیا اللہ تعالیٰ نے ریاکاروں۔ متکبّرین اور حسّاد کیلئے بہشت بنایا ہے؟ یا مشرکین کیلئے بہشت بنایا ہے؟۔ نیک اُسے کہتے ہیں کہ جس میں یہ بیماریاں نہوں۔ بیعت ہو نیوالوں سے یہ عہد لیا کرتا ہوں کہ (۱) نماز پانچ وقت ادا کرو۔ (۲) ذکر الٰہی (حسب ترکیب) کیا کرو۔ تیسری چیز یہ بتایا کرتا ہوں۔ کہ کسی انسان کو دُکھ نہ پہنچانا۔ اگر پہلے پہنچایا ہے۔ تو اب توبہ کرلو۔ آئندہ نہ کرنا مسلمان کامل وہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور مخلوق خدا بھی راضی ہو۔ باقی سب کھوٹے ہیں۔ براہِ راست خدا تعالیٰ کو راضی رکھنے کیلئے اسکی عبادت کرو۔ اور اس کی مخلوق کو دُکھ نہ پہنچاؤ۔ اگر اللہ کے بندوں کو ستاؤ گے تو بھی خدا تعالیٰ ناراض ہو گا اور جہنم میں ڈال دیگا۔

چار سابقہ بیماریاں دُہرائی ہیں۔ اگر ان بیماریوں سے شفایاب نہ ہوئے تو ایک ایک بیماری کیلئے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ آج دو نئی بیماریاں ذکر کرتا ہوں:۔ (۱) اسراف اور دوسری بخل۔

اسراف کے معنی حد سے زیادہ خرچ کرنا

اور بخل کے معنی ہیں کہ بجا خرچ کرنے سے بھی گریز کرنا۔

اسراف کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مال دے اور یہ اسکو بے جا اڑائے۔ دنیادار لوگ بیاہ شادی کے موقعوں پر دنیاداروں کو ریاکاری کے طور پر زردہ پلاؤ قورمہ کی پلیٹیں بھر بھر کر کھلاتے ہیں۔ بعض علماء کی بیٹیوں کی شادیاں بھی میں نے دیکھی ہیں۔ بڑی دھوم دھام۔ ہیں تو مہاجر مگر قطار در قطار لوگ آ رہے ہیں اور کھا رہے ہیں۔ لاہوریوں کی عادت ہے کہ برات میں چار چار سو آدمیوں کو ساتھ لاتے ہیں۔ چار سو آدمیوں کے لئے کرسیاں میزیں کا انتظام۔ زردہ پلاؤ قورمہ کی دیگوں کا بندوبست۔ بیچارے لڑکی والوں کا تو ستیاناس ہو گیا۔ اس کو کہتے ہیں اسراف۔ جبتک اللہ والوں کی صحبت میں نہ جائیں تنبیہہ نہیں ہوتی۔ حسب توفیق رضاءِ الٰہی کے لئے دعوت ولیمہ کرنا سنت ہے۔ مگر اسمیں ناموری کے لئے اسراف نہ ہونے پائے۔ اکثر آدمی ان امراض میں مبتلا ہیں۔ عورتیں کہتی ہیں کہ برات کے ساتھ باجا نہ ہو تو لوگ کہیں گے، جنازہ جا رہا ہے کہ برات جارہی ہے۔ بعض دنیادار تو دو دو قسم کے بینڈ باجے بجواتے ہیں بعض عورتیں کہتی ہیں۔ ہائے ہائے ان میں گھوڑی کی رسم بھی نہیں ہے۔ دولہا پیدل آیا ہے۔ اور دولہا کے سر پر سہرا نہ ہو۔ تو بدشگونی خیال کرتی ہیں۔ ان سب فضولیات میں روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے اور گناہ کا سبب ہے ؎

خلاف پیمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

بخل بھی ایک روحانی بیماری ہے۔ یعنی بجا خرچ کرنے کی جگہ خرچ نہ کرنا۔ ضرورت کی جگہ پر دس ہزار خرچ کرنا بھی ثواب ہے اگر بہو بیمار ہے۔ بیوی یا بیٹی بیمار ہے تو ان کے علاج معالجہ پر جتنا بھی خرچ کیا جائے وہ بجا ہے۔ اور یہ نیکی ہے۔

آج دو۲ نئی بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسراف یہ بھی گناہ ہے۔ اور بخل بھی گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بخل اور اسراف سے بھی بچائے۔ اور سب روحانی امراض سے شفایاب کر کے دنیا سے لے جائے۔ دنیا میں ایک بار بھیجتا ہے۔ بار بار نہیں بھیجتا۔ اگر خدا نخواستہ دنیا میں شفا نہ پائی تو پھر مرنے کے بعد سزا بھگت کر شفا پائیں گے۔

اللہ تعالےٰ مجھے بھی معاف فرمائے (ص)

(ص) اور آپ سب کو بھی معاف فرمائے۔ آمین۔
سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک ونشھد ان لا الٰہ الّا انت نستغفرک ونعوذ بک من النار۔

اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ

عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وضو فرمایا تو صحابہؓ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے لے کر اپنے پر ملنے لگے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا کہ: تمھارے اس عمل کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ و رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اس کو اللہ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ اور رسول کو محبت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے: ا۔ بات کرے تو سچ بولے۔ ۲۔ کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانتداری کے ساتھ اس کو ادا کرے اور ۳۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔ شعب الایمان

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تزکیۂ نفس کا سبق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

عرض یہ ہے کہ سب احباب کو خوشخبری سُناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کی آمد کو قبول فرمائے اور سب کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ لاہور کے گرد و نواح میں اتنا بڑا حلقہ ذکر کہیں نہیں ہوتا۔ اس لئے احباب چالیس چالیس میل سے آتے ہیں۔ جتنا حلقہ ذکر وسیع ہو گا۔ اتنا ہی خدا کی رحمت نازل ہو گی۔ یہ حدیث کئی مہینے پہلے سُنائی تھی آج پھر دہراتا ہوں:۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لله ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم قال فيحفونهم باجنحتهم الى سماء الدنيا قال فيسألهم ربهم وهو اعلم بهم ما يقول عبادي قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك قال فيقول هل راوني قال فيقولون لا والله ما راوك قال فيقول كيف لو راوني قال فيقولون لو راوك كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجيدا واكثر لك تسبيحا قال فيقول فما يسئلون قالوا يسئلونك الجنة قال يقول وهل راوها فيقولون لا والله يا رب ما راوها قال يقول فكيف لو راوها قال يقولون لو انهم راوها كانوا اشد عليها حرصا واشد لها طلبا واعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون قال يقولون من النار قال يقول فهل راوها قال يقولون لا والله يا رب ما راوها قال يقول فكيف لو راوها قال يقولون لو راوها كانوا اشد منها فرارا واشد لها مخافة قال فيقول فاشهدكم اني قد غفرت لهم قال يقول ملك من الملئكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جليسهم رواه البخاري

وفي رواية مسلم قال ان لله ملائكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذكر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم حتى يملئوا ما بينهم وبين السماء الدنيا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الى السماء قال فيسئلهم الله وهو اعلم من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عبادك في الارض يسبحونك ويكبرونك ويهللونك ويحمدونك ويسئلونك قال وما ذا يسألوني قالوا يسئلونك جنتك قال وهل راوا جنتي قالوا لا اي رب قال وكيف لو راوا جنتي ... قالوا ويستجيرونك قال ومما يستجيرونني قالوا من نارك قال وهل راوا ناري قالوا لا قال فكيف لو راوا ناري قالوا يستغفرونك قال فيقول قد غفرت لهم فاعطيتهم ما سالوا واجرتهم مما استجاروا قال يقولون رب فيهم فلان عبد خطاء وانما مر فجلس معهم قال فيقول وله غفرت هم القوم لا يشقى بهم جليسهم۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی کو سُننے اور ذکر اللہ کرنیوالوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس وہ فرشتے (آجاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے۔ تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے۔ پھر خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنّت مانگتے ہیں۔ خداؔ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنّت کو نہیں دیکھا ہے۔ خداؔ کہتا ہے۔ کہ اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے تو جنّت کی خواہش اُن میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب اُن میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر خداؔ پوچھتا ہے۔ اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ دوزخ کی آگ سے۔ خدا پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار! انہوں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اُنکا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اُس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا (یہ سُن کر) اُن فرشتوں میں سے

ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں تو ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ (یعنی ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں محروم رکھا جاتا ان کے پاس بیٹھنے والا۔ بخاری ـــ اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت زیادہ پھرنے اور گشت لگانیوالی ہے یہ جماعت ذکرِ الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈھتی رہتی ہے۔ پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں، جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے تو یہ فرشتے بھی اُس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو آسمان اور اُس مجلس کے درمیان ہے فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب ذکرِ الٰہی کرنیوالوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے۔ تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں تو ان سے خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ حالانکہ خدا اُن سے زیادہ ذکرِ الٰہی کرنیوالوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں۔ ہم تیرے اُن بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو زمین میں ہیں اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں۔ تیرا کلمہ پڑھتے ہیں اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ وہ تجھ سے تیری جنّت مانگتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار نہیں۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے اگر وہ میری جنّت کو دیکھ لیتے۔ تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اور وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ وہ کس چیز سے میرے ذریعہ پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری دوزخ کی آگ سے۔ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کہ کیا انہوں نے میری دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ میری دوزخ کی آگ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اور وہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں، تو خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ میں نے اُن کو بخش دیا۔ اور وہ چیز بھی دی۔ جو انہوں نے مانگی یعنی جنّت اور اس چیز سے پناہ بھی دی۔ جس سے انہوں نے پناہ مانگی۔ یعنی دوزخ سے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار ان میں فلاں بندہ بھی تھا۔ جو بڑا گنہگار ہے۔ وہ کہیں جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں اُن لوگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کو بھی میں نے بخش دیا۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس مجلس میں شریک ہونیوالوں کی مغفرت فرمائے اور جو اس نیّت سے آ کر بیٹھ جائے کہ مجھے فلاں آدمی سے کام ہے فارغ ہونے کے بعد بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جمعرات کی مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر جمعرات کو (بخشش کے وعدہ کی) تجدید ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے اور ہمیشہ مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چار پانچ جمعرات سے تزکیہ نفس کے متعلق روحانی امراض مہلکہ کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جب تک کسی کامل کی صحبت نصیب نہ ہو، ان امراض کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ جیسے ریا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہؓ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا ریا (دکھلاوا)

ریا کیا ہے؟

پُرانے زمانے میں سپاہی کے دو ہتھیار تھے ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔ سپاہی تلوار سے دشمن پر وار کرتا تھا اور ڈھال پر دشمن کا وار روکتا تھا۔ اسی طرح مقرر یا خطیب (پیغام حق کی) تلوار لے کر (دشمن) شیطان کا سر کاٹتا ہے۔ اور اخلاص کی ڈھال پر شیطان کا وار روکتا ہے۔ اگر اصلاح یافتہ نہ ہو گا۔ تو تقریر کے دوران میں ایک آدمی آیا اور شیطان دل میں خیال لاتا ہے کہ وہ سمجھے گا کہ تقریر بڑی موزوں تھی دوسرا آیا کہے گا، تقریر بڑی اچھی تھی تیسرا آیا کہے گا، آج تو مولانا نے حد کر دی۔ ایک اور آیا۔ کہے گا۔ سبحان اللہ تقریر ایسی کی کہ دشمن کے چھکّے چھڑا دیئے یہ سب ریا ہے۔ یہ صرف خیال نہیں بلکہ شیطان کے حملے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ریاء سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اللہ والوں کی صحبت میں چالیس سال رہا ہوں۔ پھر بھی مجھ پر شیطان حملے کرتا ہے۔ اللہ کے فضل سے شیطان کے حملوں کو روکتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اخلاص کی ڈھال پر روکنا پڑتا ہے۔

دوسری بیماری کبر

بھی موجود ہے۔ کبر کے معنی ہیں

بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ

یعنی سچی بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا۔ جیسے لاہوری گمراہ کہتے ہیں کہ مُلاں یہ کہتے ہیں۔ یعنی بطور تذلیل "مُلاّں" کہتے ہیں۔ علماء کرام حق بات سمجھائیں۔ تو یہ مُلاّ ازم کہہ کر انکار کر دیتے ہیں۔ قیامت میں جب جُوتے پڑیں گے۔ تب معلوم ہو گا۔ کہ یہ کبر ہے۔

تیسری بیماری حسد

ہے۔ کسی کو خدا تعالیٰ نے کوئی نعمت دی اور یہ حسد کی آگ سے جلتا ہے۔ اپنا لڑکا اپنی نالائقی کی وجہ سے فیل ہُوا۔ اور دوسروں کا پاس ہو گیا۔ تو خواہ مخواہ کی بدگمانی کہ ہم نے تو پیسہ نہیں چڑھایا۔ انہوں نے پیسہ چڑھا کر اپنے نالائق بیٹے کو پاس کرا دیا ہے۔

حاسد خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے کہ خدا نے اس کو یہ نعمت کیوں عطا فرمائی ہے اور مجھے کیوں نہیں عطا... فرمائی ـــ!

بخل اور اسراف بھی روحانی بیماریاں ہیں۔ پیسہ آ جائے۔ تو فضول اُڑاتا ہے۔ بیاہ شادیوں میں بینڈ باجوں پر خرچ کرتا ہے۔ جنازہ اور برات کا فرق باجے سے کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کسی راستے سے گزر رہے تھے۔ کہ باجوں کی آواز کانوں میں پڑی۔ آپ راستے سے ہٹ گئے اور کانوں میں انگلیاں دے دیں ـــ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو باجے سے اتنی نفرت کریں اور یہ بدبخت دو دو بینڈ منگوائیں۔ یہ ریاء ہے عجب بھی ہے اور اسراف بھی ہے۔ تربیت یافتہ

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ (اللہ کے خاص قاصد جبرائیل کے پڑوسی کے حق کے بارے میں مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اس کو وارث قرار دے دیں گے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

نہ ہو۔ تو پتہ بھی نہیں چلتا۔ ایک عالم تمام کتابیں پڑھ کر بھی ان بیماریوں سے متنبہ نہیں ہوتا۔ روحانی امراض مہلکہ کتابیں پڑھنے سے نہیں نکلتیں۔ جب تک کسی ہادی کے پاس نہ جائیے۔ پتہ نہیں چلتا کہ ریاء آگیا ہے یا کبر آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا کی زندگی میں ان بیماریوں سے شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ قیامت میں کوئی ریاء میں مارا جائیگا۔ کوئی عجب میں مارا جائے گا۔

یہ پانچویں جمعرات ہے مگر مجھے یقین نہیں ہے کہ احباب ان بیماریوں سے شفایاب ہو چکے ہیں۔ بڑی سے بڑی بیماری تپ دق ہے۔ مگر یہ بیماریاں اس سے بھی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بیماریوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ ربّ العالمین۔

سبحانك اللّٰھُمَّ و بحمدك نشھد ان لا الٰہ الاّ انت نسئلك الجنۃ۔ نستغفرك و نعوذبك من النار۔

جس کو اپنے پڑوسی کی فکر نہیں وہ کامل مومن نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو (بے فکری سے) سو جائے کہ اس کے برابر والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو، اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر بھی ہو۔ مسند بزار، معجم کبیر للطبرانی

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تزکیۂ نفس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

عرض یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ تین چار جمعرات سے امراضِ روحانی کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ امراضِ روحانی کے علاج کا نام تزکیہ نفس ہے۔ قرآن شریف میں تزکیہ کا ذکر ہے۔

ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ (سورہ الجمعہ پ ۲۸ آیت ۲)

ترجمہ:- وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ تعلیم کا مطلب ہے سمجھانا اور تزکیہ کا مطلب ہے حال بنانا۔ مدارس عربیہ میں علماء کرام کی تعلیم تو ہوتی ہے۔ مگر قال حال نہیں بنتا۔

حدیث شریف

اِنَّ اَخۡوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیۡکُمُ الشِّرۡکُ الۡاَصۡغَرُ پڑھنے اور اس کا ترجمہ سمجھنے سے کیا ان کے دل سے ریاء نکل جاتا ہے یا

اِیَّاکُمۡ وَالۡحَسَدَ فَاِنَّ الۡحَسَدَ یَاۡکُلُ الۡحَسَنَاتِ کَمَا تَاۡکُلُ النَّارُ الۡحَطَبَ پڑھنے سے کیا حسد نکل جاتا ہے۔

میں علماء کرام کا قدر شناس ہوں

انہی کی برکت سے اسلام زندہ ہے جو اُن کا منصب ہے وہ ادا کرتے ہیں وہ تعلیم دے سکتے ہیں حال نہیں بنا سکتے۔ حال اولیاء کرام کی صحبت میں بنتا ہے۔ کچھ وظائف سے اور کچھ تزکیہ سے سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امراض روحانی سے شفا ہو جاتی ہے۔ تین چار ہفتوں سے امراض روحانی کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ ریا۔ حسد۔ کبر۔ عجب اسراف۔ بخل وغیرہ۔

اسراف یہ ہے

کہ جہاں خرچ نہ کرنا چاہیئے۔ وہاں خرچ کیا جائے۔ اور بخل یہ ہے۔ کہ برموقع بھی خرچ نہ کریں۔ اگر ان بیماریوں سے دنیا میں شفایاب نہ ہوئے تو آخرت میں یہ بیماریاں ستائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق جب ریاء شرک ہے تو کیا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو جنّت میں پہنچائیگا؟ یا جب حسد کی وجہ سے کوئی نیکی ہی باقی نہ رہے گی۔ تو جنّت میں کیسے جائیگا ان بیماریوں کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھئے۔ جسمانی بیماریاں اور ہیں اور وہ قبر سے پہلے پہلے ختم ہو جاتی ہیں۔ مگر روحانی بیماریاں ان سے مہلک ہیں۔ ان کی ہلاکت کا پتہ قیامت میں چلے گا۔

دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان بیماریوں سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حسد میں حاسد خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں دی اور مجھے کیوں نہیں دی۔ جو کچھ رزق خدا تعالیٰ نے دیا ہے اس پر صبر اور شکر کیجئے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے خدا جانے اگر ہمیں دولت بہت ملتی تو بُرے کام کرتے بے ایمان ہو کر مرتے اور جہنم میں جاتے کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

نفس ما ہاں کم تر از فرعون نیست
لیک اورا عون مارا عون نیست

عجب کے معنی

دوسرے کی تذلیل کرنا اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔ نفس کو ہمیشہ شرمندہ کرنے کے لئے اس کے سامنے اپنی کمزوریاں رکھنا عجب کا علاج ہے۔ شیطان لعین ہر وقت مجھے اور آپ کو گمراہ کرنے کے لئے تیار ہے جیسے اکھاڑہ میں پہلوان ایک دوسرے کے سامنے کھڑے داؤ میں رہتے ہیں کہ اسے گرا دیں۔ آدمی نیکی کا کوئی کام کرے تو شیطان ریا پیدا کرتا ہے۔ کبھی ریاء لاتا ہے، کبھی کبر آئے گا۔ کبھی حسد آئے گا۔ کبھی اسراف اور کبھی بخل لائے گا۔ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں ایک ہزار، دو ہزار، چار ہزار یا ایک لاکھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے مشق ہے لَآ کی ایک تلوار ایسی آتی ہے کہ سب کو فناہ کر دیتی ہے اور یہ سب بزرگوں کی صحبت کے طفیل ہے۔ !

شیطان دشمن

کو تاک میں رکھئے۔ سوتے جاگتے اپنے آپ کو شیطان سے بچانے کی فکر میں رہیئے۔ وہ کبھی ریاء لاتا ہے کبھی عجب لاتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں ہیں۔ شیطان ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ یہاں تک آپ کے ساتھ ہے۔ کہ میاں بیوی جب ایک چارپائی پر بیٹھتے ہیں تو وہ ساتھ ہوتا ہے۔ چوکنّا رہنے کی کوشش کیجئے۔ وہ سب کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے کر آیا ہوا ہے۔ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ۔

ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے۔ اگر وہ بدکاری کرتا ہے۔ تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ بدفطرت ہے۔ اس کو دوزخ میں ڈالنے کے لئے زیادہ دولت دے رکھی ہے۔ شیطان کے وار سے چوکنّا نہیں رہے گا۔ تو مارا جائے گا۔ جیسے میدانِ جنگ میں سپاہی ہوشیار رہتا ہے۔ اور اکھاڑے میں پہلوان ہوشیار رہتا ہے۔

دنیا میں انسان

تکلیف اٹھانے کے لئے آیا ہے۔ نماز کے لئے مکلّف ہے۔ روزہ کیلئے مکلّف ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ دینے کے لئے مکلّف ہے۔ اگر طاقت ہے تو حج کے لئے مکلّف ہے۔ اس جہان میں آرام کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ امتحان دینے کے لئے آیا ہے اور نتیجہ پاس فیل ہونے کا قیامت کو ظاہر

ہو گا۔ جس کو امتحان دینے کا فکر ہوتا ہے۔ اس کو رات کو نیند نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دمبدم شیطان کے حملوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے!

علماء کرام دین سمجھاتے ہیں۔ اور صوفیاء کرام رنگ چڑھاتے ہیں۔ ہادی جب متنبہ کرتا ہے۔ تو پتہ لگتا ہے کہ ریاء آیا۔ شیطان کا وار آیا۔ عام طور پر حسد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا کرے اور یہ خوش نہ ہو۔ کبر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنا۔ حسد آئے تو سمجھے کہ شیطان کا وار ہوا۔ اس وقت یہ خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ مناسب نہیں سمجھا۔ ہادی اطلاع دے اور انسان اس پر عمل کرے تو فلاح پا جائے گا۔

ہمیشہ اپنے نفس کو مغلوب بنائیے نہ حسد پیدا ہو، نہ کبر پیدا ہو۔

یہ نسخہ میں نے کبھی ذکر نہیں کیا لاکھوں کا اجتماع ہو تو لا الٰہ کی تلوار سے سب کو ختم کر دیتا ہوں۔ ایک اللہ رہ گیا باقی سب کی نفی۔ اس کی مشق کیا کیجئے۔

لا الٰہ کی تلوار اتنی بڑی ہو۔ کہ لاکھ آدمی ختم ہو جائیں اور الا اللہ باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی خوبی دی ہے کسی کو کوئی خوبی دی ہے۔ کبر کا علاج یہ ہے کہ دوسروں کی خوبی پر نظر کرے اور اپنی کوتاہیوں کو سامنے رکھے۔

شیطان ملعون ایسا عقلمند ہے کہ بڑے بڑے عقلمندوں کو گرا دیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو بہشت میں جا کر گرایا کہ نہیں؟ حضرت آدمؑ اور اماں حواؑ دونوں کو فیل کر دیا۔ بڑا خیر خواہ بن کر انہیں کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے اس لئے منع فرمایا ہے۔ کہ اگر اس کو کھا لو گے تو ہمیشہ بہشت میں رہو گے۔ میری عرض یہ ہے کہ ہر وقت اپنے آپکو چوکنا رکھئے۔ علماء کے پاس اس کا علاج نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو بیدار اور ہوشیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر بیداری نصیب نہ ہوئی۔ تو قیامت کے دن سب اعمال حبط ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے اور ان امراض روحانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

و ما علینا الاّ البلاغ

پڑوسی کے حقوق

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور وہ قرض مانگے تو (بشرط استطاعت) اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارک باد دو اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو، اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور (جب تمھارے گھر اچھا کھانا پکے تو) تمھاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے باعث ایذاء نہ ہو (یعنی اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے) الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو (اس صورت میں کھانے کی مہک اس کے گھر تک جانے میں کوئی مضائقہ نہیں) معجم کبیر للطبرانی

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اصلاح حال کی ضرورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ چار پانچ جمعرات سے امراض روحانی کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ وہ امراض مہلکہ ہیں۔ اس دُنیا کی امراض مہلک نہیں ہیں۔ دنیا میں بڑی سے بڑی مرض دق ہے۔ جس کا علاج نہیں ہے۔ لیکن دِق کا مریض اگر روحانی امراض سے شفایافتہ ہے تو مرنے کے بعد اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ اگر آپ اعمال صالح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ کن کن اعمال میں ریاء ہے یہ سکھایا نہیں جاتا۔ سکولوں کالجوں کا تو موضوع ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں دین پڑھایا ہی نہیں جاتا۔ البتہ دینی درسگاہوں میں دین سکھایا جاتا ہے۔ لیکن وہ درسگاہیں بھی اصلاح حال سے خالی ہیں وہاں اصلاح قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوتی۔ کیا احادیث پڑھنے اور ان کا ترجمہ سمجھ لینے سے ریاء، حسد، کبر، عجب وغیرہ بیماریاں طالب علموں سے نکل جاتی ہیں؟ انگریز نے تو سکول اور کالج اپنی حکومت کی مشینری کے کل پرزے ڈھالنے کے لئے بنائے تھے کہ اگر ایک مجسٹریٹ ریٹائر ہو تو دس امیدوار موجود ہوں۔ اگر ایک تھانیدار یا تحصیلدار ریٹائر ہو تو بیس اور موجود ہوں۔ وہ تمہیں دُنیا حاصل کرنا سکھاتا تھا۔ تم نے غلطی کی اگر سمجھا کہ وہ تمہیں دین سکھاتا ہے۔ بعض اعمال صالحہ میں کسی کو ریاء کسی کو حسد کسی کو عجب کی وجہ سے اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرماتا اور سب کو فنا کر دیتا ہے کہ یہ بھی غلط یہ بھی غلط۔ وہاں تو اعمال صالحہ میں اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے دل پر نظر ڈالتا ہے اور پھر اعمال پر۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔!

کسی شاعر نے کہا ہے ؎

قال را بگذار بنگر بسوئے حال
یر اشہد تو خندہ زند اسہد بلالؓ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسہد پڑھنے میں جو حال تھا وہ تم نہیں جانتے۔ تیرے خیال میں حضرت بلالؓ غلط کہتا ہے۔ مگر تیرے اشہد پر بلالؓ کے اسہد کی قیمت خدا تعالےٰ کے ہاں زیادہ ہے۔ مکہ معظمہ میں جو گرمی پڑتی ہے، خدا کی پناہ۔ اس کے اسہد میں اتنا اخلاص تھا کہ آپ کے اشہد میں نہیں ہے۔

یہ سکھا رہا ہوں کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کیا کرو۔ کسی میں کبر ہے، کسی میں بغض کسی میں ریاء کسی میں حسد اور کسی میں عجب ہے۔ مجھے اب تک بالکل یقین نہیں ہے کہ آپ کی اصلاح ہو چکی ہے۔ ان امراض کی وجہ سے سب اعمال صالحہ ردّی۔ تمہارے اعمال میں اگر ریاء ہے تو ناپسند۔ اگر حسد ہے تو ناپسند۔

سانپ کا ڈسا اتنا خطرناک نہیں ہے جتنا روحانی امراض کا مریض۔ سانپ کا ڈسا اگر نیک ہے۔ تو جہنم میں نہیں جائیگا

یہ خطرناک بیماریاں ہیں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صوفیاء کرام کی صحبت میں حال ٹھیک ہوتا ہے۔ میں نے خود علماء سے پڑھا ہے:۔

اِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ترجمہ:۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ تو کیا حدیث شریف پڑھنے اور ترجمہ سمجھنے سے حسد نکل جاتا ہے؟ ریا نکل جاتا ہے؟ نہیں نہیں نکلتا۔ اس واسطے علیحدہ سیکھنا پڑتا ہے جب تک کسی کامل کی صحبت میں نہ بیٹھیں للّہیت نہیں آتی۔ یہ ساری وادیاں میری دیکھی ہوئی ہیں۔

خدا تعالےٰ کے ہاں اصلاح حال کی ضرورت ہے۔ اگر ایک جاہل کو کسی اللہ والے کی صحبت حاصل ہو جائے تو جنّت میں اور وہ عالم جس کو صحبت نصیب نہیں اور امراض روحانی سے صفائی نہیں ہو سکی تو خطرہ ہے کہ وہ ریاء کبر عجب وغیرہ بیماریوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔

ایک شخص نے حضرت امروٹی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ حضرت یہ دارالحفاظ کے بچّے کچّی کھجوریں کھاتے ہیں۔ حضرتؒ کا مزاج جلالی تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اللہ ورایا ان بدمعاشوں کو پکڑ لا کہ ان کو سزا دوں۔ اللہ ورایا حضرتؒ کا خادم تھا بولا حضرتؒ سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں۔ اُس نے فوراً حضرتؒ کی طبیعت کا رُخ پھیر دیا اور حضرت کا غصّہ بدل گیا۔ آگے حضرتؒ نہیں بولے یہ کیا چیز تھی۔ کامل کی صحبت کا اثر تھا کہ اپنے آپ کو امراض روحانی سے پاک کر لیا۔

بظاہر آپ کے کام اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حال کو دیکھیں گے کہ کہیں ریاء تو نہیں آ گیا۔ کبر تو نہیں آ گیا۔ اس واسطے میں زیادہ زور دے رہا ہوں کہ ہر وقت ہر لحظہ خیال رکھا کیجئے۔ پتہ ہی نہ لگنے پائے گا کہ ریاء آ جائے گا۔ حسد آ جائے گا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

عَنْ مَحْمُوْدِ ابْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ رواہ احمد

ترجمہ:۔ حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے۔ تو فرمایا ریاء۔ یعنی دکھلاوا۔ کوئی نیکی کا کام کرنا اور لوگوں سے واہ واہ اور شاباش کی طمع رکھنا۔

جب تک انسان تربیت یافتہ نہ ہو گا۔ پتہ بھی نہ لگنے پائے گا۔ تربیت پانے کے بعد ان امراضِ روحانی سے بچنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

ہر روز نہیں ہر دم ہر وقت ہر لحہ خیال رکھیں۔ شیطان دشمن آپ کے ہر کام میں ایسی چیز لائے گا اور آپ کے نیک اعمال کو تباہ کرنا جائیگا کہیں ریاء لائے گا۔ کہیں کبر لائیگا۔ کہیں حسد لائے گا۔ اپنے اعمال کو خالص کرنے کی کوشش کیا کیجئے۔ نماز میں شیطان خیال ضرور لاتا ہے اگر تربیت یافتہ ہو گا۔ تو اس کے وار کو روکے گا۔ ورنہ شیطان آگ لگا دے گا اور یہ بچ نہ سکے گا۔

جنہوں نے اپنی اولاد کو دین نہیں سکھایا۔ قیامت کے دن بے دین اولاد کہے گی:۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلاَ ○ رَبَّنَا اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ○ (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۶۷ - ۶۸)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دو گنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

بڑوں سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں۔ جنہوں نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک تو پڑھایا اور فقط روٹی کمانا سکھایا نہ کسی اللہ والے کی صحبت میں لاکر بٹھایا اور نہ تیرا دین سکھایا۔

ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدِّ نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان امراض روحانی سے شفا عطا فرمائے۔

طالب علمی کے زمانہ میں ہم سردی کے موسم میں عشاء کی نماز کے بعد... صحاح ستہ کا دورہ استاد کے سامنے پڑھتے تھے اور صبح ہو جاتی تھی۔ اس طرح عبور عن العلم تو ہو جاتا ہے۔ مگر اصلاح باطن کی توجّہ اور طرح دینی پڑتی ہے۔ صرف عبارت اور ترجمہ پڑھ لینے سے قال تو آ جاتا ہے۔ لیکن حال نہیں بنتا۔

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فقراء میں ایک بوڑھا آدمی رہتا تھا۔ کھدر کے کپڑے، کیکر کے چھلکوں میں رنگ لیتا تھا اور حضرتؒ کی صحبت میں رہتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لنگر میں رات کو ہمیشہ چاولوں کا پھیکا بھات ملتا تھا (بغیر نمک) اور صبح کو چنے بھی بغیر نمک گھونگھنیاں دیتے تھے۔

ایک دن میں نے وضو کیا۔ اس نے بھی وضو کیا اور کہنے لگا۔ اللہ تعا[لیٰ] کو دیکھنے کو بڑا ہی دل کرتا ہے۔ مجھ سے پوچھتا ہے کہ قیامت کے دن کیا اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ خدا تعالےٰ کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کو بڑا ہی جی چاہتا ہے۔ چاولوں کا بھات پھیکا ہے۔ نظر کامل کی ہے اور صحبت اللہ والوں کی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انشاءاللہ ضرور دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو روحا[نی] امراض سے شفایاب ہونیکی توفیق عط[ا] فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔ امراض روحا[نی] کا علاج ہر وقت مدّ نظر رکھو۔ اکثر شیطان دل میں ریاء لاتا ہے۔ عجب کبر، بخل فضول خرچی وغیرہ سے بچو۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِ[کَ] نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

جس مجلس میں اچھی باتیں کی جائیں اُن پر دعا مہر ہو جاتی ہے اور اگر اس مجلس میں نامناسب باتیں ہو گئیں ہوں تو یہ د[عا] اُن کا کفارہ ہوتی ہے

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدوم ومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

رُوحانی امراض سے حفاظت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بعد

اس حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والے احباب کو مبارک باد دیتا ہوں — اگر نیّت خالص ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ سب کو بخش دیتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔ اعمال کا مدار نیّتوں پر ہے۔ اگر نیّت خالص ہوگی تو بخشا جائیگا اور اگر کسی اور نیّت سے آئیگا تو بخشا نہیں جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا۔ کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پُورا کرتا ہے ہماری بد اعمالی کی وجہ سے اگر کسر رَہ جائے تو رَہ جائے لیکن خدا تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جو لوگ بڑے مقصد لیکر آئیں گے اُنکو بخشش کا تمغہ عطا نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حدیث شریف

میں آتا ہے۔ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔ ترجمہ:۔ جو جان بوجھ کر نماز ترک کریگا وہ کافر ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ مومن کے لئے ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا مخالف ہے اور منکر ہے اُس سے وعدہ نہیں ہے۔ غلطی اِدھر سے ہوگی اُدھر سے نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو ضرور نبھائیگا اور ہمیں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں چار پانچ جمعرات سے روحانی بیماریوں کی طرف توجّہ دِلا رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی اُمّت میں

سب سے بڑا خطرہ

چھوٹے شرک کا ہے اور چھوٹے شرک سے مراد ریاء یعنی دکھلاوا ہے۔ حسد، بغض، کبر، بخل، اسراف ریاء سب مہلک روحانی امراض ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط (سورۃ یوسف پ ۱۳ آیت ۵۳) ترجمہ:۔ "بیشک نفس تو برائی سکھاتا ہے۔ مگر جس پر میرا رب مہربانی کرے" دشمن سے اپنے آپ کو بچائیں گے تو محفوظ رہیں گے وہ دشمن ہر انسان کے ساتھ نفس امّارہ ہے۔ سمجھ دار سمجھ لیتے ہیں اصل میں شیطان کا وار ہوتا ہے اس کو عام آدمی تمیز نہیں کر سکتا۔ میں، بچپن، طفولیّت شباب اور کہولت دیکھ چکا ہوں میری عمر ۷۵ سال ہے۔

مجھے سب تجربہ ہے

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ شیطان ایسا بے ایمان ہے کہ پتہ بھی نہیں لگنے پائے گا۔ کہ وہ ریاء لائیگا۔ کبھی کبر لائیگا۔ کبھی حسد لائیگا۔ آدمی سمجھتا ہے کہ یہ نفسانی خیالات ہیں حالانکہ وہ شیطانی حملہ ہوتا ہے — گھر جاتے ہیں بھوک لگی ہوئی ہے۔ مگر بیوی نے روٹی نہیں پکائی دل چاہتا ہے کہ جوتا اُٹھا کر اُس کو ماروں۔ بیوقوف ہوگا تو بال بچّوں سے لڑیگا۔ تربیت یافتہ ہوگا تو اسکو شیطان کا حملہ سمجھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ جس شخص کا سلوک گھر والوں سے اچھا ہے وہ اچھا ہے — یہ سب چیزیں روزانہ پیش آتی ہیں۔ آپ اپنے نفس کے خود نگران ہیں — حسن تدبیر اور عقلمندی سے رہینگے تو معلوم ہوگا کہ شیطانی القاء ہے یا رحمانی — آپ اپنا محاسبہ اپنی حفاظت نہیں کرینگے تو شیطان کے پنجہ میں پھنس جائیں گے — امّارہ کا مطلب ہے بڑا ہی حکم کرنیوالا ہے — بُرائی کا — شیطان لعین حسد کبر، ریاء، عجب، بخل وغیرہ روحانی امراض میں پھنسا کر مردود کر دیگا۔ جب مرینگے تب پتہ چلے گا کہ خدا تعالیٰ کی رضاء کے مطابق مرے ہیں یا نفس امّارہ کے پھندے میں مرے ہیں۔ اس وقت افسوس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان گاہ میں پیدا ہی نہ کرتا تو بہتر تھا۔

شیطان دشمن

ہر وقت ہر عورت ہر مرد کے ساتھ ہے۔ عورت کو گمراہ کرتا ہے جو مرد کہتا ہے اس کی اطاعت نہیں کرتی۔ مرد کی پرواہ نہیں کرتی۔ مرد کو گمراہ کرتا ہے کہ وہ غصّہ میں آ کر مار پیٹ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ

وَبِمَآ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ (الآیۃ سورۃ النساء، پ ۵ آیت ۳۴)

ترجمہ :۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں، وہ تابعدار ہیں، مردوں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں (ان کے حقوق کی)، حفاظت کرتی ہیں ۔۔ یعنی عورت مرد کے پس پشت دو چیزوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ایک مرد کے مال کی اور دوسرے مرد کی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔

پنجابیوں نے غلط سمجھ رکھا ہے کہ لڑکی بھی کمائے اور لڑکا بھی کمائے۔ لڑکی بی، اے بی ٹی کرکے ہیڈ مسٹرس بن جائے اور لڑکا ایم، اے کرکے کسی کالج کا پرنسپل بن جائے۔ مرد پشاور میں اور عورت کوئٹہ میں۔ جب دو ماہ کی چھٹیاں ہوں گی تب ملیں گے۔

انگریزی تعلیم میں خوفِ خدا کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا ہے

نتیجہ یہ ہو گا مرد ادھر بدکاری کا مرتکب ہو گا اور عورت ادھر تسکین تلاش کرے گی۔ اور پھر یہ لوگ قیامت کے دن شکایت کریں گے۔

وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِيۡلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَيۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَبِيۡرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ۶۸ - پ ۲۲)

ترجمہ :۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

کبراءنا سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں۔ یہ بیٹوں اور بیٹیوں کی بددعائیں ہیں کہ ان بے ایمانوں نے ہمیں دنیا کمانا تو سکھایا۔ لیکن دین نہ سکھایا! اگر نیک بیٹے ہوں گے تو قبر میں ایک شخص کے درجے بلند ہو جائیں گے۔ وہ پوچھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعا کی ہے۔ کیا انگریز نے تمہیں دعائیں سکھائی ہیں؟ نہ پھر دنیا میں آنا ہے اور نہ پھر نیک اعمال کمانا ہے۔ یہ اتمام حجت ہو رہا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کر سکو گے کہ ہمیں تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہ تھا۔ ہمیں تو تیرا راستہ کسی نے دکھایا ہی نہ تھا۔

اپنا محاسبہ

کیا کیجئے کہ خیال گیا آیا ہے کہیں ریاء تو نہیں۔ بخل تو نہیں یہ للّٰہی ہے یا شیطانی ہے۔ خدا جانے روزانہ کتنے گناہ کراتا ہے نفس امارہ حکم کرنے والا ہے برائی کا۔ ہر بات میں حکم الٰہی کے خلاف چلائے گا کہیں اسراف کرائے گا۔ تو کہیں بخل لائے گا۔ قلی مزدوری مانگے تو دو من بوجھ اٹھوا کر دو آنے دیتے ہیں اور لاہور سے کراچی تک کئی ڈبے سگریٹ پھونک جاتے ہیں یہ اسراف ہے۔ مزدور پر ظلم کرکے آئے وہ بددعائیں دیتا گیا۔ یہ بخل ہے۔

اور حماقت

دیکھئے۔ فقیر نے خدا کے نام پر سوال کیا تو جو کتے کو ڈالنا تھا وہ فقیر کو دے دیا۔ یہ خدا کے نام کی توہین ہے۔ اگر کوئی دنیادار آیا ریاکاری کے لئے اسکا کھانا بافراط پکائیں گے۔ دل میں محبت ہو نہ ہو ریاکاری اور خوشامد کے طور پر کھانا کھلاتے ہیں۔

دنیادار سمجھتے نہیں کہ کیا ہو گیا۔ ریا حسد، کبر خود غرضی، اسراف اور بخل وغیرہ بیماریاں قبر تک ساتھ جائیں گی۔ قبر سے پہلے پہلے دارالعمل اور آگے دارالحساب ہے۔ جن کی تربیت کسی نے نہیں کی انکو پتہ بھی نہیں چلتا۔ شیطان انسان کے ساتھ ہر وقت لازم و ملزوم ہے، موجود ہے۔ ان بیماریوں میں آپ کو مبتلا کرتا رہیگا ان روحانی بیماریوں سے متنبہ ہونا چاہیئے کیا کبھی کسی پروفیسر نے ان بیماریوں پر تقریر کی؟ انگریز کے نصاب تعلیم میں ان بیماریوں کا ذکر تھا؟

دولت مندی

خدا کی رضا کی دلیل نہیں ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ آزمائش کے لئے دولت دیتا ہے۔ فرعون کو بہت زیادہ دولت دی تھی۔ دنیا میں خوب مزے اڑا لو۔ یہ مت سمجھو۔ کہ جو غریب ہے وہ ذلیل ہے۔ کسی غریب کو ذلیل کر رہے ہیں گالی دے رہے ہیں یہ کبر ہے۔ ان بیماریوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی کے بعد حضورؐ کی امت بکثرت گرفتار ہے۔ قبر میں جائیں گے تو قبر جہنم کا گڑھا بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سب کو حسن نیت سے یہاں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سب بیماریوں سے بچائے۔ اللہ ہو کا ذکر کرنے اور اس کے فوائد سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مسکین مہمان آئے تو اس کو اللہ کے واسطے کھلاؤ۔ پیٹ بھر کر کھائے گا۔ اللہ اللہ کرے گا اور دعا دے گا۔ اگر دنیاداروں کو کھلا دے اور نام نمود کی غرض سے کھلاؤ گے تو یہ ریاء یعنی شرک ہے۔ اس تعلیم سے سکول و کالج خالی ہیں۔ حتیٰ کہ عربی مدارس کے طالب علم بھی ریاء والی حدیث کو آدھے منٹ میں پڑھ جاتے ہیں۔ کیا اس کے پڑھنے سے اصلاح ہو جاتی ہے؟ مشق کریں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ ریاء ہے!

اللہ تعالےٰ ان بیماریوں سے شفایاب ہو کر یہاں سے لے جائے اور دنیا میں رہنے کی سمجھ عطا فرمائے۔ انگریزی تعلیم میں خدا پرستی نہیں سکھائی جاتی تھی۔ انگریز کو خوش کرو گے تو پیسے دے گا۔ اللہ تعالیٰ انگریز کے وعدوں سے زیادہ اپنے وعدہ پر یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب کو جنت نصیب فرمائے۔ سب کو شفایاب ہو کر یہاں سے لے جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ نَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ نَسۡتَغۡفِرُكَ وَنَعُوۡذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ر ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدوم و مناوم شدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

کسی گذشتہ جمعہ میں ایک حدیث شریف ذکر کر چکا ہوں۔ کہ مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ سب گناہوں سے مغفرت فرما دیتا ہے۔ بشرطیکہ نیک نیتی سے شامل ہوں۔ عمل نیک ہو اور نیت بد ہو تو عمل بد ہے۔ عمل بد ہو اور نیت نیک ہو تو عمل نیک ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو محض اپنی رضا حاصل کرنے کی نیت سے یہاں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اب دیکھئے ایک شخص صرف ایک نماز (عشاء یا مغرب یا جس نماز میں مجمع عام ہوتا ہے) پڑھتا ہے تاکہ لوگ مجھے نمازی سمجھیں باقی چار نمازیں غائب۔ تو یہ دکھلاوے کی نماز ہے اور ریاء ہے۔ اور ریاء شرک ہے تو نماز عمل نیک ہے۔ لیکن نیت بد ہے اس لئے عمل بد ہے اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوا۔

دوسری مثال:۔ ایک مریض کی پنڈلی میں زہریلا پھوڑا ہے۔ ڈاکٹر اس کے پھٹنے سے اس لئے ٹانگ کاٹ دیتا ہے۔ کہ اگر اس کا زہر پھیل گیا تو مریض مر جائے گا۔ بیوی بیوہ ہو جائے گی۔ بچے یتیم ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کی نیت نیک ہے کہ اب اس کا زہر اوپر نہیں چڑھے گا اور یہ مریض بچ جائے گا۔ اگرچہ یہ لنگڑا تو ہو جائے گا۔ لیکن ٹانگہ پر ہی جا کر روزی کما لائے گا۔ اور بال بچوں کو کھلائے گا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ عمل تو بد ہے کہ ایک مسلمان کی

گیا۔ آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ اس کو مارو۔ بعض نے ہم میں سے اس کو جوتیوں سے مارا۔ بعض نے لاٹھی سے مارا اور بعض نے کھجور کی شاخوں سے پھر رسول اللہ صلی اللہ نے زمین سے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر ڈال دی۔

اللّٰھم وفقنا لاتباع دینك المقد یحہ

آمین یا الٰہ العالمین ———

خدام الدین کی توسیع اشاعت آپ کا دینی فریضہ ہے۔

جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یہ کام کرے

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا اور جس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے اور جو اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

ٹانگ کاٹ دی۔ لیکن نیت نیک ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کو ثواب ملے گا۔ غرض اس مجلس میں بھی جو شخص نیک نیتی سے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔ انما الاعمال بالنیات کتنا بڑا حلقہ ہے۔ فرشتے بھی اتنے ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک نیتی سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

اب دوسری چیز عرض کرتا ہوں۔ ایک شعر ہے ؎

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقتِ پیری گرگِ ظالم میشود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے۔ بوڑھا بھیڑیا دانت نہ ہونے کی وجہ سے چیر پھاڑ نہیں سکتا۔ اس لئے پرہیزگار ہو گیا ہے۔

جو کچھ چار پانچ جمعرات سے عرض کر رہا ہوں یہ خالی نہیں جائے گا۔ خدا کے واسطے آپ کی راہنمائی کرتا ہوں۔ جوانی میں خدا کے ڈر سے کسی کو نہ ستائیں۔ تو یہ ثواب ہے۔ جب آپ کسی سے بدلہ لینے کے لئے نقصان پہنچا سکتے ہوں۔ اور نہ پہنچائیں تو یہ کمال ہے۔ اور بوڑھے ہو جائیں بوجہ کمزوری بدلہ نہ لے سکیں۔ اور اس وقت معاملہ خدا کے سپرد کر دیں تو یہ کوئی بہادری نہیں ہے۔ جب میں بیعت کیا کرتا ہوں تو ہر عورت ہر مرد کو کہا کرتا ہوں کہ کسی کو دکھ نہ پہنچانا۔ پکا سچا اور کھرا اصلی مسلمان وہ ہے۔ جو خدا کو بھی راضی رکھے اور مخلوقِ خدا کو بھی راضی رکھے۔ جب تک قلب صاف نہیں ہوگا تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ انگریزی سکولوں، کالجوں میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ وہاں تو بی، اے۔ ایم اے۔ پی ایچ، ڈی۔ ایل، ایل، بی۔ تک کہیں کلمہ بھی نہیں ہے۔ لیکن عربی مدارس میں جہاں مذہبی تعلیم ہوتی ہے۔ وہاں بھی ان امراض سے عبور تو کرا دیا جاتا ہے۔ لیکن حال نہیں بنتا۔ میں بھی اس کٹھالی سے ڈھل کر نکلا ہوں۔ اور بخوبی جانتا ہوں کہ جب تک کسی اللہ والے کے ہاں نہ جائے قال حال نہیں بنتا۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا سے شفایاب کر کے اٹھائے۔ آمین ورنہ یہ بیماریاں قبر میں بھی ستائیں گی۔

دیہات میں چوہدری کیا کرتے ہیں۔ قتل کسی سے کراتا ہے اور نام دشمنی کی وجہ سے دوسرے کا لکھواتا ہے۔ جھوٹے گواہ سکھا کر پولیس افسر سے ابتدائی رپورٹ حسب منشاء لکھوا کر بے گناہ کو سزا کرا دیتا ہے۔ پولیس افسر نمائندہ حکومت کا ہوتا ہے اور جو رپورٹ مرتب کر جائے ہائی کورٹ کے ججوں نے اسی کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ صحیح صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے جج تھوڑے ہی دیہاتوں میں آتا ہے۔ کیا یہ واقعات نہیں ہوتے؟

یاد رکھو! جب تک کسی کو نقصان پہنچانے کی طاقت ہے۔ اور نقصان نہ پہنچاؤ۔ تب صبر کرو۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ جوانی میں ان امراض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ اس وقت بھی ان امراض میں مبتلا ہیں۔ شیطان ہر وقت خدا تعالیٰ کی مخالفت کراتا ہے۔ ہمارے بابا آدم علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔ لیکن شیطان ابھی تک زندہ ہے اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی اجازت لے رکھی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ○ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ○ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ○ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ○ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ (سورۃ ص آیات ۷۹ تا ۸۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ:- عرض کی اے میرے رب پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا۔ پس تمہیں مہلت ہے۔ وقت معین کے دن تک۔ عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔ فرمایا۔ حق بات یہ ہے کہ میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب سے جہنم بھر دوں گا۔

اس کے حملہ سے نہ عالم بچتا ہے نہ زمیندار بچتا ہے نہ دوکاندار بچتا ہے۔ ہر وقت ہر گھڑی ہر لحظہ اس سے بچنا پڑے گا۔ پتہ بھی نہیں لگنے پاتا کہ دل میں ریاء لائے گا۔ کہیں عجب لائے گا۔ کہیں بخل لائے گا۔ کہیں اسراف کرائے گا۔ کہیں حسد لائے گا۔ آدمی اگر تربیت یافتہ ہوگا تو اس کے حملہ سے بچے گا۔

صرف انبیاء علیہم السلام ہی معصوم و مامون ہوتے ہیں۔ باقی سب خطرے میں ہیں۔ مجھ پر بھی حملہ کرتا ہے۔ لیکن خدا کے فضل سے مجھے تنبہ ہوتا ہے۔ اور اس کے وار کو روکتا ہوں۔ اور اصلاح کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ پناہ دے شیطان کے حملہ سے آدمی بڑی مشکل سے بچ سکتا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ علماء کرام کی صحبت میں لفظی ترجمہ پڑھنا تو آجاتا ہے لیکن حال نہیں بنتا۔ اللہ والوں کی صحبت میں قال سے حال بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے میری تربیت فرمائی ہے۔ چالیس سال میں اپنے شیوخ کی صحبت میں رہا ہوں۔ مگر اب بھی شیطان مجھے نہیں چھوڑتا۔ مجھ پر بھی حملے کرتا ہے۔ اللہ والوں نے لا کی تلوار کی مشق کرائی ہے۔ تقریر کر رہا ہوں۔ شیطان ریاء لاتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تلوار سے گردن کاٹ دیتا ہوں۔ ایک دفعہ لا الٰہ کی تلوار گھمائی سب مر گئے۔ یہ علاج تجویز کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی شفایاب فرمائے۔ آمین۔

ایک مہینے سے اصلاح حال پر زور دے رہا ہوں۔ لیکن مجھے اب تک یقین نہیں ہے کہ آپ کی اصلاح ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ ان امراض روحانی سے بچ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ اعمال نامہ میں جمع رہیں تو ہلاکت کا سبب بنیں گی۔

سکولوں اور کالجوں میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ انگریز تمہیں خدا پرست تھوڑے ہی بناتا تھا۔ وہ تو اپنی حکومت چلانے کے لئے مشینری کے پرزے ڈھالتا تھا۔ اس واسطے وہاں تو ان امراض کا

ذکر ہی نہیں ہے۔ البتہ مدارس عربیہ میں ان امراض کی تعلیم ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو ہوشیار نہیں رکھیں گے تو خطرہ میں رہیں گے۔ بیعت کرتے وقت چار چیزوں کی نفی کراتا ہوں، کہ خیال کرو نہ زمین رہے، نہ آسمان، نہ انسان رہے نہ شیطان۔ صرف ایک اللہ باقی رہے۔ اللہ تعالےٰ سے تعلق ہوں اور مخلوق سے یوں۔ کہ کبھی کسی کو دکھ نہ پہنچانا۔ سچا مسلمان وہ ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہو اور خلق خدا بھی راضی ہو۔ اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ کو ان امراض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توبہ کا دروازہ قبر میں جانے کے بعد بند ہو جاتا ہے۔ جب عذاب قبر ہوگا۔ تو پھر توبہ کرے گا۔ یاد رکھو مرنے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی ——!

یہ قرآن بخشوانے کی رسم (اسقاط) کہاں سے نکالی ہے۔ یہ غلط ہے۔ دادا گناہ کرے اور پوتا قرآن بخشوائے۔ گناہ کرے کوئی۔ اور توبہ کرے مولوی ؎

خلاف پیمبرؐ کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید کا کوئی نسخہ نہ تھا۔ البتہ دماغوں میں محفوظ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حافظ قرآن تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک نسخہ جمع کیا تھا۔ کہیں اونٹ کی ہڈیوں پر کہیں کھجور کے پتوں پر لکھا ہوا تھا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی وہی ایک نسخہ تھا۔

خلافت عثمانیہؓ کے دور میں جب حضرت عثمانؓ خلیفۃ المسلمین تھے۔ تو اس وقت اسلامی حکومت مشرق و مغرب میں پھیل چکی تھی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ ام المؤمنین سے وہ نسخہ منگوا کر اس کی نقلیں کرائیں اور تمام ممالک میں بھجوائیں ——

اللہ تعالیٰ ہر شخص کو خوفِ خدا عطا فرمائے۔ ان امراض روحانی سے متنبہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دنیا سے شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الّا انت نستغفرک ونتوب الیک نسئلک الجنّۃ ونعوذبک من النّار۔

تین قسم کے پڑوسی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے اور تین درجے کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہو اور وہ (حق کے لحاظ سے) سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے، اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہوں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں۔ تو ایک حق والا وہ مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو (تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے) اور دو حق والا وہ پڑوسی ہے، جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم (یعنی دینی بھائی) بھی ہو، اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہو گا اور دوسرا پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔ اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے، جو پڑوسی بھی ہو، مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو۔ تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا ہو گا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا رشتہ داری کا ہو گا۔ مسند بزار، حلیہ ابی نعیم

مجلسِ ذکر منعقدہ ۵ر جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مد ظلہٗ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تعلیم و تربیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

عرض یہ ہے کہ انسان باقی حیوانات کی طرح ایک حیوان ہے۔ ایک بات ہے کہ یہ حیوانِ ناطق ہے۔ ناطق کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ بول سکتا ہے۔ اور اپنے دُکھ درد کا اظہار کر سکتا ہے۔ باقی حیوانات میں نطق یعنی بولنے کی طاقت نہیں ہے وہ اپنا دُکھ درد بیان نہیں کر سکتے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرتِ سلیمہ لاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کُلُّ مَوۡلُوۡدٍ یُوۡلَدُ عَلَی الۡفِطۡرَۃِ وَ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ۔ ترجمہ :۔ "ہر بچہ دینِ فطرت لے کر آتا ہے۔ بعد میں اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں"۔ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے ذمہ جو فرائض ہیں اُن سے آگاہ کریں۔ انبیاء علیہم السلام انسان کی تعلیم و تربیت کے لئے آتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم تمام دنیا کے لئے ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ دو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہیں۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے :۔

ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ وَ یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۃ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ۵ (سورہ جمعہ پ۲۸)

ترجمہ :۔ وہی ہے (اللہ) جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربی زبان ان کی مادری زبان تھی۔ اس زباندانی کے باعث کافروں پر قرآن مجید کا بھی اثر ہوتا تھا اور اس لئے وہ شور مچاتے تھے۔ مگر ہم جب تک علم نحو علم صرف علم ادب نہ پڑھیں۔ ہم عربی نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کسبًا ہمیں یہ علوم سیکھنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح وہاں آپؐ کے حضور میں تزکیہ وھبًا حاصل ہوتا تھا۔ جیسے کہ حضرت حنظلہؓ کی حدیث سے واضح ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جنّت اور دوزخ کَاَنِّیۡ رَاۡیَ عَیۡنٍ گویا کہ بہشت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور اب تزکیہ کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ صوفیائے کرام کی صحبت میں رہنے سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی تعلیم اور تزکیہ فرمایا۔ صحابہ کرامؓ سے تابعین نے سیکھا پھر تبع تابعین نے سیکھا۔ الیٰ یومِ ہذا۔ یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ آج تک چل رہا ہے قاعدہ کلیہ ہے کہ انبیاء علیہم السّلام انسان کو حقوق اللہ و حقوق العباد سمجھانے کیلئے آتے ہیں۔ اور اب اُن کے قائمقام علماء کرام کتاب و سنّت کی تعلیم دیتے ہیں اور صوفیائے کرام حال بناتے ہیں۔ بعض حضرات جامع کمالات بھی ہوتے ہیں یعنی تعلیم اور تزکیہ دونوں فرائض انجام دیتے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ تھے۔

چونکہ میں نے اپنے مربّیوں کی صحبت میں رہتے ہوئے چالیس سال تربیت پائی ہے اس لئے مجھے تمیز ہے کہ کون کون اللہ والے کس کس درجہ کے بزرگ ہیں۔ میں عقیدت سے نہیں بلکہ بصیرت سے کہتا ہوں کہ اُن کے وقت میں اُن کی نظیر نہیں تھی۔ مولاناؒ جامع صفات تھے ان کے درجہ کا کوئی نہیں تھا۔ آپ تعلیم بھی دیتے تھے اور تزکیہ بھی فرماتے تھے۔ سینکڑوں میں کوئی بلکہ ہزاروں میں کوئی ایسا باکمال ہوتا ہے۔

الحمد للہ! مجھے نو یا دس مرتبہ زیارت الحرمین الشریفین کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔ حرم شریف میں ہمیشہ اللہ والوں کو تلاش کرتا ہوں اور ہر مرتبہ اللہ والوں کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہوں۔

شرعی نقطہ نگاہ سے عالم اس کو کہتا ہوں۔ جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں شرح حدیث خیر الانام ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

ترجمہ :۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حکم اللہ تعالیٰ کا پاؤ اور نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بناؤ۔

قرآن شریف محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمّہ خود اللہ تعالےٰ نے لے رکھا ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۵ ترجمہ بیشک ہم نے قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن شریف کے ساتھ حدیث شریف بھی محفوظ ہے۔ کیونکہ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔ سے تصدیق ہو رہی ہے۔

یاد رکھو

وحی کی دو قسمیں ہیں ایک ہے وحی جلی قرآن مجید جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا۔ اور دوسری وحی خفی ہے جو براہِ راست اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر القا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلی امتوں کے ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء سابقین کے ارشادات میں سے صرف ایک فقرہ محفوظ ہے وہ یہ ہے۔ اِذَا لَمۡ تَسۡتَحۡیِ فَاصۡنَعۡ مَا شِئۡتَ۔ جس کا فارسی میں کسی نے یہ ترجمہ کیا ہے ؎

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کُن

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مراد منشاء الٰہی ہوتی ہے۔ مثلاً نماز وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھ کر دکھائی۔ نہ یہ کہ گوٹھ مار کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں یہ غلط ہے روزہ بھی وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ کر دکھایا ہے۔ نہ یہ کہ ایک گھنٹہ کے لئے کھانا پینا ترک کر کے کہے کہ میرا روزہ ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ غرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں دو چیزیں حاصل ہوتی تھیں تعلیم اور تزکیہ۔ اب تعلیم تو علماء کرام کی صحبت میں ہوتی ہے۔ اور تزکیہ صوفیائے عظام کی صحبت میں ہوتا ہے۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں۔ کیا شرک اصغر یعنی ریاء والی حدیث شریف کا ترجمہ پڑھنے سے ریاء نکل جاتا ہے؟ یا کبر کے معنے بطرالحق و غمط الناس پڑھنے سے کبر نکل جاتا ہے۔ علماء کرام متنبہ تو کر دیتے ہیں علاج صوفیائے عظام کی صحبت میں ہوتا ہے میں چالیس سال اپنے مربی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آتا جاتا رہا ہوں لیکن حضرتؒ کی تقریر کبھی نہیں سُنی۔ کسی کی اصلاح کرنی ہو تو حضرت منہ سے کچھ نہ فرماتے تھے۔ پانی کا گلاس دینے کے لئے حضرت نے دایاں ہاتھ بڑھایا۔ لینے والے نے بایاں ہاتھ بڑھایا تو حضرت واپس کر لیتے تھے جبتک وہ دایاں ہاتھ بڑھا کر نہ لے۔ وہ بولتے نہیں تھے اشاروں سے سمجھاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَمَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ او کما قال۔

ترجمہ:۔ جو شخص بڑوں کا اعزاز نہیں کرتا اور چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی مسلمان برادری سے خارج ہے۔

اگر کسی پر غصہ آئے تو معمولی طور پر سمجھا دیا جائے۔ بعضے ایسے ظالم ہوتے ہیں کہ بیوی پر غصہ آیا تو اس کو لاتوں اور جوتوں سے اتنا مارا کہ خدا کی پناہ۔ بیچاری میں اُٹھنے کی طاقت ہی نہ رہی۔ مجھے تجربہ ہے۔ بعض لوگ بچوں کو اتنا مارتے ہیں جیسے جانوروں کو مارتے ہیں۔ پنجابی میں مشہور ہے کہ غصہ کمزور پر آتا ہے۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے ؎

"حفظِ مراتب گر نکنی زندیقی"

ترجمہ:۔ اگر حفظ مراتب نہ کرے گا۔ تو بے ایمان ہو کر مرے گا۔

بہشتیوں کی علامت قرآن مجید میں ہے

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(پ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

شرافت طبعی

یہ ہے کہ آداب و اخلاق کا اجراء گھر سے ہی کیجئے۔ اولاد اور بیوی کے بعد عام مسلمانوں کی آبادی آتی ہے۔ جو چھوٹے ہیں ان پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت کرو۔ بیوی پر ناراضگی ہو تو مارنا نہیں چاہیئے۔ معمولی سزا کے طور پر ایک آدھ دن بول چال ترک کر دیں۔ غریب پر رحم کرو۔ غصہ آئے تو پی جایئے۔

علماء کرام کے ہاں عبور تو ہو جاتا ہے۔ وہ اطلاع دینے کے ذمہ دار ہیں۔ صوفیائے عظام تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ جب ایک سبق پکتا ہے۔ تب آگے بتلاتے ہیں۔ کامل جس پر صاد کرے وہ باکمال ہے اور کامل ہی مجاز بناتا ہے کہ میری طرف سے تم اللہ تعالےٰ کا نام بتایا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک یکے بعد دیگرے اس فن کے ماہر چلے آئے ہیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ طلباء علماء کرام سے تعلیم کی تکمیل کرتے آئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحاح ستہ میں صرف بخاری شریف کم از کم دو قرآن مجید کے حجم کے برابر ہو گی۔ پہلے قلمی نسخے ہوتے تھے۔ پریس نواب بنے ہیں۔ محدث آتا تھا۔ اپنی کتاب میں سے ایک ورق سناتا ۴

۴ تھا۔ سب طالب علم یاد کر لیتے تھے۔ اور لکھ لیتے تھے۔ اُن کی محبت محنت اور جانفشانی دیکھیئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو غریقِ رحمت فرمائے اور حضورؐ کی نیابت کا صحیح جانشین بنائے آمین یا الٰہ العالمین۔

اب بھی اس واسطے قرآن سناتا ہوں کہ آپ کو کتاب و سنت کی آواز پہنچ جائے اور قیامت کے دن آپ یہ عذر نہ کرنے پائیں کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيْرٍ۔ اے اللہ! ہمیں تو ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔ ہمیں کیا پتہ تیرا قرآن کیا کہتا ہے، ترجمہ کر کے سناتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ آپ سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

میں متنبہ تو کر رہا ہوں اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان امراض روحانی کو پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر ہیں۔ تو علاج کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ ہمارے بابا آدم علیہ السلام تو وفات پا چکے ہیں۔ اُن کا مدِ مقابل شیطان آج تک زندہ ہے۔ اور اس نے سب کو بے ایمان بنانے کی مہلت ۱۴

۱۴ لے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس کے حملوں سے بچائے۔ مجھے اور آپ کو صحیح راستہ پر چلنے اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تربیت سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ جتنا غریب ہو اس سے زیادہ ڈریئے۔ کہ اس کی آہ خدا کے ہاں جائے گی ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

شوخی اور شیخی میں آ کر کسی کو مت ستاؤ
ممکن ہے کہ غریب اللہ کا بندہ اللہ کا پیارا ہو

البتہ امیروں سے مت ڈرو

اللہ تعالےٰ کے احکامات اور رسول اللہؐ کے فرامین کی تعمیل کیجئے۔

سبحانک اللّٰھم وبحمدک نشھد ان لَّا اِلٰہ اِلَّا انت نسئلک الجنۃ نستغفرک ونعوذبک من النّار۔

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے

وظیفے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ:۔

برادرانِ عزیز! انسان کا فطرتی تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جس کو ہر انسان خواہ مسلم ہو یا کافر اپنی عقل سے مانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ "اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں۔ کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو ضرور یہی کہیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے (جب یہ مانتے ہیں) پھر کدھر اُلٹے جا رہے ہیں" انتہیٰ (سورۃ زخرف رکوع ۷)۔

ہر انسان کو جب سخت مصیبت پہنچتی ہے، اسباب ظاہری جواب دے دیتے ہیں۔ تو فطرت سلیمہ اس کی ہادی بنتی ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے دروازے کے اور کہیں سے تیری حاجت پوری نہیں ہو گی۔ پھر ادھر جاتا ہے اور مراد پاتا ہے۔ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط

ترجمہ:۔ "اور جب اُن کو (مشرکین کو) سائبانو کی طرح (سمندر کی) موج ڈھانک لیتی ہے۔ تب ایک اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کر کے پکارتے ہیں۔" انتہیٰ۔

جب انسان خدا تعالیٰ کو اپنا خالق مانتا ہے اور اُسے کارساز جانتا ہے۔ اس کی فطرت اسے مجبور کرتی ہے۔ کہ ایسے شفیق مالک کے ساتھ رشتہ مودت و رحمت قائم رکھا جائے اور ہر انسان کو یقین کامل ہے کہ جس ذاتِ پاک کو ہم اپنا کارساز و مالکِ حقیقی جانتے ہیں۔ وہ ہر حاجت و ضرورت سے پاک ہے اس کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے جسے ہم پورا کر دیں تو وہ خوش ہو جائے۔ البتہ ایک چیز ہے۔ جس سے وہ خوش ہوتا ہے۔ وہ ذکرِ الٰہی ہے۔

جب انسان فطرت کی دستگیری سے فلسفۂ یادِ الٰہی کو سمجھ کر یادِ حق کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ میرے محبوبِ حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے میرے پاس سوائے ذکر کے اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے تب شیطان لعین آ کر اسے بہکاتا ہے اور صحیح راستہ چھڑوا کر غلط راستے کی راہ نمائی کرتا ہے اور بجائے خدائے قدوس کے غیر اللہ کی عبادت شروع کرا دیتا ہے اور انسان کو اس دھوکے میں گمراہ رکھتا ہے کہ فلاں فلاں ہستی کی عبادت اور یاد ہی سے تمہارا مالک راضی ہو گا۔ چنانچہ کفارِ عرب کا یہ مقولہ (جو قرآن مجید میں مذکور ہے) اسی گمراہی کا پتہ دیتا ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط

ترجمہ:۔ "ہم بتوں کی عبادت سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں قریب کر دیں۔"

چونکہ شیطان لعین کو قیامت کے دن تک مہلت ملی ہوئی ہے اور اس کا مقصد ... سوائے اغوا انسانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے رحمتِ الٰہی جوش میں آتی رہی اور انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہی۔ تاکہ لوگوں کو دامِ شیطان سے نکال کر حلقہ بگوشِ رحمان بنا دیں۔ اسی پاک و مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آنحضور سراپا نور فداہ ابی و امی نے جب کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اعلان فرمایا۔ تو مشرکین عرب نے (باوجود خدا تعالیٰ کی ہستی و عظمت تسلیم کرنے کے) علم خلاف بلند کیا۔ اور اس مخالفت نے قتال و خون ریزی تک نوبت پہنچائی اور حسبِ اعلانِ الٰہی شدید ترین لڑائیوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح پائی۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (الآیۃ)۔

ترجمہ:۔ بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

آفتابِ نبوّت کی ضیا باری کا اثر

آنحضورؐ کے آفتابِ نبوّت کی ضیا باریوں نے شرک و کفر کے سیاہ داغوں کو سطحِ قلوب سے مٹا دیا اور اس مبارک وطنِ حبیب کا ہر فرد مسلم مظہرِ انوارِ الٰہی بن گیا۔ لیکن آپ یہ بھی پیشین گوئی فرما گئے تھے کہ آئندہ چل کر پھر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں پھر مسلمانوں میں وہی امراض پیدا ہو جائیں گے جو پہلی امتوں میں موجود تھے۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ۔

ترجمہ:۔ (اے مسلمانو!) البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو گے۔ بالشت کے مقابلہ بالشت اور ہاتھ کے مقابلہ میں ہاتھ بھر پورے اُترو گے۔ انتہیٰ۔

چنانچہ آج چودھویں صدی کے جس دور میں ہم جا رہے ہیں۔ اس تیرہ صد سالہ پیشتر والی پیشین گوئی کا ظہور و صداقت پا رہے ہیں۔

فرضِ علماء

اس تباہی خیز و فتنہ انگیز دور میں علماءِ کرام کا فرض ہے کہ انوارِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا وہ نور جو ان کے سینوں میں روشن ہے۔ اس کی مشعل سے گم گشتگانِ راہِ ہدایت کو شاہراہِ محمدیؐ پر لائیں اور سو سو شہید کا اجر پائیں۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِىْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِىْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (رواہ البیہقی)۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت کے فساد کے وقت جس شخص نے میری سنّت کو پکڑ لیا۔ پس اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے مَنْ اَحْيَا سُنَّتِىْ فَقَدْ اَحْيَانِىْ وَمَنْ اَحْيَانِىْ كَانَ مَعِىَ فِى الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ جس شخص نے میری سنّت کو زندہ کیا اُس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں اکٹھا ہو گا۔ انتہیٰ

لہٰذا علماءِ کرام کا فرض ہے کہ جانشین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے لحاظ سے آج اس دورِ فساد میں وہ راہِ عمل اختیار کریں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت تازہ کی ہو۔

فضیلتِ دُعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے (اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہی عبادت ہے) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

ترجمہ:۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ انتہیٰ

اس روایت کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا گودا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز زیادہ معزز نہیں ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ ذکرِ الٰہی

ابوہریرہؓ اور ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر فرشتے اُسے گھیر کر لیتے ہیں اور اُن پر رحمت چھا جاتی ہے اور اُن پر اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے۔ اور اُن کو اللہ تعالےٰ اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے ہاں ہے۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔ تب میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

عبرت

برادرانِ اسلام! جس دعا اور ذکر کی فضیلت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد سے معلوم ہوئی ہے۔ اس دعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکرِ الٰہی ہے۔ جس دعا کی قبولیّت کا اللہ تعالےٰ نے ذمہ اٹھایا ہے وہ وہی ہے جو خدائے قدوس سے مانگی جائے اور جس ذکر پر نزولِ رحمتِ الٰہیہ ہوتی ہے۔ وہ فقط ذکرِ الٰہی ہے۔ لہٰذا اگر آپ قبولیّت دعا اور رحمتِ الٰہیہ کے امیدوار ہونا چاہتے ہیں۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے اور اسی سے مانگیے۔ جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا ہے ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یادِ الٰہی کے لئے موزوں اور محبوب بارگاہِ الٰہی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انہیں اذکار نبویہؐ کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ پر خدا تعالیٰ راضی ہو اور اس ناکارہ کو بھی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احیاء سنّت کی برکت سے عذاب سے نجات دے۔ آمین یا ربّ العالمین ط

ذکر صبح و شام

(۱)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (متفق علیہ)۔

ترجمہ:۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہی خدا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انتہیٰ۔

فضیلت اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اس وظیفے کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے۔ اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملیگا۔ اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف کئے جائیں گے اور شام تک شیطان کے پنجے سے محفوظ رہے گا (بخاری ومسلم)

عرضداشت ابوداؤد اور ابن ماجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص یہ وظیفہ صبح و شام پڑھے اس کو اس وظیفے کا ثواب فلاں فلاں چیز ملے گی۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ وظیفہ صبح و شام کے وقت پڑھنا چاہیئے۔ مسلمان بھائیو خدا کے لئے غور کرو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظیفے کے فضائل جیسا اور کسی کا بنایا ہوا وظیفہ ہو سکتا ہے۔ اور جو آپ کے بتلائے ہوئے وظیفے کا ثواب مل سکتا ہے وہ اور کسی کے بتلائے ہوئے سے نصیب ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کے فصل ثالث میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی سنّتِ نبوی ان سے اٹھالی جاتی ہے۔ واقعی یہی ہوا کہ جب ہم نے اپنے وظیفے ایجاد کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظائف ہم سے چھوٹ گئے۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر شوق ہے تو صبح اور شام کو مذکور الصدر وظیفہ ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھنا چاہو تو آپ ہی کے فرمودہ وظائف صبح و شام کے دوسرے بھی ملا لیا کرو۔

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

ذِکرِ صبح و شام

(۲)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور (سارے جہان میں) اسی کی تعریف ہے۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اس وظیفہ کو صبح و شام سو دفعہ روزانہ پڑھے۔ تو کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر "وظیفہ" نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جو یہی وظیفہ اتنا ہی پڑھے یا اس سے بھی زیادہ پڑھے۔

عبرت:۔ مسلمان بھائیو! خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بہترین وظیفہ بتلا چکے ہیں۔ تو آپ کیوں ان بہترین وظائف کو چھوڑ کر ان وظائف کے پابند ہو رہے ہو۔ جن کا پتہ نہ دربار خداوندی سے لگتا ہے نہ ارشاداتِ محمدی سے ملتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى۔ آمین

ذِکرِ صبح و شام

(۳)

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ:۔ میں اللہ تعالیٰ کو اپنا پالنے والا تسلیم کرنے اور اسلام کو اپنا دین بنانے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی ماننے میں راضی ہوں)۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان بندہ اس دعا کو صبح و شام تین دفعہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ قیامت کے دن اسے راضی کرے۔ (رواہ احمد والترمذی)۔

عبرت:۔ عزیز بھائیو! وظائف کے پڑھنے سے مطلب تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور عذابِ الٰہی سے نجات ملے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وظیفہ کے پڑھنے والوں کے لئے عذابِ الٰہی سے نجات کا ذمہ لیتے ہیں تو اس سے بڑھ کر تمہیں قبولیّت اور نجات کا اور پکّا وعدہ کہاں سے مل سکتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں سے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

ضروری تنبیہہ بھائیو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ تمہیں تب نصیب ہو گا جب اس دعا کو سمجھ کر عمل کرو۔ ورنہ یقیناً یاد رکھو۔ زبانی ورد اور عملاً انکار سے کوئی نتیجہ مرتّب نہیں ہو سکیگا

مطلب فقرہ اوّل جب اللہ تعالیٰ کو ہم نے پالنے والا مان لیا۔ تو ہمارا فرض ہے کہ پرورش کے لئے سوائے خدا تعالےٰ کے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ اپنی کسی بھی حاجت میں سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے دروازہ کو نہ کھٹکھٹائیں اور جب تک پا نہ لیں اسے چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ کیونکہ یہ یقین ہے کہ سوائے اس کے دروازے کے اور کوئی دروازہ نہیں ہے جہاں سے مل سکے اور اگر کہیں بھی گئے تو گویا کہ عملاً ہم نے اس وعدہ کو توڑ دیا اور مشرک بن گئے۔

مطلب فقرہ دوم اپنی عبادات۔ اقتصادیات سیاسیات میں قانون اسلام (کتاب اللہ وسنت رسولہ) کو دستور العمل بنائیں ورنہ ہم زبان سے اسلام کے مدّاح اور عمل سے دشمن کہلائیں گے۔

مطلب فقرہ سوم جب سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا مان لیا ہے اور ہم خدائے عزّوجل کے بندے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ میں باگ دیدیں اور چپ چاپ آپ کے نقشِ قدم پر چلتے جائیں۔

ہر نماز کے بعد کا ذکر

(۴)

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا ہے۔

فضیلت:۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاں ایک خادم لینے کے لئے تشریف لائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو خادم سے بہتر ہو؟ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳، ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار ہر نماز کے وقت اور سونے کے وقت پڑھا کرو۔

مطلب:۔ یعنی جتنا آرام آپ کو خادم سے پہنچتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کلمات کے پڑھنے سے بارگاہِ خداوندی میں نصیب ہو گا۔

(۵)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اللہ تعالیٰ عظمت دینے والا (سب عیبوں سے) پاک ہے۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (یہ دو) کلمے زبان پر ہلکے ہیں۔ میزان (جس میں قیامت کے دن لوگوں کے اعمال تلیں گے) میں بھاری ہیں۔ رحمٰن کے ہاں محبوب ہیں۔ (متفق علیہ)

عبرت:۔ خدا تعالیٰ کے بندو! نماز کے علاوہ جب تمہیں یادِ الٰہی کا شوق پیدا ہو ان وظائف

کو پڑھا کرو۔ جو بے حد مختصر اور بہت ہی آسان اور بارگاہِ الٰہی میں یقیناً مقبول ہیں۔

(۶)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے۔ سب تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا ہے۔

فضیلت اوّل:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ یہ چار کلمات سارے کلموں سے افضل ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ کلمے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب کلاموں سے زیادہ پیارے ہیں۔ (رواہ مسلم)۔

فضیلت دوم:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ کہ ان کلمات کا پڑھنا میرے ہاں تمام ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ (رواہ مسلم)۔

عبرت:- اللہ تعالیٰ کے بندو! خدا سے ڈرو۔ اور جو کچھ سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے وہ کرو۔ اپنی طرف سے نئی نئی ایجادیں مت کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وظیفے کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ محبوب فرماتے ہیں تو کیا تمہاری محبّت محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمہیں مجبور نہیں کرتی کہ تم اسے دل میں جگہ دو اور زبان سے اس کا وِرد کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ترک شدہ سنّتوں کو زندہ کر کے بہشت میں آپؐ کی معیت کا فخر حاصل کرو۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری سنّت کو زندہ کیا وہ میرے ساتھ اکٹھا بہشت میں ہوگا۔ عزیزو! اپنے گھروں اور مسجدوں میں ان وظائف نبویّہ کا چرچا ڈال دو اور اپنی ایجادات چھوڑ دو۔ تاکہ تم پر خدا تعالیٰ راضی ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پُر فتوح تم سے خوش ہو۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

(۷)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ (رواہ الترمذی و ابو داؤد)۔

ترجمہ:- میں اس خدا تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے خود قائم اور جہان کو قائم رکھنے والا ہے۔ میں (اپنے گناہوں سے باز آکر) اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

فضیلت اوّل:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے یہ سابقہ کلمات استغفار پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ میدانِ جنگ سے ہی بھاگا ہوا ہو۔ (کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے) جب یہ معاف ہو جاتا ہے تو باقی بطریقِ اولیٰ معاف ہو جائیں گے۔

فضیلت دوم:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے استغفار کو لازم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی سے نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے اور ہر غم سے نکال کر اسے راحت پہنچاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (رواہ ابو داؤد)۔

فضیلت سوم:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سارے بنی آدم خطاکار ہیں۔ اور بہترین خطاکار وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (رواہ الترمذی)۔

ضروری گذارش

برادرانِ اسلام! صحیح مسلم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کرو۔ میں بھی روزانہ سو دفعہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں علاوہ اسکے سابقہ ذکر شدہ فضیلتوں میں آپ پڑھ چکے ہیں "کہ ہر شخص خطاکار ہے اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں" لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ نماز کے علاوہ اپنے شوق سے یادِ الٰہی کرنا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد بلکہ حضور انورؐ کے اس عمل کا اتباع کرے کہ روزانہ سو دفعہ مذکور الصدر استغفار کا وِرد کیا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بھی معاف فرماوے اور اسکی ہر مصیبت دور ہو اور ہر رنج میں راحت نصیب ہو۔

توبہ کا صحیح مطلب

توبہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ فقط زبان سے وِردِ توبہ کرلے اصل توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو خیال میں لاکر سابقہ غلطیوں پر شرمندہ ہو اور آئندہ ان کے ترک کرنے کا دل سے پختہ ارادہ کرلے۔

توبہ سے مصیبتوں کے دُور ہونے کا راز

اس جہان کا چلانیوالا خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جو وہ کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کا اعلان ہے کہ "میں ہر ایک کی دعا سنتا اور قبول کرتا ہوں" بشرطیکہ کسی گناہ کے کام کی دعا نہ ہو قطع رحمی کی نہ ہو اور جلدی نہ کرے۔ مانگتا رہے یہانتک کہ کام ہو جائے۔ اس اعلان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک زبردست شرط یہ ہے کہ مانگنے والے کا تعلق اپنے گناہوں کی شامت کے باعث خدا تعالیٰ سے بگڑا ہوا نہ ہو ورنہ اسکی مثال ایسی ہو گی کہ دریا سے ایک نہر میں پانی آتا تھا۔ لیکن چند روز کے بعد اس نہر میں مٹی بھر گئی کہ اب پانی آ ہی نہیں سکتا اور جتنا ملک قبل ازیں اس نہر سے سر سبز و شاداب نظر آتا تھا سب ویران ہو گیا۔ اگر ہم دوبارہ اس ملک کو سرسبز و شاداب دیکھنا چاہتے ہیں تو نہر کے طول و عرض سے مٹی کے انبار ہٹا دیں تبھی پانی آسکتا ہے اور مثلِ سابق لہلہاتی کھیتیاں اور ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ بن سکتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح صدق دل والی توبہ سے تمام وہ حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ جو قبولیتِ دعا میں مانع تھے اور ارادۂ الٰہی کی برقی قوت اس کے کاموں کی بگڑی ہوئی مشین کو چلا دے گی۔

نمازِ مغرب کے بعد کا ذکر

(۸)

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- اے اللہ! تو مجھے دوزخ سے پناہ دے

فضیلت:- ایک صحابی کو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی کے بولنے سے پہلے سات دفعہ یہ کلمات پڑھا کرو۔ جب تم نے شام کو پڑھے اور اسی رات تم مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ سے نجات دیگا۔ اور جب تم نے صبح کی نماز کے بعد پڑھے پھر اگر تم اسی دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ سے نجات دیگا۔

عبرت:- خدا کے بندو! اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کا شوق ہے تو نمازِ مغرب اور صبح کے بعد یہ وظیفہ پڑھا کرو۔

بستر پر لیٹنے کا ذکر

(۹)

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔ (رواہ ترمذی)۔

ترجمہ:- اے اللہ تعالیٰ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا۔

فضیلت:- حدیث شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ رخسارہ مبارک کے نیچے رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ ابو داؤد)

عبرت:- مسلمان بھائیو! کیا ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح رات کو سوتے وقت موت کا نقشہ یاد آتا ہے۔ اگر یاد آیا کرتا تو تمام گناہوں سے تائب ہو کر سوتے اور صبح اُٹھ کر بے ایمانی خلقِ خدا کی دل آزاری۔ حق تلفی۔ غیبت۔ جھوٹ۔ حسد۔ کینہ۔ بغض۔ عداوت وغیرہ حماقتیں نہ کرتے عقلمندو! ہوش سے کام لو۔

مصیبت زدہ کو دیکھنے کے وقت کا ذکر

(۱۰)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ:- اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے عافیّت دی۔ اس مصیبت سے جس میں تمہیں مبتلا کیا۔ اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر

فضیلت دی۔

فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھتا ہے تو اس کو یہ مصیبت کبھی نہیں پہنچے گی۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)۔

اَدائے قرض کی دُعا

(۱۱)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ط (رواہ ابوداؤد)۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ غم سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ عاجزی اور سستی سے محفوظ ہونے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں بخل اور بزدلی سے بچنے کے لئے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ قرضے میں دب جانے اور لوگوں کی جھڑکیوں سے محفوظ رہنے کے لئے تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں۔

فضیلت:۔ حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہؐ! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تمہیں ایسی کلام نہ بتاؤں۔ کہ تم اسے پڑھو تو اللہ تعالےٰ تیرے غم دُور کر دے اور تیرا قرضہ اُتار دے۔ اسنے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ صبح اور شام یہ دعا پڑھا کرو۔ وہ شخص کہتا تھا۔ کہ میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی دُور کر دیا اور میرا قرضہ بھی ادا کر دیا۔

عبرت:۔ عزیزو! اس دعا مبارک کے پڑھنے سے جب تمام غموں کے دُور ہونے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے تمام غم دُور کر دیگا اور قرضے ادا کر دیگا۔ تو تم کیوں ایسی قبولیت کی ذمہ داری والی دعاؤں کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی طرف جاتے ہو فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ط

دُرود شریف

(۱۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اور اسکی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسکی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک تو بزرگ تعریف کیا ہُوا ہے اے اللہ! تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کی آل کو برکت دے۔ جس طرح تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کی آل کو برکت دی تھی۔ بیشک تو تعریف کیا ہُوا بزرگ ہے۔

فضیلت اوّل:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے دس درجے (قربِ الٰہی میں) بلند ہوتے ہیں۔ (رواہ نسائی)۔

فضیلت دوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب میرے پاس وہ شخص ہوگا۔ جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجا (رواہ ترمذی)

چھینکنے والا یہ پڑھے

(۱۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ سب تعریف خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔

چھینک سُننے والا یہ کہے

(۱۴)

یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

چھینکنے والا یہ دُعا دے

(۱۵)

یَھْدِیْكُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَكُمْ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ تمہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور تمہاری حالت کو سنوارے۔

تکلیفوں میں مُبتلا ہونیوالا یہ پڑھے

(۱۶)

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

چاند دیکھنے کی دعا

(۱۷)

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ ط (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال۔ اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔

قبرستان میں جانے کی دعا

(۱۸)

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ:۔ اے قبروں والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہم سے پہلے جا پہنچے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔

سوتے یا جاگتے وقت ڈرنیوالا یہ پڑھے

(۱۹)

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔ ان کے غصّے سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

گذارش:۔ برادرانِ اسلام! فرائض ضروریہ کے ادا کرنے کے بعد اگر خدا یاد کرنے کا شوق ہو تو علاوہ مذکورۃ الصدر وظائف کے سید المرسلین خاتم النّبیین شفیع المذنبین علیہ الصّلوٰۃ والسلام پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ تمام درود شریفوں میں سے افضل وہی درود شریف ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ :- اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری دینے والا اور (مخالفین کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے

آپ کی بعثت تمام امم اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ سوائے حضور انور صلعم کے پیش کردہ اسلام کے اور کوئی مذہب بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہو گا۔

اور آپ صلعم کا

پیش کردہ اسلام فقط وہی ہے جس پر آپ صلعم نے عمل کیا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔

آپ صلعم کے پیش کردہ

اسلام کے علاوہ شیطان نے آپ صلعم کی امت کو بھی گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام کے سوا اور قسم کے رسم و رواج کئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میری امت میں سے بھی بہتّر فرقے جہنم میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ مسلمانوں میں سے جنت میں جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام نے آپ صلعم سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہو گا۔ آپ صلعم نے فرمایا (ما انا علیہ و اصحابی)۔ ترجمہ :- جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

لٰھذا

سب مسلمان کہلانے والے بھائیوں سے باادب درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خود غور کر کے دیکھیں۔ کہ آیا ان کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا پیش کردہ اسلام ہے۔ یا نہیں۔

میری عادت ہے

کہ میں کسی شخص یا کسی فرقے کا نام نہیں لیا کرتا۔ مسئلہ صحیح پیش کر دیا کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے۔ کہ وہ سوچ لے۔ کہ آیا وہ صحیح مسلک پر ہے یا نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

نواں شاہد

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۞ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ۹۸ ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۞ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞ (سورۃ الاعراف ع ۱۲ پ ۹)۔

ترجمہ :- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے۔ جب وہ سو رہے ہوں۔ یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے۔ جب وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان والے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ کیا نافرمان اللہ کے عذاب سے بے فکر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جبکہ رات کو سوئے ہوئے ہوں تب اُن پر عذاب نازل فرمائے۔ اور چاہے تو جب کہ کھیل کود میں دن کو مصروف ہوں۔ تب اُن پر عذاب نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر نہیں ہو سکتے۔ مگر جو اپنی عاقبت خراب کرنا چاہتے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْ عَذَابِكَ يَا رَحِيْمُ يَا كَرِيْمُ۔

پڑوسی کے لیے کھانے کا شوربہ زیادہ کرلیا کرو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے ہاں سالن کی ہانڈی پکے تو اسے چاہئے کہ شوربہ زیادہ کر لے، پھر اس میں سے کچھ پڑوسیوں کو بھی بھیج دے۔

معجم اوسط للطبرانی

پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ "محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے"۔ آپؐ نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ (اور پھر) تو نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے، اور خانہ کعبہ کا حج کرے، اگر تجھ کو زادِ راہ میسّر ہو"۔ اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا "آپؐ نے سچ فرمایا"۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے! آپؐ نے فرمایا (ایمان یہ ہے، کہ) "تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھ"۔ (یہ سن کر) اس شخص نے کہا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (پھر) پوچھا احسان (نیکی) کے متعلق کچھ فرمایئے!۔ آپؐ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح (یعنی یہ سمجھ کر) کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے (یعنی اس کے حضور میں حاضر ہے) اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی اتنا حضورِ قلب نہ ہو) تو (اتنا ضروری ہے) گویا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔" پھر (اس) شخص نے پوچھا قیامت سے آگاہ فرمایئے! آپؐ نے فرمایا "قیامت کے متعلق میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے۔" (یعنی جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی مجھ کو معلوم ہے) پھر دریافت کیا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بتلا دیجئے آپؐ نے فرمایا (قیامت کی نشانیوں میں سے) "ایک تو یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک یا آقا کو جنے گی۔ (یعنی کثرت سے بچے پیدا ہوں گے جو اپنی ماؤں کے مالک و آقا بنیں گے)، اور (دوسری نشانی) یہ کہ برہنہ پا برہنہ جسم مفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو (عالی شان) مکانات و عمارات میں (فخر و غرور کی) زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھے گا۔"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ "عمرؓ! تم اس سائل کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ "اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتا ہے"۔ آپؐ نے فرمایا۔ "یہ (شخص) جبرئیل تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔" غرض

تین چیزیں

ہوں۔ تو مسلمان سچا مسلمان بنتا ہے۔ ایمان اسلام اور احسان۔ ایمان اور اسلام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور احسان درجۂ تکمیل والوں کیلئے ہے۔ جس کے دل میں اسلام اور احکام اسلام کی صداقت کا یقین نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اللہ اور رسول اللہ کے احکام پر یقین کا نام ہے ایمان۔ جس کے دل میں ایمان نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر لوگ کہیں کہ نماز کوئی نہیں ہے۔ تم کہو کہ سب جھوٹے ہو بے ایمان ہو نماز کا حکم اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے اگر لوگ کہیں روزہ نہیں ہے زکوٰۃ نہیں ہے۔ تم کہو تم سب جھوٹے ہو۔ ہم نماز پڑھیں گے۔ روزہ رکھیں گے زکوٰۃ دیں گے۔ اگر کوئی کہے درود شریف میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کہدو تم جھوٹے ہو۔

حدیث شریف

میں ہے حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھ پر جو شخص ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیگا اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کریگا اس کے دس گناہوں کو معاف کریگا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے احکامات پر دل سے مہر تصدیق لگانے کا نام ہے ایمان۔ عبد اللہ جان عطاء اللہ خان نام رکھنے سے مسلمان نہیں ہے۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کا نام عبد اللہ ہی تو تھا۔ وہ بے ایمان ہی مرا۔ اسکا جنازہ رحمۃ للعالمینؐ نے ہی پڑھایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ تو بڑا بے ایمان ہے۔ اس کی برائیاں آپ کو یاد تو ہیں لیکن پھر بھی آپؐ نے اپنے رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے اس کیلئے دعا مغفرت فرمائی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی طرف داری فرمائی اور بذریعہ وحی ارشاد ہوا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ پارہ ۱۰ آیت ۸۰) ۔ ترجمہ:۔ تو ان کیلئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستّر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا (یعنی کہا نہ مانا) اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہیں لیکن اسکا نام بھی عبد اللہ تھا۔ رسول اللہؐ نے نماز جنازہ بھی پڑھائی مگر اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہو اسکے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی قبول نہیں کرتا۔ بظاہر وہ نماز بھی پڑھتا تھا۔ لیکن دل میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اسکے عمل کی کوئی قدر نہ ہوئی۔

منافق

کے متعلق بعض جگہ آیا ہے کہ یہ لوگ نماز ادا کرنے میں بڑے سست ہوتے ہیں اور ان کا نیک کام کرنے کا مقصد محض ریاکاری ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ہم میں اور منافقین میں ایک فرق اور پہچان کی بات یہ ہے کہ ہم لوگ عشاء اور مغرب کی جماعت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں میں ان دونوں نمازوں میں حاضر ہونے کی ہمت اور طاقت نہیں ہوتی گو یا ظہر اور عصر دکھلاوے کیلئے پڑھتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں عشاء اور صبح کی نماز میں کھسک جاتے ہیں۔

یاد رکھئے!

ایک ہے دین سمجھانا دوسرا ہے دین پر عامل بنانا گذشتہ پانچ چھ جمعرات سے اصلاحِ باطن پر میں نے زور دیا ہے۔ علماء کرام روحانی امراض سمجھاتے ہیں اور صوفیاء عظام ان امراض کا علاج سکھاتے ہیں۔ علماء کرام سے ریاء کی حدیث پڑھ لینے سے کبھی ریا نکل جاتا ہے یا کبر کے معنے سمجھ لینے سے کبر نکل جاتا ہے۔ سمجھانا اور چیز ہے سکھانا اور چیز ہے۔ قال کا حال بننا مدت مدید کی بات ہے

سہ مدّتے ہا باید کہ تا خون شیر شود

میرے روحانی باپ کے چار بیٹے تھے۔ تین فوت ہوگئے ہیں چوتھے مولانا حماد اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے۔ مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود سنایا کہ انہوں نے حضرت سے واپس جانے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا بابا یہاں رہو کچھ سیکھو حضرتؒ نے فرمایا نہ بیٹا جانے دو۔ مولانا عبد العزیز صاحبؒ حضرتؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ بے داموں کے خادم تھے۔ انہوں نے کہا میرا کرتہ پھٹ جاتا تھا اور چادر سے ڈھانپ لیتا تھا کہ حضرت کو نظر نہ آئے اور کوئی کرتہ نہ دیدیں۔ گھر جانے کیلئے اماں جی سے ایک ٹکہ لیا کرتا تھا۔ سکھر دریا کے پل پر سے گزرنے کیلئے ٹکس دینا پڑتا تھا اور گھر جانے کیلئے پانچ چھ اسٹیشن پیدل چلنا پڑتا تھا۔ پانچ جمعراتوں سے

امراض روحانی عرض کر رہا تھا کوئی کسی میں مبتلا ہے کوئی کسی میں مبتلا ہے کوئی ریا میں مبتلا ہے۔ مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر عام طور پر کل صبح برات آنی ہوتی ہے اور آج دوپہر سے ہی دیگیں پکنی شروع ہو جاتی ہیں اور یہ دکھلاوے کے طور پر کہ لڑکے کے سسرال والے اچھے کھانے پینے والے ہیں۔ اسی طرح جہیز کی نمائش بھی واہ واہ کرانے کے لئے کی جاتی ہے کہ لوگ کہیں کہ لڑکی کو خوب جہیز دیا ہے۔ میں احباب کو مشورہ دیا کرتا

ہوں کہ اگر اجر خدا سے لینا ہے تو لڑکی کی ماں کو سمجھا دو۔ برتن بوری میں بند کر دے اور کپڑے ٹرنک میں بند کر کے چابی لڑکی کو دیدے۔ گھر جا کر دیکھ لے گی۔

لاہوریوں کی عادت

جب برات دوپہر سے آئی ہوئی ہے نکاح ہو چکا ہے لڑکی کی ماں کہتی ہے شام کے بعد روانہ کروں گی۔ لوگوں کو دکھلانے کیلئے قلعی شدہ دو دو برتن مزدوروں کے سروں پر رکھ دیتے ہیں گیس کی روشنی پلنگ بستر باجے گاجے سب نمائش ہی نمائش۔ لڑکی باپ کا گھر لوٹ کر لئے جا رہی ہے۔ جہیز پھیلا کر لڑکیوں کے کرتے دوپٹے اور پاجامے دکھاتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ دیگیں پک رہی ہیں صبح ۸ بجے سے بیکار بجے تک لوگ روٹی کھاتے ہیں کیا یہ خدا کیواسطے کھلاتے ہیں نہیں سب نام نمود کیلئے یہ ریاء ہے۔ خدا کے نام پر فقیر آئے تو پس خوردہ بھی نہیں دیتے۔ یاد رکھو ریاء شرک ہے چھوٹا شرک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ یہ سمجھانا نہیں سمجھانا ہے علماء کرام سمجھاتے ہیں اور صوفیاء عظام سکھاتے ہیں مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث میں ایمان اسلام اور احسان کا ذکر ہو رہا ہے۔

مختصر یہ کہ

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے ہر حکم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے اور اس پر عمل کر کے دکھلانے کا نام اسلام ہے۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب ٹھیک ہے سب حق ہے خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے یہ ایمان ہے اور ان احکام کی بجا آوری کا نام ہے اسلام۔ مثلاً نماز پڑھے روزہ رکھے۔ زکوٰۃ دے حج اگر فرض ہے تو حج کرے یہ مسلمان ہے۔ یاد رکھو! جو نماز نہیں پڑھتے وہ مسلمان نہیں ہیں جو روزہ نہیں رکھتے وہ مسلمان نہیں ہیں انہیں کافر بھی نہیں کہتا وہ فاسق ہیں اور فاسق کے معنی ہیں بدمعاش کیونکہ دل سے تو مانتے ہیں کہ اسلام سچا ہے۔ لیکن عمل نہیں کرتے۔ مومن مسلم وہ ہیں جو دل سے مانے اور عمل کرے اور جو مانے تو سہی لیکن عمل نہ کرے وہ مومن فاسق ہے۔ اس کی مثال نوکر ہے۔ کہ ہر مہینے تنخواہ تو لے لیتا ہے۔ لیکن کام نہیں کرتا۔ اس سے مالک کب خوش ہو سکتا ہے خیر علماء کرام ترجمہ کر کے سمجھاتے ہیں اور یہ بھی بہت بڑا کام ہے۔ صوفیاء عظام سکھاتے ہیں حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے حدیث شریف پڑھی ہے عشاء کے بعد پڑھنے بیٹھتے تھے اور صبح ہو جاتی تھی۔

تیسری چیز

احسان درجہ تکمیل ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے نصیب فرمائے۔ قال سے حال بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تینوں نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام دین سکھانے ۴۴

یتیم کی کفالت کرنے والے کا اجر

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا، اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ صحیح بخاری

۴۴ آئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو گویا وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سوال کرنے کیلئے بھی عقل کی ضرورت ہے۔ عوام بیٹھے رہتے ہیں نیند آ رہی تھی۔ نماز کے لئے کھڑے ہوئے شیطان آ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا۔ فلاں بات یاد کرو فلاں بات یاد کرو۔ شیطان ایسا لعین ہے۔ کہ بھولی ہوئی باتیں نماز میں یاد آ جاتی ہیں یا تو نماز میں متوجہ الی اللہ تھا۔ یا شیطان دوسری طرف بہکا کر لے گیا۔ جب چونک جاتا ہے تو آدمی کو خیال آتا ہے کہ میں تو نماز میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لئے بلایا ہے اس میں محو ہو جاتا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ۴۵

۴۵ فانی عن الخیر باقی باللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض جنگوں میں جسم پر تیر لگتے ہیں۔ مگر جب نہیں نکلتے تو کہتے ہیں۔ نماز شروع کر لوں۔ پھر تیر نکال لینا۔ یہ اُن کی محویت تھی۔ یہاں تو تھانیدار کے سامنے کھڑا ہو جائے تو حواس گم ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سب حاکموں کا حاکم ہے۔ اس کا پورا تصور آ جائے تو جان نہ نکل جائے۔ صحابہ کرامؓ کو خوفِ خدا اور رسول اللہ کی صحبت کی برکت سے یہ نعمت وہبًا حاصل تھی اور اب ہمیں کسبًا حاصل کرنی پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایمان اسلام اور درجۂ تکمیل احسان نصیب فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

سبحٰنک اللّٰھمّ و بحمدک نشھد ان لآ الٰہ الاّ انت نستغفرک و نعوذ بک من النّار۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۹ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

کرنا اور پھر ڈرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

پہلی چیز یہ ہے کہ بارہا حدیث شریف پیش کر چکا ہوں کہ اس مجلس میں نیک نیتی سے شامل ہونے والوں کی اللہ تعالےٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔ جتنا بڑا حلقہ ہو گا اتنے فرشتے زیادہ ہوں گے جو اس حلقہ کو گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ بعض احباب ۴۰-۵۰ میل سے چل کر محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو بخش دیا۔

دوسری چیز یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک ہے تعلیم اور دوسری تربیت مسلمانوں میں ایک طبقہ العوام کالانعام کا ہے جیسے ڈھور جانور ہوتے ہیں ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ دن بھر کیا کیا کرتا رہا۔ فقط ماں نے جنا۔ اناج کھایا اور بڑے ہو کر بچے جنے پھر مر گئے۔ نہ نماز نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج۔ اگر کسی اللہ والے کے اڑے چڑھ گئے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔ دوسرا طبقہ یعنی خواص علماء کرام کا ہے۔ ان کے ہاں تعلیم تو ہوتی ہے، خیر و شر، حق و باطل کی تمیز بھی ہوتی ہے لیکن تربیت نہیں ہوتی۔ علماء کی صحبت میں طلباء کی استعداد ہو جاتی ہے کہ عبارت پڑھ کر ترجمہ سمجھ لیتے ہیں لیکن احادیث اور ترجمہ پڑھ لینے سے نہ تو ریا نکل جاتا ہے نہ کبر اور نہ حسد نکلتا ہے۔ یاد رکھئے علماء کرام کے ہاں تعلیم ہوتی ہے اور صوفیائے عظام تربیت فرماتے ہیں یعنی قال کو حال بنا دیتے ہیں۔ الہ آباد میں میں نے دیکھا ہے۔ جوانی میں میں سیاسیات میں حصہ لیا کرتا تھا۔ الہ آباد کے ایک جلسے میں لاہوریوں نے مجھے نمائندہ انتخاب کر کے بھیجا تھا وہاں گنگا اور جمنا دو دریاؤں کا جوڑ ہے۔ میں سیر کرنے گیا۔ وہاں خوب موٹے تازے ہٹے کٹے بالکل ننگ دھڑنگ سادھو بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہندو عورتیں آتی ہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں۔ لڈو ان کا نذرانہ ہوتا ہے۔ اُن کا تصوف یہ ہے کہ مرضی ان میں نہیں ہوتی۔ غرض اُن میں بھی تصوف ہے۔

میں صوفی باکمال اس کو سمجھتا ہوں جو شریعتِ محمدیؐ کا تابع ہو۔ جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حدیثِ خیر الانام ہو اور خود اس پر عامل ہو۔

میں پچاس سال سندھ میں رہا ہوں۔ اس لئے میں سندھی جانتا ہوں۔ میرے ایک خط کے جواب میں میری تکمیل کے بعد حضرت امروٹی رحمہ نے ایک سندھی شعر لکھا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "اپنی نظر سے اپنے عیب دیکھو نہ کہ دوسروں کے عیب دیکھو اور اپنے آپ کو بھول جاؤ" ایک ایک منٹ میں سو سو مرتبہ خدا کا نام لیتے ہیں نہ کہ دوسروں کے عیب نکالتے رہتے ہیں"۔ میرے حضرت نے تو مجھے یہ تعلیم دی ہے۔

طالب علم محنت کرتے ہیں پھر ڈرتے ہیں کہیں فیل نہ ہو جائیں۔ دورہ تفسیر کے لئے میں چھوٹے درجہ کے آدمی نہیں لیتا فارغ التحصیل عالم ہی لیتا ہوں۔ قرآن شریف کے درس میں جو رمضان شریف میں ہوتا ہے فقط عالم آتے ہیں۔ تین گھنٹے امتحان ہوتا ہے بعض اوقات قابل فیل ہو جاتے ہیں۔ اس کو اپنی قابلیت پر غرور تھا مگر کوئی ایسا عارضہ لاحق ہو گیا کہ فیل ہو گئے مثلاً رات بھر مطالعہ کرتے رہے دن کو اونگھ آ گئی پرچہ رہ گیا فیل ہو گئے بعض نالائق محنت کر کے پاس ہو جاتے ہیں۔ آج کا مضمون ہے کرنا اور ڈرنا۔ یہ ہے تربیت اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو روحانی امراض سے شفایاب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب آدمی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے تو شیطان آ جاتا ہے اور کہتا ہے اذکر کذا اذکر کذا۔ فلاں بات یاد کر۔ فلاں بات یاد کر۔ شیطان نماز میں ریا لاتا ہے۔ اگر خیال کو روکا تو نماز بچ گئی ورنہ گئی۔

شیطان ہر نیک کام میں ریاء لاتا ہے۔ مثلاً نعت خوان نعت پڑھتا ہے لوگ واہ واہ کرتے ہیں اور یہ دل میں پھولا نہیں سماتا یہ ریاء ہے اگر تربیت یافتہ نہیں اور شیطان کے وار کو رد نہیں کیا تو پڑھی نعت اور ہو گیا مشرک۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک اصغر فرمایا ہے۔ اور اپنی امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ سکولوں کالجوں میں یہ تعلیم نہیں ہوتی۔

مولوی حبیب اللہ کے دو خط آئے تھے آج میں نے لکھا ہے کہ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم مدینہ منورہ میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھتے ہو اور ماں باپ کے لئے دعائیں کرتے ہو۔

علوم عالیہ صرف نحو کہ جب تک نہ پڑھے کتاب اللہ نہیں سمجھ سکتا۔ اصل مقصد کتاب اللہ و حدیث شریف ہے جو کتاب و سنت کو جانے وہ عالم ہے اور جو قال کو حال بنا دے وہ کامل ہے۔ صوفیاء کرام قال سے حال بنا دیتے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز میں نے صوفیاء کرام سے سیکھی ہے۔ تمہیں حلال حرام کی تمیز نہیں ہے۔ حرام کھاؤ گے تو عبادت قبول نہیں ہو گی۔ جب تک پندرہ ہزار مشق نہیں کریں گے۔ شیطان کوئی عمل باقی نہیں رہنے دے گا۔ جس وقت خیال آیا شیطان کا وار ہوا۔ فوراً لا کی تلوار سے اس کا گلہ کاٹ دو۔ مشق کرنے سے یہ بات آ جاتی ہے اگر تربیت یافتہ نہیں ہو گا تو ریاء آیا اور نماز گئی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خلل پیدا ہو گیا ہو کرنا اور ڈرنا۔ شیطان ہر ایک کے ساتھ ہے میرے ساتھ بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ

مجلسِ ذکر

منعقدہ جمعرات ۲۶ رجمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ار نومبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا ومرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تعلیم دین کی ضرورت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

ہر ہفتے کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اصلاح حال کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی صحتِ روحانی بحال ہو جائے۔ قیامت کے دن ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق باز پرس ہو گی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَّھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تم سب راعی ہو۔ اور تم سے اپنی رعیّت کی بابت سوال کیا جائیگا پس امام لوگوں کا راعی ہے اس سے اس کی رعیّت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور اس سے اس کی رعیّت کی بابت پوچھا جائیگا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ ہے اور اس کے بچوں کی نگران ہے اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر راعی سے اس کی رعیّت کی بابت باز پرس ہو گی۔

اس آئینہ میں

اپنا چہرہ دیکھئے کہ کتنے بری الذمہ ہیں۔ میاں راعی ہے۔ بیوی بچّوں پر۔ اللہ تعالےٰ پوچھیں گے کہ بیوی بچوں کو احکامِ الٰہی سکھائے تھے یا نہیں انہیں دین سکھایا تھا یا نہیں۔ بیوی سے پوچھے گا۔ کہ کیا تو نے بچّوں سے میرے احکام کی تعمیل کرائی تھی یا نہیں۔ غرض ہر شخص جو جس جماعت سے وابستہ ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ دین سکھانا اسکا فرض ہے۔ آپ چونکہ میرے ساتھ وابستہ ہیں اور میرے پاس آتے ہیں۔ اس لئے

میرا فرض ہے

کہ آپ کو منجی اور مہلک سے مطلع کروں۔ میری جماعت بیٹھی ہے۔ آپ مجھ سے بیعت اس واسطے ہیں کہ آپ کو اللہ اللہ سکھایا جائے کتاب و سنّت سے آگاہی ہو۔ اللہ تعالےٰ مجھے حق کہنے اور آپ کو اس کو سُن کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جب میں اطلاع دے رہا ہوں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پر عمل کریں۔ آپ کو دین سمجھا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی جان چھڑا رہا ہوں۔ جتنا جس کو اقتدار زیادہ دیا جاتا ہے اتنی زیادہ باز پُرس ہو گی۔ میاں گھر پر راعی ہے۔ بیوی بچوں پر راعی ہے گاؤں کا چوہدری گاؤں والوں کا ذمّہ دار ہے علٰی ہذا القیاس رئیس مملکت پر پورے ملک کی ذمہ داری ہے۔ ہر چوہدری اگر یہ سمجھے کہ میں اپنے گاؤں کا راعی ہوں اور گاؤں والوں کو دین سمجھانا میرا فرض ہے۔ اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی عالمِ دین کو بلا کر اس فرض کو ادا کر دے۔

اصل بات

یہ ہے کہ ماں باپ سے بھی پوچھا جائیگا کہ تم نے اپنے بچّوں کو دین کیوں نہیں سکھایا تھا قیامت کے دن جب اولاد بڑی ہو کر دوزخ میں جائے گی تو کہے گی:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

کُبَرَآءَنَا سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں علماء یا فقراء نہیں ہیں۔ ماں باپ نمبر اوّل آتے ہیں کہ ان بے ایمانوں نے دنیا کمانا تو سکھایا لیکن دین نہ سکھایا۔

میاں کا فرض

ہے کہ بیوی کو دین سکھائے اور بیوی کا فرض ہے کہ بچّوں کو دین پڑھائے اور احکام الٰہی کی تعمیل کرائے۔ یہ ضروری چیز ہے۔ ورنہ

یاد رکھو!

اگر ان امراض روحانی سے بے دینی کی وجہ سے شفایاب نہ ہوئے تو تمہاری بداعمالیاں اور بدکرداریاں قبر میں ستائیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔ یعنی قبر یا تو بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتی ہے۔

اگر کوشش کریں گے تو ہم میں سے کوئی دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ میرا فرض ہے کہ آپ سے وہ بات کہوں۔ جس سے خدا راضی ہو۔ میں آپ سے ڈر کر نہیں کہتا خدا سے ڈر کر سناتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوزخ سے بچائے اور ایمان کامل سے اٹھائے۔ جس طرح مردوں کے لئے دین سیکھنا فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بھی دین سیکھنا فرض ہے۔ عورتیں مردوں کے ساتھ برابر چلتی ہیں گھریلو اور دنیاوی معاملات میں مرد عورت کی تفریق ہے۔ لیکن روحانی معاملات میں دونوں برابر ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۳۵)۔

ترجمہ:۔ اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کیلئے اللہ تعالےٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

اب آپ کا فرض ہے کہ عورتوں اور بچّوں کو دین سکھائیں یا تو کسی عالم دین کو بلا کر ان کو دین سمجھائیں۔ یا کسی عالم کے پاس لیجا کر انہیں بٹھائیں تاکہ ان کو دین سکھایا جائے۔

خُدا کی یاد

کا شوق اور کشش الی اللہ دونوں کی فطرت میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ ۔ اوکما قال۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (یعنی اس میں دین حق قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے) پھر اس کے ماں باپ یا تو اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی اور یا مجوسی۔

مطلب یہ ہے

کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ یعنی اگر والدین مومن ہیں تو دین سکھاتے ہیں اور اگر کافر ہیں تو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔

میرا تجربہ

ہے کہ اگر عورتوں کو خدا یاد کرنے کا طریقہ سکھایا جائے تو مردوں کے برابر چلتی ہیں۔

آج ایک عورت آئی۔ مجھے کہتی ہے کہ میں آپ سے بیعت ہوں میرا سبق دیکھیں پکّا ہے یا کچّا۔ میں نے دیکھا۔ تو چاروں لطیفے پکے ہوئے تھے۔

جو کچھ میں نے ڈیڑھ دو ماہ سے تفصیلات عرض کی ہیں ان کا عام لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب امراض سے شفا عطا فرمائے۔ آمین

موت سے قبل

آپ کا فرض ہے۔ کہ ہر کام میں نگرانی کریں۔ کہ کہیں ریاء تو نہیں آ گیا۔ کہیں حسد تو کام نہیں کر رہا۔ کہیں کبر تو نہیں آ گیا جب تک اپنے یومیہ حالات پر نگہداشت نہیں کریں گے تو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ شیطان عمل برباد کر جائیگا۔

شیطان ایسا لعین ہے۔ کہ کسی کو ریا میں مارتا ہے۔ کسی کو حسد میں مارتا ہے۔ ہر معاملہ میں غور کریں۔ کہ مجھے غصّہ جو آیا ہے کہیں حسد تو نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ترجمہ:۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو۔

اس کا پتہ تب چلے گا۔ جب قبر میں جائیں گے۔ آپ نے نیکی کی۔ ریاء آ گیا۔ ریاء شرک ہے۔ نیکی برباد ہو گئی۔

سب سے بڑا خطرہ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔

عن محمود بن لبیدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے۔ تو فرمایا۔ ریاء۔ یعنی دکھلاوا۔

تو غرض یہ ہے

کہ ہر وقت ہر گھڑی ہر دن ہر رات خبردار رہنا چاہیئے۔ شیطان ہر وقت مرد و عورت کے ساتھ رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی رنگ میں بھنگ ڈال دے گا۔ مثلاً کسی مسکین کو روٹی دی۔ دل میں خیال لائے گا۔ لوگ سمجھیں گے بڑا نیک آدمی ہے۔ یہ ریاء ہے۔ روٹی دی اور خدا کے واسطے لا کر دی۔ مگر ریاء کی وجہ سے خدا تعالےٰ کو ناراض کر لیا۔ کسی نے کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

گاؤں والوں کی عادت ہے۔ کہ جہیز پھیلا کر دکھاتے ہیں۔ اور شہروں میں تو رات کے وقت رخصتی کرتے ہیں۔ اور ایک ایک مزدور کے سر پر دو دو برتن رکھ دیتے ہیں۔ گیس کی روشنی میں قلعی شدہ برتن خوب چمکتے ہیں۔ لوگ واہ واہ کرتے ہیں۔ کیا یہ ریاء نہیں ہے۔ جن لوگوں کا مجھ سے تعلق ہے۔ میں کہا کرتا ہوں۔ بیٹی کے برتن بوری میں بند کر دو۔ اور کپڑے ٹرنک میں بند کر کے چابی بیٹی کے حوالے کر دو۔ گھر جا کر دیکھ لے گی محلے والوں کو دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں گھر بھی لٹایا، کام بھی نہ آیا۔ بوجہ شرک جوتے بھی کھانے پڑیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے کیا مشرکوں کے لئے بہشت بنایا ہے؟

انسان سمجھتا ہے۔ کہ میرا نفس مشیر ہے وہ مجھے بتا رہا ہے۔ مگر وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ عمر ختم ہو گئی۔ نامۂ اعمال میں نیکی کچھ بھی نہیں۔ اور دوزخ میں گئے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کئی ہفتوں سے زور اس واسطے دے رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا قال حال بنا دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرائض اور ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔!

سبحانک اللّٰھم وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الّا انت نسئلک الجنۃ نستغفرک و نعوذبک من النّار۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۴ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تعلیم و تزکیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد!

پہلی چیز یہ ہے کہ ہر ایک نشست میں چونکہ نئے نئے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک لمبی حدیث بارہا سُنا چکا ہوں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اگر نیک نیتی سے آئیں گے تو سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو فرائض انجام دیتے ہیں۔ یعنی تعلیم بھی دیتے ہیں اور تزکیہ بھی فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورۃ الجمعہ پ ۲۸ آیت ۲)۔

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار فرض تھے (۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفوس (۳) تعلیم کتاب اور (۴) تعلیم حکمت۔

تعلیم کے معنی ہیں احکام الٰہی کا مطلب سمجھانا اور بندوں تک پہنچانا اور تزکیہ نفس یہ ہے کہ ان کو امراض روحانی سے شفا دلانا یا پاک کرنا چنانچہ آپ کو معلوم ہے پانچ چھ جمعرات سے میں نے تزکیہ نفس کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اگر امراض روحانی کا پتہ چلے گا۔ تو علاج کرائے گا۔ انسان اگر ان امراض روحانی سے شفایاب ہو کر مریگا تو جنّت کا دروازہ کھُل جائیگا اور قبر کو بہشت کا باغ بنوائے گا۔ اگر خدانخواستہ امراض روحانی میں مبتلا رہا تو قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان امراض روحانی سے شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ان امراض روحانی کی تفصیل بارہا عرض کر چکا ہوں۔ ریا، حسد، کبر، عُجب، بخل، اسراف، وغیرہ مہلک امراض ہیں۔ دنیا میں ان امراض سے شفا حاصل کرنے اور مرتے دم تک سنبھالنے کی کوشش کریں۔ بندگی کے معنی صرف نماز روزہ نہیں بلکہ امراض روحانی سے شفایابی کیلئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منشاء الٰہی کے ترجمان ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے :۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے بطور وحی نازل کیا جاتا ہے — حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ چھوٹے شرک کا ہے صحابہؓ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ چھوٹے شرک سے آپ کی مراد کیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا اَلرِّیَاءُ۔ یعنی دکھلاوا اسی طرح کبر کے معنی آپ نے فرمایا ہے بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ ترجمہ (حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ عُجب کے معنی خود پسندی اور حسد کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الْحَسَدَ یَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ترجمہ :۔ بیشک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

اگر اب بھی مسلمان کہلا کر متنبہ نہ ہوں اور غور نہ کرو تو قیامت آنیوالی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک حدیث بھی محفوظ ہے۔

دینی تعلیم تو مدارس عربیہ دیتے ہیں لیکن تزکیہ نفس صوفیائے کرام کی صحبت میں رہ کر ہوتا ہے وہ بتلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو یوں یاد کرو۔ پھر وہ دیکھتے ہیں کہ سبق پک گیا ہے یا نہیں وہ عملاً تزکیہ نفس کرتے ہیں سمجھاتے ہیں پکواتے ہیں اور آگے چلاتے ہیں۔ کتاب و سنت کے مطابق صحیح معنوں میں تزکیہ نفس کرانے والے صوفیائے کرام کہیں کہیں ملتے ہیں الہ آباد میں ہندو مسلم اتحاد کیلئے نمائندگان جمع ہوئے تھے انمیں مسلمانوں کے نمائندے بھی تھے اور ہندوؤں کے بھی۔ لاہور والوں نے مولانا ظفر علیخاں مرحوم اور مجھے بھیجا تھا۔ میں وہاں گنگا اور جمنا کے اتصال پر سیر کرنے کیلئے گیا تو میں نے جاکر دیکھا کہ بیٹے کٹے ننگ دھڑنگ سادھو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہندو عورتیں آتی ہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں لڈو الکا نذرانہ ہوتا ہے

یہ ان کا تصوف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کیا ہوا اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک رہیگا مگر جبتک کوئی ہادی نہ سمجھائے پتہ نہیں لگتا کسی زمیندار کے بیٹے کو کسی جولاہے یا ترکھان کیساتھ دعوت دیجائے تو وہ کہیگا کہ میں کمی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں یہ میری بے عزتی ہے اگرچہ وہ کمی جولاہا یا ترکھان حلال کمائی کرکے ہی کیوں نہ کھاتے ہوں موچی جولاہا یا ترکھان کیساتھ کھانا کھانا توہین سمجھتے ہیں یہ کبر ہے یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ شیطان ایسا لعین ہے کہ ہر نیک کام میں ریاء لاتا ہے۔ مجھ پر بھی حملے کرتا ہے میں نے اپنے شیخ سے تربیت پائی ہے لا کی تلوار سے مشق کرائی جاتی ہے جب کبھی زوردار تقریر کر رہا ہوتا ہوں تو یہ حملہ کرتا ہے تو لا کی تلوار سے اسکی گردن کاٹ دیتا ہوں۔ یہ چیزیں کتابوں میں نہیں ہیں صوفیائے کرام کی صحبت میں تربیت کی جاتی ہے۔ ہادی سکھاتا ہے خدا تعالیٰ کے ہاں دین پیارا ہے۔ وہ موچی کی نیک ہو اور تم اس سے زیادہ گنہگار ہو۔ کئی ہفتوں سے عرض کر رہا ہوں کہ تزکیہ مدارس عربیہ میں کبھی نہیں ہوتا۔ وہاں تعلیم ہوتی ہے تزکیہ نہیں ہوتا۔ ایک منٹ میں حدیث شریف پڑھی ترجمہ کیا اور آگے بڑھ گئے جب میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے حدیث شریف پڑھا کرتا تھا تو تین آدمی بہت تیز پڑھتے تھے عشاء کی نماز سے صبح تک تیس تیس صفحے پڑھ جاتے تھے۔ علماء کرام ایک منٹ میں حدیث کا ترجمہ پڑھا دیتے ہیں مگر میں آپ کو سبق پکوانے کیلئے کتنے عرصہ سے کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے ابتک یقین نہیں ہے کہ آپکو یہ سبق پک گیا ہوگا۔ کسی نے فارسی میں کہا ہے۔

مدت ہا باید کہ تا خون شیر شود

چونکہ نفس کی پلیدیوں کا سالہا سال تک پتہ نہیں چلتا اسلئے آدمی کے ٹھیک ہونے کیلئے مدت مدید چاہیئے۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ یہ شخص اگرچہ جولاہا ہے شاید مجھ سے نیک ہو۔ جولاہا ہونے کی وجہ سے کسی کو ذلیل سمجھنا کبر ہے۔ بیاہ شادیوں میں محض ناموری کیلئے بیحد فضول خرچ کرتے ہیں یہ اسراف بھی ہے اور ریاء بھی۔ خدا کے رزق کو بیکار ضائع کرنا گناہ ہے جہاں خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہے اور یہ بھی گناہ ہے۔ امراض بتلا رہا ہوں اور شفا پانے کا طریقہ سکھلا رہا ہوں۔ بعض آدمی کسی کی توہین کرنے کیلئے اس کے اچھے کام کو سراہنے کی بجائے تنقید کرتے ہیں یہ حسد ہے اور حسد کے متعلق حضورؐ کا ارشاد بارہا عرض کر چکا ہوں کہ حسد نیکیوں کو اسطرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ میری کوشش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو ان امراض سے شفایاب فرمائے اگر دنیا میں شفایاب نہ ہوئے تو ان امراض کیوجہ سے جو بھی گناہ سرزد ہونگے انکی اللہ تعالیٰ جو بھی سزا مقرر کریگا وہ بھگتنی پڑیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بری الذمہ ہیں وہ سب بتلا چکے ہیں کتاب و سنت محفوظ ہے۔ ان امراض پر علماء کرام کی صحبت میں عبور تو ہو جاتا ہے اور علماء کرام دین سمجھاتے ہیں مگر صوفیائے عظام دین کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ ان امراض سے شفا پانے کا نام ہے تزکیہ۔۔۔!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتا ہے تو شیطان آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے اُذْکُرْ کَذَا۔ اُذْکُرْ کَذَا۔ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ شیطان ہر نیک کام میں ریاء لاتا ہے۔

جلسوں میں نعت خواں نعت پڑھتے ہیں۔ اگر تربیت یافتہ ہوگا۔ تو لوگوں کی واہ واہ سے دل میں پھولا نہ سمائے گا۔ کہ میری نعت بہت اچھی ہوتی ہے۔ اگر تربیت یافتہ نہیں ہے اور شیطان کے وار کو نہ روکا تو ریاء بھی ہوگا اور شرک میں مبتلا ہو جائیگا۔ پتہ بھی نہیں چلے گا۔ کچھ اور چیز ہے۔ رنگ چڑھانا اور چیز ہے۔ مولانا حسین علی صاحبؒ واں بھچراں والے کامل تھے۔ میرے دونوں حضرات کے وصال کے بعد بہاولپور اور سندھ بھی خالی ہے۔ پیرزادے تو بہت ہیں۔ زردے پلاؤ کھانے والے مریدوں سے نذرانے وصول کرنے والے بہت ہیں مگر رنگ چڑھانے والا کامل کوئی نہیں ہے۔ لاہور میں کتنے عالم ہیں جو ان باتوں سے اپنے متعلقین کو آگاہ کرتے ہیں دیہات کے لوگوں کو ان امراض روحانی کی اطلاع نہیں ہے شہری جو یہاں آتے ہیں انکو اطلاع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امراض سے شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنَ النَّارِ۔

یتیم کی کفالت کرنے والا ضرور جنت میں جائے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو لے لیا اور اپنے کھانے پینے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کر دے گا۔ الا یہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو ناقابلِ معافی ہو۔ جامع ترمذی

ذیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی وہ تقریر شائع کی جارہی ہے جو آپ نے انجمن حمایت اسلام کے چھیاسٹھویں سالانہ اجلاس میں ۳ دسمبر ۱۹۶۰ء ہفتہ کے روز ۱۲ بجے خان بہادر ایم عبدالرحمٰن خاں صاحب آف ڈھاکہ کی صدارت میں پڑھی تھی۔

مضمون کا عنوان

انسان کا بحیثیت انسان ہونے کے فرض اصلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد

حضرات! اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان ایک مجموعہ مخلوقات الٰہی کا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً پتھروں کی طرح ایک جسم بھی ہے جس میں طول عرض اور عمق پایا جاتا ہے اور پھر دیکھا جائے۔ تو جسم نامی بھی ہے یعنی طول عرض اور عمق کے سوا درختوں کی طرح اس میں نمو یعنی بڑھنے کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے۔ جو پتھروں میں نہیں ہوتی۔ اور علاوہ ایک جسم نامی ہونے کے ایک حیوان بھی ہے۔ جسے عربی میں متحرک بالارادہ کہا جاتا ہے۔ یعنی اپنے ارادہ سے نقل و حرکت کرنے والا۔ یہ چیز پتھروں اور درختوں میں نہیں تھی۔ اس لئے اس صفت کے پائے جانے سے انسان ایک جسم نامی متحرک بالارادہ تو ہو گیا۔ انسان میں ایک اور چیز بھی خدا تعالیٰ نے رکھی ہے کہ

اللہ تعالیٰ

کی پیدا کردہ چیزوں کی حکمتوں پر غور کرتا ہے اس غور و فکر میں مؤمن کی تخصیص نہیں ہے بلکہ بعض اوقات کافر بھی غور و فکر کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو پا لیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل یورپ میں بکثرت ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ جو طرح طرح کی ایجادات سے اپنے ملک کو انتہائی مادی ترقی پر پہنچا رہے ہیں اور روحانیات کے معاملہ میں بالکل فیل ہیں۔

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان

کے معاملہ میں بھی فیل ہیں۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ (سورہ المائدۃ رکوع ۱۶ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اور جب اللہ فرمائیگا۔ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو۔ وہ عرض کرے گا۔ تو پاک ہے۔ مجھے لائق نہیں۔ کہ ایسی بات کہوں۔ کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا۔ تو تجھے ضرور معلوم ہو گا۔ جو میرے دل میں ہے۔ تو جانتا ہے۔ اور جو تیرے دل میں ہے۔ وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔

یہ لوگ ہیں۔ دُنیاوی ایجادات
میں حیران کن۔ مثلاً ہوائی جہاز
وائرلیس وغیرہ ایجاد کرنا۔

اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بالکل کودن دماغ۔ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کے باپوں اور ماؤں کو پیدا کرتا ہے۔ اور ایک ...... عورت کے پیٹ سے خدا کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات مان لینی کیسی غیر معقول چیز ہے۔

ہوا میں اُڑنا

یہ بھی کوئی انسان کا کمال نہیں ہے۔ میرے بعض دوستوں نے جو پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے سُنایا ہے۔ کہ چمگادڑ رات کو اُڑ کر کشمیر جاتا ہے۔ اور وہاں جاکر رات کو پھل کھاتا ہے۔ اور پھر اُڑ کر اپنی جگہ پنجاب میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں آ کر درختوں پر لٹک جاتا ہے جو اس کی عادت ہے۔ چنانچہ کشمیر سے جو تازہ پھل کھا کر آتا ہے۔ کچھ اپنے پنجوں میں لے آتا ہے۔ اور یہاں آکر بعض اوقات اس کے پنجوں سے گر جاتا ہے، جو پھل کہ خاص کشمیر کا ہوتا ہے۔

لہٰذا

معلوم ہوا۔ کہ ہوائی جہاز کا ایجاد کر لینا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ کیونکہ تیز اُڑنا تو پرندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

معروضات سابقہ

کا حاصل یہ نِکلا۔ کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا یہ کوئی انسانیّت کا کمال نہیں ہے۔ یہ کمال تو حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بہت جلدی نشو و نما پانا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد ایک سال میں اونٹ اور ہاتھی اتنے قدآور ہو جاتے ہیں۔ کہ انسان چھ سال میں اتنا قدآور نہیں ہوتا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ قدو قامت میں بڑھ جانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ زیادہ کھانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ کھانے کے معاملہ میں تو ہاتھی اور اونٹ انسان سے چوگنے سے بھی زیادہ کھا جاتے ہیں۔ خوبصورتی صورت کی کوئی انسان میں کمال نہیں ہو سکتا۔ اگر صورت کی خوبصورتی میں کمال ہے۔ تو پھر اس سے تو مور زیادہ خوبصورت ہے۔

معلوم ہوا

کہ رنگ و رُوپ کی خوبصورتی بھی انسانی کمال نہیں ہے۔

انسان کا اصلی کمال

فقط وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کیلئے۔

لہٰذا

اب انسان کا کمال بلحاظ قرآن مجید کے اعلان کے دیکھا جائے گا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجویز کردہ پروگرام عبدیت کا پابند ہو گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ عزّت ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ عزّت ہستیوں کا ٹھکانا جنّت ہو گا۔ اور جو لوگ پروگرام بندگی کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا ہے۔ اِس پر عامل نہیں ہیں۔ وہ مجرم ہیں۔

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اب وہ پروگرام ملاحظہ ہو۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَ لَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَ وَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَ تُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَ تَحُجُّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَ یُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ۔ الحدیث۔

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے۔ بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو کے ساتھ زانو مِلا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ اے محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور (پھر) تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے۔ اگر تجھ کو زادِ راہ میسّر ہو۔ اُس شخص نے (یہ سُن کر) عرض کیا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے۔ اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اُس نے پوچھا۔ ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے آپؐ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے۔ کہ) تو اللہ پر۔ اُس کے فرشتوں پر۔ اُس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھ۔ (یہ سُن کر اس) شخص نے کہا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (الیٰ آخر الحدیث)۔

نماز پڑھنے کا فائدہ

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّہُوْرُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنّت کی کنجی نماز ہے۔ اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

نماز اور وضو کا فائدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصَّنَابِحِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیْہِ وَ اِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ اَنْفِہٖ وَ اِذَا غَسَلَ وَجْہَہٗ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ وَجْہِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَیْنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ یَدَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ یَدَیْہِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِہٖ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رَاْسِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رِجْلَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ رِجْلَیْہِ ثُمَّ کَانَ مَشْیُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلٰوتُہٗ نَافِلَۃً لَّہٗ۔ رواہ مالک والنسائی۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ الصنابحی سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ جب مومن بندہ وضو کا ارادہ کرتا ہے۔ پس کلّی کرتا ہے۔ تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب ناک جھاڑتا ہے۔ تو ناک کے راستہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب منہ دھوتا ہے۔ تو گناہ چہرہ (اور آنکھوں کے) نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو دونوں ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی۔ اور جب سَر کا مسح کرتا ہے۔ تو سَر کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے گناہ بھی۔ اور جب پاؤں کو دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے گناہ بھی۔ پھر وہ مسجد کی طرف چلتا ہے۔ اور اس کی نماز اس کے (اعمال میں) زیادہ ہو جاتی ہے۔

نماز عشاء بجماعت پڑھنے کا ثواب

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ۔

رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عثمانؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی۔ اس نے گویا آدھی رات عبادت کی۔ اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

نماز نہ پڑھنے کا گناہ

تاکہ آپ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ! ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

عَنْ بُرَیْدَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَلْعَہْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَہُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَہَا فَقَدْ کَفَرَ۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ حضرت بریدہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے۔ وہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر ہو گیا۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِہْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مد ظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بندۂ خدا ــــ اور ــــ بندۂ ہوا

انسانوں کی دو قسمیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مجلس میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ لاہور کے گرد و نواح میں اتنا بڑا حلقۂ ذکر کہیں نہیں ہوتا۔

وہ حدیث کئی مرتبہ پیش کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے گلیوں بازاروں میں پھرتے ہیں اور جہاں ذاکر آدمی جمع ہوتے ہیں وہاں گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ فرشتے نورانی اور پاک مخلوق ہیں۔ اس لئے ان کا بوجھ نہیں ہوتا۔ حلقۂ ذکر جتنا بڑا ہوتا ہے اسی قدر ملائکہ عظام زیادہ تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں لیکن یاد رکھو، جو نیک نیتی سے نہیں آئے گا بلکہ کسی اور مقصد کے لئے آئے گا۔ اس کی مغفرت نہیں ہو گی۔ جن کی نیت بد ہو گی، وہ بخشے نہیں جائیں گے۔ بعض آدمی بد نیتی سے آتے ہیں، ان کو ثواب نہیں، اُلٹا عذاب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نیک نیتی سے آنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت عطا فرمائے کہ اللہ کی رضا کے لئے آئیں۔ لائسنسداروں کے لائسنس کی تجدید سال کے بعد ہوتی ہے مگر مغفرت اور بخشش کی تجدید ہر جمعرات کو ہو جاتی ہے۔

آج کی خاص چیز یہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۙ (پ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۴۳)

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے پھر کیا تم اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے؟

انسانوں کی

دو قسمیں ہیں:

(۱) بندۂ خدا

(۲) بندۂ ہوا یعنی خواہش کا بندہ

بندۂ خدا وہ ہیں جن کے ہر کام میں رضائے الٰہی پیش نظر ہو۔ کپڑے اس لئے پہنتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے گرم کوٹ اس لئے پہنتے ہیں کہ نفس سردی اور ٹھنڈی ہوا کا عذر نہ کر سکے۔ نماز کے لئے بلاوا آیا اور فوراً مسجد میں پہنچ گئے جوتا اس لئے پہنتے ہیں کہ مسجد میں جانا ہے پاؤں پلید نہ ہوں۔ پاک پاؤں سے وضو کیا اور نماز کے لئے پہنچ گئے۔ جب مشق ہو جاتی ہے تو ہر کام میں خدا کی رضا ہوتی ہے

حدیث شریف میں ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ اگر نیت نیک ہے تو کام اچھا ہے اور اگر نیت

بد ہے تو نیک کام بھی موجب عذاب ہو گا۔

مثلاً

زانی کو سنگسار کرنا ایک انسان کی جان لینی ہے۔ اگر رضاءِ الٰہی مطلوب ہے، تو زانی کو سنگسار کرنا نیکی ہے اور معاشرہ کی پاکیزگی کا سبب ہے۔ اس سے آئندہ یہ جرم نہیں بڑھے گا۔

زنا کی تعزیر کا ایک واقعہ

ہے کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لڑتے جھگڑتے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرے نے کہا ہاں یارسول اللہؐ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے اور مجھ کو واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا بیان کرو۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے علماء سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا تیرے بیٹے کو سو درّے لگئے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائیگا اور سنگساری کی سزا اس عورت کو دی جائے گی۔ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سن کر فرمایا خبردار! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے انیس تو اس عورت کے پاس جا اگر وہ جرم کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے عورت نے اقرار کیا اور اُنیس نے اس کو سنگسار کیا۔

غرض

جو کام بھی کیا جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو تو وہ باعثِ برکت ہے۔ جن لوگوں کا مقصد رضاءِ الٰہی ہو وہ تو ہیں بندگانِ خدا اور جو نفس کی خواہش پر چلے جو دل میں آیا وہ کر دیا پتہ بھی نہ چلا کہ اپنی عاقبت خراب کر لی۔ خدا تعالیٰ سے نہیں پوچھا۔ خود عالم نہیں اور کتاب و سنت کے کسی عالم سے بھی نہ پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق دیا، رنڈیوں کو نذرانے آئے دن کو کمایا، رات کو سینما میں گنوایا اور خدا کو ناراض کر آئے۔ خواہشاتِ نفسانی پر چلنے والے یہ لوگ

بندۂ ھوا

ہیں۔ بندۂ خدا اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر بری الذمّہ ہو گئے ہیں سینما میں کنجریوں کو دیکھنے سے کیا خدا یاد آتا ہے۔

جو لوگ

شریعت کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں وہ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اتباعِ شریعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حدیثِ شریف

میں ہے:

خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ اِذَا رُءُوا ذُکِرَ اللّٰہُ

اللہ کے برگزیدہ بندے وُہ ہیں کہ جب ان پر نظر پڑے تو خدا یاد آئے وہ خدا تعالےٰ کے نازل کردہ قانون قرآنِ مجید اور اس کی تشریح حدیث شریف کے متبع ہوتے ہیں اور کتاب و سنت کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے، سچے پکے اور کھرے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں پیمبرؐ کے خلاف زندگی بسر کر کے کیا جنت میں جاؤ گے؟

بندگانِ ہوا

مقیّد نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ راضی نہیں ہو گا تو نہیں کریں گے۔

بندۂ خدا

جو کام زندگی میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے پوچھ کر کرتے ہیں اگر خود عالم نہیں تو کسی عالم سے پوچھ لیتے ہیں کتاب و سنت کے جاننے والے اگر کہیں کہ یہ کام ٹھیک ہے تو کر گزرو۔ اللہ والے تو ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں اور بندۂ ہوا جو ہیں وہ سینما دیکھتے ہیں چکلے میں جاتے ہیں تم ان کو شریف مت سمجھو ہم تو انہیں کمینہ سمجھتے ہیں۔ ایسے گمراہ جو دنیا میں برائیاں کر کے آئے کیا وہ جنت میں بھیجے جائیں گے؟ ایسے بندگانِ ہوا جو کسی سے نہیں پوچھتے۔ ان کو جہنم میں جُوتے پڑیں گے۔

اب

نبی تو نہیں آئیں گے، علماء کرام آتے ہیں اگر کوئی نبی آتا تو تم اس کی بھی توہین کرتے۔ کیا

عُلماء کرام

اپنے بابا کا دین تمہیں سکھاتے ہیں؟ وُہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نائب ہیں۔

یہ عہد کر لیں

کہ خدا کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے، سب کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خدا تعالیٰ کے احکام پہنچ چکے ہیں:

قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ

(پ ۳ - آیت ۲۵۶ سورۃ البقرۃ)

بیشک ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔

اب آپ یہ نہ کہہ سکیں گے

رَبَّنَا مَا جَآءَنَا مِنْ نَّذِیْرٍ

اے اللہ! ہمیں تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

یاد رکھو

خوش وہی رہتے ہیں جو اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں۔

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

اللہ تعالیٰ بندۂ خدا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ بندہ ہوا بننے سے بچائے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر صرف اللہ کے لئے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا تو ہر ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہوں گی، اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا (کہ ان دو انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے)۔ مسند احمد، جامع ترمذی

غلام کے بنیادی حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کھانا اور لباس غلام کا حق ہے، اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ صحیح مسلم

بقیہ مجلس ذکر ——— صفحہ ۱۰ سے آگے

اسی میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے جو خدا تعالیٰ کو راضی رکھتے ہیں، اسباب وہ خود پیدا کر دیتا ہے ؏

خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

بعض اوقات مرد سیدھا چلتا ہے مگر عورت مخالفت کرتی ہے جس کی وجہ سے کئی مرد پھسل جاتے ہیں جس کام میں خدا تعالیٰ راضی ہو وہ کام کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین!

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اپنی حفاظت خود کیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد!

عرض یہ ہے کہ جس طرح اصلاح قال چند روز استاد سے پڑھنے کے بعد ساری عمر نباہنی پڑتی ہے۔ اسی طرح اصلاح حال بھی چند روز ہادی سے پہلے سیکھنی پڑتی ہے اور تا مدت العمر نباہنی پڑتی ہے۔ غرضیکہ گاڑی کے پہیوں کی طرح دونوں کو چلانا پڑتا ہے۔

مثلاً بچوں کو نماز یاد کراتے ہیں۔ جب چند روز میں یاد ہو جاتی ہے تو پھر ساری عمر نباہنی پڑتی ہے۔ اصلاح حال بھی چند روز کسی ہادی کی صحبت میں رہ کر سیکھنی پڑتی ہے اور ساری عمر نباہنی پڑتی ہے۔ روحانی امراض کا اکثر لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہے شیطان مبتلا کر جاتا ہے۔ تادم زیست امراض روحانی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ریاء۔ عجب۔ کبر۔ بخل وغیرہ روحانی... امراض ہیں۔ پنجابی کی ایک مثال کا یہ مطلب ہے کہ طاقت ور پر تو غصہ آتا نہیں اور کمزور سے غصہ اُترتا نہیں ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

یاد رکھئے! مظلوم کی آہ ستیاناس کر دیتی ہے۔ طاقت ور سے نہ ڈریئے کمزور سے ڈریئے۔ کمزور رو کر خدا سے عرض کریگا اور خدا کی رحمت اس کی مدد کے لئے آئیگی۔ غریب پر تشدد نہ ہونے پائے۔ مظلوم کی آہ خرمن کو جلا دیتی ہے۔ یہ کبر ہے۔ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ۔ حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا۔ اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا۔ اس عادت کو بدلئے۔ غریب کے سامنے جھک جائیے۔ کہیں بد دعا نہ دے

ہادی تلقین کرتا ہے — بیعت ہونے والوں کو کہا کرتا ہوں — اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے پہلے چار چیزوں کی نفی کر لو۔ (خیال کرو) نہ زمین رہے نہ آسمان۔ نہ انسان رہے نہ شیطان — پھر اللہ کا ذکر کرو۔ خالص کام ذکر میں بھی شیطان ریاء لاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ریاء فرمایا ہے۔ بت پرستی بڑا شرک ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد لوگ بت پرستی سے تو باز آ ہی جائیں گے مگر چھوٹے شرک سے نہیں بچیں گے۔ یہ چھوٹا شرک ریاء یعنی دکھلاوا ہے۔ نام و نمود کیلئے روٹی کھلانا ریاء اور شرک ہے۔ یہ بیماری عام طور پر موجود ہے۔ لیکن پتہ نہیں چلتا۔ ان امراض روحانی کو سیکھئے اور سیکھنے کے بعد مرتے دم تک نبھائیے۔ بڑے بڑے عقلمند کہلاتے ہیں۔ مگر ہوتے ہیں نا عاقبت اندیش۔ بیٹی کو جہیز دیا اور اتنا جہیز دیا۔ کہ داماد کا گھر بھر دیا۔ کہ اس سے سنبھالا بھی نہیں گیا۔ اتنے کپڑے دیئے کہ ساری عمر ختم نہ ہوں۔ سو جوڑے کرتے پاجامے۔ زیورات لوگوں سے واہ واہ لینے کے لئے جہیز پھیلا کر دکھانا۔ پلنگ، بستر، لحاف، غیر مردوں کو بیٹی کے کپڑے دکھاتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ نہ غیرت نہ شرم نہ حیاء۔ حماقت کی حد ہے۔ دنیا بھی برباد، آخرت بھی خراب۔ یہ شادی ہے یا غمی؟ بیٹی بھی پال پوس کر دی۔ کپڑے بھی دیئے۔ زیور بھی دیئے۔ باپ کا کمایا سب دیا — اور ایمان بھی گیا۔ خدا بھی ناراض۔ جہیز پھیلا کر لوگوں کو بُلا کر دکھانا سب ریاء ہے۔ ہادی آتا ہے۔ تو متنبہ کرتا ہے۔ لوگوں کی واہ واہ سے بڑے خوش ہوتے ہیں۔ پتہ نہیں ایمان گیا۔ اگر خدا پرست بنو گے تو بچ جاؤ گے ورنہ قیامت میں جوتے کھاؤ گے۔ لاہور مرکز ہے۔ اس میں یہ حماقتیں ہوتی ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں۔ بیٹی کو جو برتن دینے ہوں وہ بوریوں میں بند کر دو۔ کپڑے اور زیورات ٹرنکوں میں بند کر کے چابی لڑکی کے حوالے کر دو۔ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اگر چھپا کر دو تو کیا حرج ہے۔ اس نیت سے دو۔ کہ اے اللہ تیری رضاء اور بیٹی کی دعا لینے کے لئے دے رہا ہوں۔ لڑکی یہ نہ کہے۔ باپ کا گھر بھرا ہوا تھا مجھے یک بینی و دو گوش نکال دیا۔ برتن چولہا چمٹا سب کچھ دیدو۔ تاکہ ساس یا کسی اور کی محتاج نہ ہو۔

غیر اللہ کی رضا شرک ہے۔ پانچ سو آدمیوں کو ریاء کے طور پر روٹی کھلائی۔ قسم قسم کے کھانے پلاؤ، زردہ، حلوہ سب ریاء۔ اللہ واسطے کچھ فقیروں کو پس خوردہ دیتے ہیں اور کچھ چوہڑوں کو کھلاتے ہیں۔ جو ریاکار ہوں گے۔ کیا وہ جنت میں جائیں گے؟ ایمان بھی چھٹ۔ خدا بھی ناراض اور عاقبت برباد۔ یہ سب باتیں سکھلانے سے آتی ہیں۔

ہادی سب سکھاتا ہے۔ ہادی سُنانے والا کبھی کبھی آتا ہے۔ شیطان ایسا لعین ہے کہ ہر نیک کام میں ریاء لاتا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے۔ جتنے آدمی بیٹھے ہیں اتنے شیطان بھی ساتھ ہیں اور چیں بچیں ہو رہے ہیں۔ کہ ان کو میرے چنگل سے چھڑا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے توفیق دی ہے۔ میں بول رہا ہوں اپنی حفاظت خود کیجئے۔ شیطان گمراہ کریگا۔

انسان کی خوبی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کو پسند آئے۔ ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔ جس کام کو خدا تعالیٰ پسند کرے۔ وہ نیکی ہے۔ اور جس کو وہ ناپسند کرے وہ بدی ہے۔ کرو اور ڈرو۔ اے اللہ! تیری رضا مطلوب ہے۔ عجب، ریاء اور کبر روحانی امراض ہیں۔ اسراف بھی ایک مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ روپیہ دے تو نیکی کے کاموں پر صرف کرو۔ اگر کنجریوں کو دو گے تو قیامت کے دن جوتے پڑیں گے۔ اچھے کو لوگ اچھا کہیں گے۔ مگر لوگوں سے اچھا کہلانا مقصود نہ ہو۔ بلکہ نیت میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو۔ تمہارے مولوی بے راہ رو ہیں۔ تمہیں الٹے راستے دکھاتے ہیں۔ جو چیز ما انا علیہ و اصحابی سے آئی ہے وہ ٹھیک ہے۔ باقی سب گمراہی ہے۔ باپ کی وفات پر تیجا، ساتا، چالیسواں کیا ہے۔ لوگ کہیں گے۔ کہ باپ کو خوب سنبھالا ہے ـــــ

آخر میں عرض کرتا ہوں کہ لَا اِلٰہ کی لا کی تلوار سے مشق کیجئے اور سب کا گلا کاٹ دیجئے۔ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے آدمی جب بیٹھا ہوتا ہے تو نیند آتی ہے اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو شیطان تمام بھولی باتیں یاد کراتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۸ پر دیکھئے)

اپنی باندیوں کو سزائیں مت دو

حضرت کعب بن عجرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنی باندیوں کو برتن توڑ دینے پر سزا نہ دیا کرو، اس لئے کہ برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہیں تمھاری عمروں کی طرح۔ مسند الفردوس للدیلمی

بقیہ **مجلسِ ذکر**

(صـ سے آگے)

اُذکُر کذا اُذکُر کذا۔ لا کی تلوار سے اس کا گلا کاٹ دو۔ مشق کرنے سے یہ چیز آ جاتی ہے۔

دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری جماعت کو ان امراض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاء جب آئے۔ تو سب کا گلا کاٹ دیا جائے خدانخواستہ زندگی میں تنبہ نہ ہوا۔ تو مرنے کے بعد سامنے آئیں گی۔ میں نے علاج آپکو بتا دیا ہے۔ مشق کریں گے تو ہو جائے گا۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ میرے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ کے برگزیدہ بندے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

کئی مرتبہ اس مجلس میں نیک نیتی سے شریک ہونے والوں کے لئے حدیث شریف بیان کر کے اللہ تعالےٰ کی مغفرت کا ذکر کر چکا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نیک نیتی سے محض اپنی رضا کے لئے آنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ یا الٰہ العالمین۔

ہر جمعرات کو اصلاح حال کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اصلاح قال کے ساتھ اصلاح حال بھی بہت زیادہ ضروری ہے ؎

قال را بگذار بنگر بسوئے حال
بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلالؓ

ترجمہ:- قال کو چھوڑ دے حال کو دیکھ۔ تیرے اشہد کہنے پر گویا کہ ہنستا ہے اسہد کہنا بلالؓ کا۔

ہمارے ہاں بنگالی طالب علم آتے ہیں۔ وہ "ج" نہیں بول سکتے۔ اور بعض زبانیں ایسی ہیں کہ وہ "ش" نہیں بول سکتے۔ حضرت بلالؓ بھی "ش" غلط پڑھتے تھے اور اشہد کی بجائے اسہد پڑھتے تھے۔ مگر اُن کی نیت نیک تھی۔ اس لئے ان کا اخلاص مقبول تھا اور اللہ تعالےٰ نے ان کا مجسمہ جنّت میں پہلے تیار کر رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب جنّت میں سیر کے لئے گئے۔ تو وہاں حضرت بلالؓ پہلے چل پھر رہے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ حقیقت حال سے واقف ہے اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ دل میں رضاء الٰہی ہے یا نہیں۔ کئی جمعرات سے امراض روحانی پر تبصرہ کر چکا ہوں کہ ریاء نہ ہونے پائے کبر نہ آنے پائے۔ عجب پیدا نہ ہو۔ بخل نہ کیا جائے۔ اسراف نہ کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰهِ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ۔

ترجمہ:- اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ جب اُن کو دیکھا جائے۔ تو خدا یاد آئے۔

کسی نے کہا ہے ؎

زبان خلق نقارۂ الٰہیست

آپ مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جب آپ کسی شخص کا نام لیتے ہیں۔ تو دوسرے کہتے ہیں کہ وہ تو بڑا ہی بدمعاش ہے اور بعض کے متعلق لوگ کہتے ہیں سبحان اللہ، اللہ والے بڑے ہی نیک ہیں۔ لوگوں کی یہ رائے دراصل اللہ تعالےٰ کا القاء ہوتا ہے۔ غرض جیسا آدمی ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ لوگوں کے منہ سے وہ کہلواتا ہے۔ خدا کرے کہ انسان ایسا مقبول بن جائے کہ بارگاہ الٰہی میں خیر الانس بن جائے۔

جو ریاکار ہوگا۔ وہ ہزار اپنے آپ کو نیک کہلائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو قبول نہیں۔ بلکہ خلقت اسے بُرائی سے یاد کرے گی۔ بعض بظاہر نیکی کے پُتلے ہوتے ہیں۔ لیکن لوگ کہتے ہیں کہ بڑے ٹھگ ہیں۔ اگر آدمی بد ہو تو اللہ تعالےٰ اس کے متعلق بدی کی رائے پھیلاتا ہے۔ اور اگر عنداللہ نیک ہو تو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نیکی کی القاء فرماتا ہے۔ جب تک کسی اہل اللہ کی صحبت میں مدّت مدید رہ کر سیکھنے نہ پائے یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا۔

میں جو اصلاحی چیزیں عرض کر چکا ہوں اگر آپ ان سے بری الذمہ ہو جائیں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کے متعلق لوگوں میں ملائکہ عظام کے ذریعہ سے نیک نامی پھیلا دے گا اگر آپ کے نیک عمل میں ریاء ہو گا۔ تو اللہ تعالےٰ کبھی تائید نہ ہونے دے گا۔ اگر کبر ہو گا۔ تو لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوں گے۔ اگر مذکورہ تمام بیماریاں نکل جائیں تو ہر شخص کے دل میں ملائکہ عظام کے ذریعہ نیکی کا پروپیگنڈا کراتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو حقیقتاً ان امراض سے بچائے آمین یا الٰہ العالمین۔

آدمی اپنے اندر کوئی خوبی ظاہر کرے اور وہ نہ ہو۔ یعنی ظاہرداری کر کے خلق خدا میں مقبول بننا چاہے تو ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مقرب بننے کی کوشش کریں۔ شرافت اور چیز ہے اور لباس اور چیز ہے۔ اچھے کپڑے تو کنجڑوں کے بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ کمائی ہی کپڑوں کی کھاتے ہیں۔

طبیعت اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ تو انسان اپنے آپ کو ایسا بنائے کہ کسی کو دُکھ نہ پہنچائے۔ اگر امراض روحانی نکل جائیں تو کسی کا مقابلہ نہ کریں گے۔ اہل اللہ سے یہ چیزیں سیکھنے سے آتی ہیں۔ کئی اللہ والے کہتے ہیں۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔ انسان اپنے آپ کو پاک رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ جب اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور امراض روحانی نکل جائیں تو ہر کہ و مہ عزت کرتا ہے۔ دُنیا خود بخود کھچی چلی آتی ہے۔ اور آخرت بھی سنور جاتی ہے۔

ایک آدمی حضرت امروٹیؒ کے ہاں لاہور سے گیا اس کو ملازم کرانا تھا۔ حضرتؒ نے اُسے سکھر بھیجا۔ مگر متعلقہ افسر نے اُسے ملازم نہ رکھا تو حضرت خود تشریف لے گئے۔ اُسنے پوچھا۔ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں۔ فرمانے لگے۔ تیرا منہ کالا کرنے کے لئے میں نے جو آدمی بھیجا تھا۔ تو نے ملازم کیوں نہیں رکھا۔ چنانچہ اُس نے فوراً ملازم رکھ لیا۔

آپ نے ایسے آدمی نہیں دیکھے۔ وہاں اللہ کا نام ہوتا ہے۔ اس واسطے لوگ جُھکتے ہیں۔

حضرت عالمؒ بھی تھے اُن کا سندھی ترجمہ والا قرآن مجید نویں مرتبہ چھپ چکا ہے۔ حضرتؒ کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے چھپوا رہا ہوں۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اخلاص عطا فرمائے۔ آمین۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۳ر رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اتباع شریعت اور اخلاص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد

اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ حقیقی ایمان عطا فرمائے۔ حقیقی ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھا جائے اور اپنے آپ کو اس قانون کے مطابق چلایا جائے جو قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور قرآن مجید ظاہری اور باطنی اصلاح اخلاق کا جامع ہے۔ اللہ تعالےٰ میرا اور آپکا ظاہر اور باطن درست فرمائے۔ آمین یا اللہ العٰلمین

دو جرم

ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا۔ (۱) شرک (۲) کفر۔ انسان اپنی جہالت کی بناء پر شرک بھی کر لیتا ہے اور کفر بھی کر لیتا ہے بندہ کو جو تعلّق خدا تعالےٰ سے رکھنا چاہیئے وہ اگر غیر سے رکھے تو یہ شرک ہے۔ اور احکام الٰہی کا انکار کرنے کا نام کفر ہے پہلی بسم اللہ مسلمانوں میں شرک بھی موجود ہے اور کفر بھی موجود ہے۔ اکثر مسلمانوں کو شریعت کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ظاہر میں اتباع شریعت، اور باطن میں اخلاص عطا فرمائے اور شریعت پر مستحکم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط اللہ تعالےٰ راضی رہے اور کوئی راضی رہے یا نہ رہے۔ اللہ تعالےٰ یہ ایمان عطا فرمائے کہ سب کے سامنے حق کہہ سکیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں رسمی نہیں بلکہ اصلی مسلمان بنائے۔ آمین۔

جو نماز نہیں پڑھتے

وہ رسمی مسلمان ہیں۔ جو روزہ نہیں رکھتے وہ بھی رسمی مسلمان ہیں۔ جو مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتے اور توفیق ہونے پر حج نہیں کرتے۔ وہ سب رسمی مسلمان ہیں۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے احکام کو دل سے ماننے کا نام ہے ایمان۔ اور عمل میں لانے کا نام ہے اسلام۔

مشرکانہ رسمیں

اکثر مسلمان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کو چھوڑ کر انسانوں کے رسم و رواج کو بطریق اولیٰ ادا کرے تو یہ مسلمان اصلی نہیں ہے اکثر میں صحیح ایمان نہیں ہے۔ آپ یہاں

اصلاح حال

کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرمائے۔ شرک اور کفر سے بچائے۔

انسان اگر توبہ کر کے مرے تو توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ مرنے کے بعد نہ مشرک کی توبہ قبول ہو گی نہ کافر کی۔ کافر اور مشرک کی کبھی بخشش نہ ہو گی۔ اگر کافر اور مشرک دُنیا میں ایمان لے آیا۔ اسلام قبول کیا اور توبہ کر کے مرا تو نجات ہو سکتی ہے۔

پہلی اصلاح اصلاحِ قلب ہے

دِل میں ٹھان لیا جائے کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ کام کرونگا اور اللہ تعالےٰ کے ناپسندیدہ کام ہرگز نہ کروں گا۔ سارا جہان ایک طرف اور اللہ تعالےٰ کے احکام دوسری طرف۔ اب اگر اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ تو یہ توحید ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی منشاء کے خلاف دوسروں کی بات مان لی تو یہ شرک ہے۔

جو ڈھل مل یقین ہوتے ہیں۔ وہ عورتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ہندوانہ رسوم ادا کر کے ایمان خراب کر لیتے ہیں۔ دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا ہندوانہ رسم ہے۔ ہندوؤں کی کوئی رسم نہ کرنی چاہیئے۔

اسلام کو زندہ کرنا ہے یا کفر کو؟

جو خدا تعالےٰ کا نافرمان ہے اس سے تعلق رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اصلاح حال بہت مشکل ہے۔ یہ دل میں ٹھان لیجئے اور برادری کے سامنے نہ جھکئے۔ اللہ تعالےٰ اُن کو آپ کی طرف جھکنے کی ہدایت فرمائے جب کبھی برادری میں خلاف شرع کوئی کام ہو اور ساری برادری اللہ تعالےٰ اور شریعت کی مخالفت پر تُلی ہوئی ہو۔ تو اس سے کٹ جائیے۔ عذاب الٰہی سے برادری نہ بچا سکے گی۔

قال اور حال

دونوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النسآء پ ۵ ع ۷ آیت ۴۸)۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

از ما است بر ما است (جو ہم پر وارد ہو رہا ہے ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔)

ایک اللہ تعالےٰ کی رضا مقصود ہو جائے برادری کو چھوڑ دیا جائے۔ برادری راضی رہے یا نہ رہے۔ خدا تعالےٰ ناراض نہ ہونے پائے اللہ تعالےٰ ہم سب کو امراض روحانی سے پاک ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادری کا ہوّا ایک بہانہ ہے کہ کہیں سے رشتہ لینا ہے اور کہیں دینا ہے۔ ہمارے لئے اور ہماری اولاد کے لئے جو رشتہ مقدر ہے وہ مل کر ہی رہے گا۔ جو لڑکی آپ کے گھر آنے والی ہے وہ دوسری جگہ نہیں جا سکتی۔ اور نہ آنے والی کبھی نہیں آ سکے گی۔ برادری کو حق پر جھکنا چاہیئے۔ خدا پر اعتماد ہو۔ ہر آن تا دم زیست یہ بات پیش نظر رہے کہ خدا تعالیٰ راضی رہے؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اللہ تعالےٰ برادری کے رسم و رواج اور تعلقات سے بالاتر ہو کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اگر نیّت میں اخلاص ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔ اور نیّت ہی خدا تعالیٰ کے ہاں دیکھی جائے گی۔ اگر آپ نے بیٹے کی شادی پر برادری کو محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے پلاؤ زردہ کھلایا۔ تو یہ مقبول ہے۔ شیطان برادری کا خوف دِلاتا ہے۔ کبھی بیوی کی مخالفت کا ڈر سامنے لاتا ہے۔ جس کام میں اللہ تعالےٰ کی رضا مقصود نہ ہو۔ وہ ریاء ہے۔ اگر اچھا کام بُری نیت سے کیا جائے تو بُرا ہے۔ لاہور میں ایسے واقعات ہوتے

ہیں۔ کہ دیندار گھرانے میں رشتہ لینے کے لئے نماز پڑھنے لگتے ہیں اور جب نکاح ہو گیا تو نماز چھوڑ دی۔ تو یہ دکھاوے کی نماز، نماز نہیں بلکہ شرک ہے۔ اور یہ نماز جہنم میں لے جائے گی۔ ہر وہ کام نیکی ہے جو اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے۔

ایک ڈاکٹر ایک مسلمان کی ٹانگ گھٹنے سے اس نیت سے کاٹ دیتا ہے تاکہ زہر پنڈلی سے بڑھ کر سارے جسم میں نہ پھیل جائے اور آدمی مر نہ جائے تو یہ کارِ ثواب ہے۔ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کیجئے دنیاداری کے بندھنوں کو بالائے طاق رکھئے۔ بے شک لوگ طعنے دیں گے۔ مگر ان کے طعنوں کی پرواہ نہ کریں۔ مقصود اللہ تعالےٰ کی رضا ہونی چاہیئے اگر اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب نہیں تو ہزار نیکی کرو۔ وہ گناہ ہے۔

یاد رکھو!

اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی رضا مطلوب ہو تو نیک کام بھی بد ہے۔

قال را بگذار بنگر بسوئے حال
بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلالؓ

حضرت بلالؓ کے اسہد میں جو اخلاص تھا وہ تیرے اشہد میں نہیں ہے۔ تو کلمہ ٹھیک پڑھتا ہے۔ نیت غلط ہے۔

اصلاحِ حال

کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ رضاءِ الٰہی مطلوب ہو تو ہر کام نیکی ہے۔ اور اگر رضائے الٰہی مطلوب نہیں تو ہر کام بدی ہے۔ رزق جو مقدر ہے مل کر رہے گا۔ رشتہ جو تقدیر میں لکھا ہے وہ مل کر ہی رہے گا۔ اللہ تعالےٰ اخلاص عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِہ

بہترین گھر اور بدترین گھر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ سنن ابن ماجہ دل کی سختی کا علاج حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوتِ قلبی اور سخت دلی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یتیموں کے سر پر (پیار کا) ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں حاجت مندوں کو کھانا کھلایا کرو۔ مسند احمد

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کا ارشادِ گرامی

الجزائریوں کیلئے دعا

جامع شریعت وطریقت امیر نظام العلماء حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم کا ارشاد گرامی ہے کہ علماء کرام اور عامۃ المسلمین الجزائری عربوں کی فتح کیلئے رب العزت جل وعلا کے حضور میں خضوع وخشوع کے ساتھ دعائیں مانگیں جو چھ سال سے مسلسل فرانس کے نصاریٰ سے آزادی حاصل کرنے کیلئے مصروف جہاد ہیں۔ اور حال میں فرانسیسی وحشیوں سے تصادم میں جن کے ہزاروں مجاہد شہید اور ہزاروں زخمی ہوئے ہیں۔ ان مظلوم مسلمانوں کے حق میں ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اور دعا سے بڑھ کر اور کونسی چیز ہو سکتی ہے۔ فتح وشکست تو اللہ تعالےٰ کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ اگر وہ ہماری عاجزانہ دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازیں تو نصرت کے سارے سامان مہیا ہو جائیں گے انشاء اللہ۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ جو "قنوت نازلہ" پڑھ سکتے ہیں وہ نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہو کر "قنوت نازلہ" پڑھیں۔ ورنہ پنجگانہ نمازوں کے بعد الجزائری مجاہدوں اور دیگر عرب اور مسلم ممالک کیلئے فتح ونصرت کی خلوص قلب سے دعائیں مانگیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ . وَ عَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ . وَ تَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ . وَ قِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ . فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَ لَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَ اِنَّهٗ لَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ وَ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ . فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا قَضَيْتَ . نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ اِلَيْكَ . تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ . (اَللّٰهُمَّ اَعْلِ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ) . وَ اَنْجِزْ وَعْدَكَ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ . اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مُسْلِمِي الْجَزَآئِرِ وَ دِيَارِ الْعَرَبِ وَ اخْذُلْ اَعْدَآءَنَا وَ اَعْدَآئَهُمُ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى . اَللّٰهُمَّ زَلْزِلْهُمْ . اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَهُمْ . اَللّٰهُمَّ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ . اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ . اَللّٰهُمَّ اَهْلِكْ اَمْوَالَهُمْ . اَللّٰهُمَّ اهْزِمْ جُنْدَهُمْ . (اَللّٰهُمَّ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ - تین دفعہ) اَللّٰهُمَّ دَمِّرْهُمْ كَمَا دَمَّرْتَ عَادًا وَّ ثَمُوْدًا وَ اَصْحَابَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى .

ترجمہ:۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔ اے اللہ ہم کو ہدایت کر ان لوگوں میں کہ ہدایت کی تو نے۔ اور عافیت دے ہم کو ان لوگوں میں کہ عافیت دی تو نے اور کارسازی کر ہماری ان لوگوں میں کہ کارسازی کی تو نے اور برکت دے ہم کو اس چیز میں کہ دی تو نے اور بچا ہم کو اپنے قضاء وقدر کے خطرناک فیصلوں سے۔ اسلئے کہ فیصلے آپ ہی کرتے ہیں اور آپ کے حکم کے خلاف فیصلے نہیں ہو سکتے۔ اور بیشک وہ غالب نہیں ہو سکتا جس سے آپ دشمنی کریں۔ اور وہ کمزور نہیں ہو سکتا، جس سے آپ دوستی کریں۔ تو آپ ہی قابلِ تعریف ہیں اپنے فیصلوں میں۔ ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں اور آپکی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آپ برکت والے ہیں اے ہمارے پروردگار۔ اور اونچی شان والے (اے اللہ اسلام اور مسلمانوں کی بات کو اونچا فرما دے۔) اور اپنا وعدۂ نصرت پورا کر دے۔ آپکا ارشاد ہے کہ ہم پر اہلِ ایمان کی امداد لازمی ہے۔ اے اللہ مدد فرما الجزائر کے مسلمانوں کی اور عربی ممالک کی اور ذلیل کر دے ہمارے دشمنوں اور ان کے دشمنوں کو جو یہود و نصاریٰ ہیں۔ اے اللہ ان کو متزلزل کر دے اور پراگندہ کر دے انکے نظام کو۔ اے اللہ انکی جمعیت کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دے۔ اے اللہ انکی بستیاں تباہ کر دے۔ اے اللہ انکے اموال ہلاک کر دے۔ اے اللہ انکے لشکر کو شکست دے۔ اے اللہ انکو ایسا پکڑ جیسے با اقتدار اور غالب خدا کی پکڑ ہوتی ہے۔ (تین بار)۔ اے اللہ ان کو ایسا تباہ کر دے جیسے آپ نے قوم عاد وثمود، اصحاب الرس اور دوسرے درمیانی قرنوں کو تباہ کیا۔